۳

بحار الانوار

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ

در حالات

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا

ترجمہ:

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۳ سوم

بحار الانوار

ملّا محمّد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سیّد حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

محفوظ بُک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

اِس کتاب بحار الانوار جلد سوم کے ترجمے کی اشاعت کے

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

کوئی بھی فرد یا ادارہ اِس کتاب کے کلّی یا جزوی حصّے کو
بغیر اجازت ناشر شائع کرنے پر قانونی چارہ جوئی کا ذمّہ دار ہوگا

نام کتاب ________ بحار الانوار جلد سوم

مؤلّف ________ مُلّا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم ________ مولانا سیّد حسن امداد صاحب قبلہ (ممتاز الافاضل)

کتابت ________ جعفر زیدی ۳۴/۹ - ۳۶ بی - لانڈھی

مطبع ________ سندھ آفسٹ پریس - کراچی

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No 086906

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

فہرست تراجم اخبار واحادیث بحارالانوار
درحالات جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا

عنوان مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر
باب ۱ اوّل	
شکل وشمائل اور حلیۂ مبارک	۷
بطنِ مادر میں گفتگو	۸
حالاتِ ولادت	۸
آنسیّہ حورا	۱۰
نور سے تخلیق	۱۱
حورا لبشکلِ بشر	۱۲
حلیۂ مبارک	۱۳
ولادت و وفات	۱۴
نقشِ خاتم	۱۶
تاریخ ولادت مخالفین کی روایات میں	۱۶
علم ما کان و ما یکون	۱۷
باب ۲ دوم	
اسمار مبارک اور فضائل	۱۹
اسمار مبارک	۲۰
کنیت اور نام	۲۰
وجہ تسمیہ فاطمہ مورخین کی روایات	۲۰
وجہ تسمیہ زہرا مورخین کی روایات	۲۴
وجہ تسمیہ بتول مورخین کی روایات	۲۸

عنوان مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر
وجہ تسمیہ ام ابیہا	۲۹
وجہ تسمیہ طاہرہ	۲۹
باب ۳ سوم	
مرتبہ، معجزات، قرآنی آیات کا نزول	۳۱
بہترین زنانِ عالم	۳۲
دنیا کی منتخب خاتون	۳۳
سیدۃ نساء العالمین	۳۴
مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سوا ملا	۳۸
خیر النساء العالمین	۴۲
خاتونِ جنّت	۴۲
کلمہ باقیہ کی بشارت	۴۳
شجنۂ رسولؐ	۴۴
دُرِ دندانِ فاطمہؑ کی نور افشانی	۴۴
قصرِ فاطمہ زہراؑ	۴۴
علیؑ وفاطمہؑ کا تبسم	۴۵
نورِ زہراؑ سے چاند کا ماند پڑنا	۴۵
تسبیح فاطمہؑ کا شرف	۴۶
انجیل میں ذکر	۴۶
ذریّت پر آتشِ جہنّم کا حرام ہونا	۴۶
جنّت میں داخلہ	۴۶
گنہگارانِ امّت کی شفاعت	۴۷

عنوان مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر	عنوانِ مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر
فاطمہؑ کی رضا، اللہ کی رضا	۵۰	میدانِ حشر میں سواری کا انتظام	۸۴
اللہ کا سلام۔ فاطمہؑ کے لیے	۵۲	غیب سے سواری کا آنا	۸۵
فرشتوں سے ہمکلامی	۵۲	خادمہ کے لیے پانی کے ڈول کا نزول	۸۶
جنّت سے انگوٹھی کا آنا	۵۳	معجز نما پیالہ	۸۶
جنابِ فاطمہؑ کا وکیل	۵۴	شاہِ حبش کی بھیجی ہوئی چادر	۸۷
اللہ کو فاطمہؑ کا رنجیدہ ہونا گوارہ نہیں	۵۴	چادرِ سیدہؑ کا اعجاز	۸۸
رسولِ خداؐ کی آسیہ گردانی	۵۵	جنابِ سیدہ کی کہانی	۸۹
طعامِ جنّت آنا	۵۸	بابرکت قلادہ	۹۰
ذریتِ رسولؐ کے لیے حدیث	۶۳	ایثار کا صلہ	۹۴
حضرت علیؑ کی گرفتاری اور جنابِ فاطمہؑ کی فریاد	۶۴	حضرات حسنینؑ کے لیے عید کے لباس	۹۶
قیامت کے دن ملاقات	۶۴	رسالت پر سوسمار کی گواہی	۹۷
عورت کے لیے سب سے بہتر بات	۶۵	**باب ۴ چہارم**	
مومن کے لیے تین باتیں	۶۶	سیرت، مکارمِ اخلاق اور آپکی بعض کنیزوں کے حالات	۱۰۵
شانِ نزولِ آیات	۶۶		
لیلۃ القدر کی تفسیر	۷۱	علیؑ و فاطمہؑ کے لیے تقسیمِ کار	۱۰۶
اِحدَی الکُبَرِ کی تفسیر	۷۱	لباس کی سادگی۔	۱۰۶
آنحضرتؐ کو دس باتوں کا اندیشہ	۷۱	مکارمِ اخلاق	۱۰۷
چار مشہور توبہ کرنے والے	۷۳	تسبیحِ فاطمہؑ	۱۰۸
چار صالحہ عورتیں	۷۳	جنابِ فضہؑ اور تکلم بالقرآن	۱۱۰
دعائے نور	۷۴	زاہدانہ زندگی	۱۱۳
تعظیمِ دختر	۷۷	بنی امیہ کی عداوت	۱۱۵
جنابِ فاطمہؑ پر درود کا ثواب	۸۰	پسندیدہ سبزی	۱۱۵
زُہد	۸۱	زیارت قبورِ شہداء	۱۱۵
محدّثہ	۸۱	بَضعۃٌ مِنّی	۱۱۶
جفر جامعہ اور مصحفِ فاطمہؑ کی تعریف	۸۲	**باب ۵ پنجم** ۔ تزویج	۱۱۷
جنابِ فاطمہؑ قاضی شریک کی نظر میں	۸۳	حضرت علیؑ کی خواستگاری	۱۱۸

عنوان مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر
شیخین اور شادی کا پیام	۱۲۶
شیخین کو مایوسی	۱۲۸
رشتے کی منظوری	۱۲۸
اگر علیؑ نہ ہوتے....	۱۳۰
شادی کے لیے حکمِ خدا	۱۳۰
فضائلِ علیؑ بزبانِ محمدؐ	۱۳۰
حدیثِ محمود	۱۳۴
بھائی بھی اور داماد بھی	۱۳۶
نسباً وّصھراً کی تفسیر	۱۳۶
تاریخِ عقد	۱۳۷
عقدِ فاطمہؑ آسمانوں میں	۱۳۷
رخصتی کی شان	۱۳۷
رخصتی کا اہتمام	۱۳۷
آسمانی حلّے اور جواہرات کی بوچھار	
سدرۃ المنتہیٰ پر عقد	۱۳۸
دعوتِ ولیمہ کا اہتمام	۱۴۱
رخصتی کے لیے گفتگو	۱۴۶
رسمِ رونمائی	۱۵۰
شادی کا احوال	۱۵۳
نکاح کا خطبہ اور راحیل کی خطبہ خوانی	۱۵۴
حضرت علیؑ اور خطبۂ نکاح	۱۵۵
جناب رسول خداؐ کا خطبۂ نکاح خوانی	۱۵۷
زرِ مہر کی صحیح تعداد اور اختلافِ روایات	
مہرِ معجّل اور مہرِ موجّل	۱۶۱
حضرت علیؑ کا افتخار	۱۶۳
حضرت فاطمۂ زہراؑ، مرکزِ فضائل	۱۶۳

عنوان مضامین احادیث واخبار	صفحہ نمبر
شیعانِ علیؑ کے برأت نامے	۱۶۴
زمین کا حضرت علیؑ سے کلام کرنا	۱۶۵
دعائے تشکر	۱۶۶
علّامہ مجلسی کا تنقیدی جائزہ	۱۶۷
سامانِ جہیز کی خریداری	۱۶۸
حضرت خدیجہ کا اسماء بنتِ عمیس سے عہد لینا	۱۶۹
باب ششم	
حضرت علیؑ کے ساتھ برتاؤ	۱۷۱
زنانِ قریش کا طعنہ	۱۷۲
شوہر کی اطاعت کا حکم	۱۷۵
خیر ہی خیر	۱۷۵
شکایت	۱۷۶
حضرت علیؑ پر دوسری عورت حرام ؟	۱۷۶
سورہ ھل اتیٰ کا نزول	۱۷۷
باب ہفتم	
آپؑ پر مظالم، شہادت	۱۷۹
دنیا کے پانچ گریہ کناں	۱۸۰
آنحضرتؐ کا عالمِ نزع	۱۸۱
آنحضرتؐ کی پیش گوئیاں	۱۸۳
بعد از رحلت حضورؐ کی خواب میں ملاقات	۱۸۵
رحلتِ رسول پر جناب فاطمہؑ کا مرثیہ اور نوحہ	۱۸۷
مرثیۂ دیگر	۱۹۱
حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش	۱۹۱
شیوخِ اہلِ مدینہ کی التجا	۱۹۲
جناب فاطمہؑ کا خطاب	۱۹۳
وقتِ احتضار کا حال	۱۹۵

عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر
آپؐ کی جائے قبر کا تعین	۲۰۰
فاطمہؑ کی وصیتیں	۲۰۱
جفرِ جامعہ اور مصحفِ فاطمہؑ کیا چیز ہے؟	۲۰۴
نبشِ قبر کا ارادہ اور حضرت علیؑ کا جلال	۲۰۵
بابِ فاطمہؑ کا جلایا جانا	۲۰۶
شکم مادر میں حضرت محسن کی شہادت	۲۱۱
جنابِ فاطمہؑ کا مجروح ہونا	۲۱۲
شیخین کی ناراضگی اور تدفین	۲۱۴
شایانِ شان تدفین کی ہدایت	۲۱۸
جنابِ فاطمہؑ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کا شرف	۲۱۹
تاریخِ وفات و تجہیز و تکفین	۲۱۹
وفات کے بارے میں مختلف روایات	۲۲۰
وقتِ وفات آپؐ کے سن میں اختلاف	۲۲۱
حضرت علیؑ کا مرثیہ	
تحریری وصیت نامہ	۲۲۲
اپنا سارا مال تصدق کرنے کی وصیت	۲۲۲
علیؑ ابن ابی طالب کا مرثیہ	۲۲۳
وفات سے قبل آپؐ کی دعا	۲۲۵
باب ۸ ہشتم	
روزِ حشر اللہ کی نظر میں جنابِ فاطمہؑ زہرا کا مرتبہ و عظمت	۲۲۷
استقبال	۲۲۸
داخلہ	۲۳۱
اہلِ محشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم	۲۳۳
حضرت امام حسینؑ کا میدانِ حشر میں آنا	۲۳۴
جنابِ فاطمہؑ کی فریاد	۲۳۶

عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر
شفاعت	۲۳۷
باب ۹ نہم	
جنابِ فاطمہؑ کی اولاد کا ذریتِ رسولؐ ہونا	
حسنینؑ رسول اللہ کے صلبی فرزند ہیں	۲۳۸
کیا حسنینؑ کو فرزندانِ رسولؐ کہا جا سکتا ہے	۲۳۹
اولادِ فاطمہؑ کا ذریتِ رسول ہونا قرآن سے ثبوت	۲۴۱
بطنِ فاطمہؑ سے پیدا ہونے والوں کا شرف	۲۴۳
زید بن امام موسیٰؑ کو امام رضاؑ کی تنبیہ	۲۴۵
باب ۱۰ دہم	
اوقاف و صدقات	
بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے آپؐ کا صدقہ	۲۴۷
وقف نامے کی عبارت	۲۴۷
سلمانؓ کا لگایا ہوا باغ	۲۴۸
جنابِ فاطمہؑ کے باغات کے نام	۲۴۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱

ولادت
شکل و شمائل اور حلیۂ مبارک

(١) = بطنِ مادر میں گفتگو وحالاتِ ولادت

مفضل بن عمر سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنی جدّۂ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کا حال کچھ سنائیں گے ؟

آپ نے فرمایا، ہاں سنو ! جب حضرت خدیجہ صدیقہ کا عقد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو زنانِ مکّہ نے ان معظمہ سے تمام تر روابط ختم کر دیے۔ نہ اُن کے پاس کوئی عورت آتی نہ آپ کو سلام کرتی، اور نہ کسی دوسری عورت کو آپ کے پاس آنے دیتیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت خدیجہ بہت پریشان رہنے لگیں۔ اُن کو سب سے زیادہ فکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔

الغرض جب آپ کے بطنِ مبارک میں حضرت فاطمہؑ زہرا آئیں تو آپ اُسی وقت سے اپنی والدۂ گرامی کا جی بہلانے کے لیے اُن سے گفتگو کیا کرتیں اور انھیں صبر وتحمل کی تلقین کرتی تھیں۔ مگر یہ بات حضرت خدیجہؑ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بتائی تھی۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشّرف میں داخل ہوئے تو آپؐ نے سُنا کہ حضرت خدیجہؑ کسی سے باتوں میں مصروف ہیں۔

آپؐ نے دریافت فرمایا، اے خدیجہؑ ! یہاں تو بظاہر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے پھر تم کس سے مصروفِ گفتگو ہو ؟

اُنھوں نے عرض کیا، یا حضرت ! یہ بچّہ جو میرے شکم میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے جس کی وجہ سے میرا دل بہل جاتا ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے خدیجہؑ ! اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کے ذریعے سے مجھے خبر دی ہے جو ہمارے لیے باعثِ مسرّت ہے کہ یہ دخترِ نیک اختر ہے جو تم سے گفتگو

کرتی ہے۔ یہ دختر طاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی بیٹی کی نسل سے ائمہ پیدا کرے گا جنھیں اللہ تعالیٰ سلسلۂ وحی کے منقطع ہو جانے کے بعد میرا وصی اور اپنا خلیفہ فی الارض مقرر فرمائے گا، جو میری نسل کہلائیں گے۔

بہر حال حضرت خدیجہؑ اس طرح اپنی بیٹی سے باتیں کرتی اور جی بہلاتی رہیں تا اینکہ وقتِ ولادت قریب آیا۔ آپ نے زنانِ قریش و بنی ہاشم کے پاس کسی کو بھیجا تاکہ زچگی کے دوران تعاون کریں۔ لیکن انھوں نے جواب دیا کہ چونکہ تم نے ہماری بات نہیں مانی اور یتیم عبداللہ (محمدؐ) جو بالکل فقیر و مفلس ہیں، سے عقد کر لیا ہے اس لیے ہم نہیں آئیں گے اور اس کام میں ہم تمھاری مدد نہ کریں گے۔

حضرت خدیجہؑ کو اس کا بڑا دکھ ہوا، اور ابھی وہ اس فکر میں بیٹھی ہوئی سوچ ہی رہی تھیں کہ آپ کے پاس چار عورتیں گندمی رنگ، دراز قد (جیسے عموماً بنی ہاشم کی عورتیں ہوتی ہیں) آئیں۔ آپ اُن اجنبی عورتوں کو دیکھ کر کچھ گھبرائیں تو اُن میں سے ایک نے کہا۔

اے خدیجہؑ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہم تو تمھارے رب کی طرف سے اسی (زچگی کے) کام کے لیے آئے ہیں۔ یہ حضرت آسیہ بنتِ مزاحم ہیں، جو جنت میں تمھاری سہیلی ہوں گی، یہ حضرت مریمؑ بنتِ عمران ہیں، یہ حضرت موسیٰؑ کی ہمشیرہ کلثوم ہیں اور میں سارا زوجہ ابراہیمؑ ہوں۔

چنانچہ ان میں سے ایک دائیں جانب بیٹھ گئیں ایک بائیں جانب، ایک سامنے کی طرف اور ایک پشت کی جانب ہو گئیں۔ پھر حضرت فاطمہؑ طاہرہ و مطہرہ کی ولادت عمل میں آئی۔ جب آپ تولّد ہوئیں تو آپ کے چہرے سے ایک ایسا نور ساطع ہوا جس کی روشنی مکہ کے ہر گھر میں پہونچی بلکہ مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں اس کی روشنی نہ پہونچی ہو۔

اس کے بعد جنت سے دس حوریں آئیں، ہر ایک کے ساتھ ایک طشت اور ایک ابریق (لوٹا) تھا جس میں آبِ کوثر بھرا ہوا تھا۔ اور وہ معظمہ جو حضرت خدیجہؑ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں انھوں نے ایک حور کے ہاتھ سے ابریق لیا اور حضرت فاطمہؑ کو آبِ کوثر سے غسل دیا، پھر دو پارچے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار تھے، ایک پارچے میں آپ کو لپیٹ دیا اور دوسرا پارچہ بطور دوپٹہ سر پر ڈال دیا، پھر ان سے کچھ بولنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت فاطمہؑ نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا اور فرمایا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانّ ابی رسول اللہ

سید الانبیاء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط = (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور یہ کہ میرے پدرِ بزرگوار اللہ کے رسول اور سید الانبیاء ہیں اور یہ کہ میرے شوہر سردارِ اوصیا ہیں اور میرے بچّے (بیٹے) سردار ہیں آئندہ نسل کے (پوتوں وغیرہ کے)

اس کے بعد آپ نے ان چاروں عورتوں کو نام لے کر سلام کیا، وہ سب ہنسنے لگیں۔ حوروں نے ایک دوسرے کو ولادتِ حضرت فاطمہؑ کی مبارکباد دی، اہلِ آسمان نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ پھر آسمان پر ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتوں نے اِس قسم کا نور کبھی نہ دیکھا تھا۔

الغرض ان عورتوں نے حضرت خدیجہ سے کہا "اے خدیجہ لیجیے، یہ آپ کی بیٹی بالکل طاہرہ ومطہرہ ہے۔ پاک وصاف ہے اقبال مند ہے اللہ اس کو اس کی نسل میں برکت دے گا۔ چنانچہ جناب خدیجہ نے خوش خوش انھیں لے لیا۔ چھاتی سے لگایا اور اپنا دودھ پلایا۔

حضرت فاطمہؑ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچّے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں۔ اور ایک ماہ میں اتنا بڑھتی تھیں کہ جتنا عام بچّے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔

(امالی شیخ صدوقؒ)

• ـــــ مصباح الانوار میں بھی حمّاد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(۲) ـــ جناب فاطمہؑ انسیہ حورا ہیں

امالی شیخ صدوقؒ میں ہے کہ ہروی نے حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب (شبِ معراج) مجھے آسمان پر لیجایا گیا تو جبرئیل نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مجھے جنّت میں لے گئے پھر وہاں کے چند رُطب مجھے دیئے۔ میں نے اسے کھایا تو اس نے میرے صلب میں مخصوص جوہرِ حیات کی شکل اختیار کرلی۔ جب میں زمین پر واپس آیا تو اسی مخصوص جوہرِ حیات سے حضرت خدیجہؑ کے رحم میں حضرت فاطمہؑ کا حمل قرار پایا۔ فاطمہؑ انسیہ حورا ہے۔ جب میں جنّت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو اپنی بیٹی فاطمہؑ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔

(امالی شیخ صدوقؒ)

• ـــــ کتاب احتجاج میں بھی مرسلاً یہی روایت مرقوم ہے۔

(۳) ـــ جناب فاطمہؑ کی تخلیق نور سے

معانی الاخبار میں ہے کہ :
سدیر صیرفی نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " میری بیٹی فاطمہؑ کا نور زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے خلق ہوا۔"

کسی نے آپؐ سے عرض کیا، یا رسول اللہؐ ! اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہؑ انسانی مخلوق نہیں ہیں ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، فاطمہؑ ایک حورا بشکلِ انسانی ہے۔

اُس نے پھر عرض کیا، یا نبی اللہ ! یہ حورا انسانی شکل میں کیسے ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، عالمِ ارواح میں حضرتِ آدمؑ کی خِلقت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ فاطمہؑ کو پیدا کیا، وہ ایک عرصے تک زیرِ ساقِ عرش ایک قبۂ نور میں رہا۔

اُس نے عرض کیا، یا نبی اللہ ! وہاں پر جناب فاطمہؑ کی غذا کیا تھی ؟

آپؐ نے فرمایا، تسبیح و تقدیس، تہلیل و تحمیدِ پروردگارِ عالم۔ مگر جب اللہ نے حضرتِ آدمؑ کو پیدا کیا اور ان کے صلب سے مجھے پیدا کیا اور چاہا کہ میرے صلب سے فاطمہؑ کو پیدا کرے تو اس کے نور کو جنّت میں سیب کی شکل میں بنا دیا۔ وہ سیب جبریل لیکر آئے اور بولے اے محمدؐ ! السّلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

میں نے کہا، میرے دوست جبریل وعلیک السّلام و رحمۃ

اُنھوں نے کہا، اے محمدؐ ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔

میں نے کہا، سلام اسی سے ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

جبریل نے کہا، اے محمدؐ ! یہ ایک سیب ہے جو جنّت سے اللہ نے آپؐ کے لیے بطور تحفہ بھیجا ہے۔

میں نے وہ سیب لیکر اپنے سینے سے لگایا۔

جبریل نے کہا، یا محمدؐ ! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے تناول فرمائیں

میں نے کہا بہتر۔ پھر میں اسے کھانے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس میں سے ایک نور ساطع ہوا۔ میں نے ذرا سا توقّف کیا۔

جبریل نے کہا، اے محمدؐ ! آپ اس کو تناول فرمانے میں توقف نہ کریں کیونکہ یہ نور اُس (عصمت مآب) کا ہے جس کا نام آسمان پر منصورہ ہے اور زمین پر فاطمہؑ ہے۔

میں نے کہا، اے میرے دوست جبریل ! اس کا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ کیوں ہے ؟

جبریل نے کہا، اس کا نام زمین پر فاطمہؑ اس لیے ہے کہ یہ اپنے شیعوں کو جہنم سے چھڑائے گی اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے جدا رکھے گی اور آسمان پر اس کا نام منصورہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ط (سورہ روم آیت ۴ - ۵)

ترجمہ:۔ (اس دن مومنین اللہ کی نصرت سے خوش ہو جائیں گے اور وہ جس کی چاہے گا نصرت کرے گا۔)

اس کا مطلب یہ ہے کہ (اللہ کی نصرت سے مراد فاطمہؑ ہیں) فاطمہؑ اپنے دوستوں محبوں اور شیعوں کو اپنی نصرت سے خوش کریں گی۔ (معانی الاخبار)

۴ — جناب فاطمہؑ حورا بشکلِ بشر ہیں

علل الشرائع میں ابنِ عباس سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو اُنھوں نے دیکھا کہ آپؐ حضرت فاطمہؑ کی خوشبو سونگھ رہے ہیں

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ! آپؐ ان کو کیوں سونگھ رہے ہیں، کیا آپؐ ان سے بیحد محبت کرتے ہیں ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے عائشہ ! خدا کی قسم اگر تمھیں علم ہوتا کہ مجھے ان سے کیوں اس قدر محبت ہے تو تم ان سے اور زیادہ محبت کرنے لگتیں۔ سنو ! جب میں معراج پر چوتھے آسمان پر پہونچا تو جبریل نے اذان کہی میکائیل نے اقامت کہی اور مجھ سے کہا گیا کہ : اے محمدؐ ! آگے بڑھیں (نماز پڑھائیں)

میں نے کہا، اے جبریل ! تمھارے ہوتے ہوئے میں آگے بڑھوں ؟

اُنھوں نے کہا، جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ مقربین پر اپنے انبیاء و مرسلین کو فضیلت دی ہے۔ اور آپؐ کو تو خصوصیت کے ساتھ فضیلت حاصل ہے۔

چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر آسمانِ چہارم کے ساکنین کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اپنی

داہنی جانب رُخ کیا تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت کے ایک باغ میں ہیں اور فرشتوں کی ایک جماعت اُن کے گرد ہے

پھر میں پانچویں آسمان پر گیا اور وہاں سے چھٹے آسمان پر پہونچا تو آواز آئی "اے محمّد! تمھارے جد ابراہیمؑ کتنے اچھے جد ہیں اور تمھارے بھائی علیؑ کتنے اچھے بھائی ہیں۔"

اس کے بعد جب میں حجابوں تک پہونچا تو جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنّت میں لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ نور کا ایک درخت ہے جس کے نیچے دو فرشتے حُلّے اور زیورات تیار کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا "اے اخی جبرئیل! یہ درخت کس کے لیے ہے؟

اُنھوں نے کہا، یہ درخت آپ کے اخی (علیؑ بن ابی طالبؑ) کے لیے ہے اور یہ دونوں فرشتے قیامت تک اُن کے لیے حُلّے اور زیورات تیار کرتے رہیں گے۔

پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک رُطب (خرما) کا درخت دیکھا، میں نے ایک رُطب توڑ کر کھایا تو ذائقہ میں انتہائی لذیذ، خوشبودار، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم تھا۔ وہ رُطب جوہرِ حیات بن کر میرے صلب میں منتقل ہو گیا۔ جب میں زمین پر واپس آیا تو اسی جوہرِ حیات سے خدیجہ کے رحم میں فاطمہؑ کا حمل قرار پایا۔ اسی لیے فاطمہؑ حوراءُ الانسیہ ہے۔ جب میں جنّت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا تو فاطمہؑ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔ (علل الشرائع)

ابنِ بابویہ قمی کی کتاب "مولد فاطمہ سلام اللہ علیہا" میں اسماء بنتِ عمیس سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ کے کسی بچے کی ولادت کے موقعے پر میں نے اُن کی دیکھ بھال کی، مگر میں نے ان کو حالتِ نفاس میں نہیں دیکھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تذکرہ کیا۔

آپؐ نے فرمایا دراصل میری بیٹی فاطمہ زہرا حوریہ ہے جو بشکلِ انسان پیدا ہوئی ہے۔

(۵) آپ کا حلیۂ مبارکہ

مناقب میں انس ابنِ مالک سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؑ شکل و شمائل میں کیسی تھیں

انھوں نے کہا کہ آپ کا رنگ انتہائی صاف اور گورا تھا، گویا چودھویں رات کا چاند۔ نقاب کے اندر "جیسے بادل کے اندر آفتاب"۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں جب حضرت فاطمہؑ کو چلتے ہوئے دیکھتا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار یاد آجاتی تھی۔ آپ بھی چلنے میں کبھی دائیں جانب مائل ہوتیں کبھی بائیں جانب۔

⑥ آپ کی ولادت و وفات

① حضرت فاطمہؑ بعثتِ نبویؐ کے پانچ سال اور معراج کے تین سال بعد جمادی الآخر میں تولّد ہوئیں۔ اپنے پدرِ بزرگوار کے ساتھ مکّہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور دو سال (ہجرت کے) بعد یکم ذی الحجہ کو اور بعض روایات کے مطابق چھ ذی الحجہ کو حضرت علی علیہ السّلام سے آپ کا عقد ہوا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ جنگِ بدر کے بعد بروز سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ کو آپ کی رخصت ہوئی۔ اور جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر اٹھارہ سال سات ماہ تھی۔ حضرت امام حسنؑ کی ولادت کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

② کشف الغمہ میں مرقوم ہے کہ ابنِ خشاب نے اپنے شیوخ سے اور انھوں نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اظہارِ نبوّت اور نزولِ وحی کے پانچ سال بعد تولّد ہوئیں۔ جبکہ قریش کے لوگ خانۂ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے اور وقتِ وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتّر دن کی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ وقتِ وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال ایک ماہ پندرہ دن تھی۔ آپ اپنے پدرِ گرامی کے ساتھ مکّہ میں آٹھ سال رہیں۔ پھر آپؐ کے ساتھ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور وہاں آنحضرتؐ کے ساتھ دس سال رہیں۔ اس طرح آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ اپنے پدرِ عالیقدر کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السّلام کے ساتھ پچھتّر دن زندہ رہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صرف چالیس دن زندہ رہیں۔

③ ذارع کا قول ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مندرجۂ بالا روایت کی بناء پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کُل اٹھارہ سال ایک ماہ دس دن کی عمر پائی۔ ہجرت کے

تین سال بعد جب آپ گیارہ سال کی تھیں تو حضرت امام حسن علیہ السلام تولّد ہوئے۔

(۴) روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بعثتِ نبوی کے پانچ سال بعد اور واقعۂ معراج کے تین سال بعد تولّد ہوئیں۔

آپ مکّے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آٹھ سال رہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کے ساتھ ہجرت کرکے مدینۂ منوّرہ آگئیں اور مدینہ آنے کے ایک سال بعد حضرت علی علیہ السلام سے آپ کا عقد ہوا اور آنحضرتؐ کی وفات کے وقت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اپنے پدرِ بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ صرف بہتّر دن زندہ رہیں۔ (روضۃ الواعظین)

(۵) کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بعثتِ نبوی کے پانچ سال بعد تولّد ہوئیں۔ اور وقتِ وفات آپ کی عمر اٹھارہ سال پچھتّر دن تھی۔ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد آپ صرف پچھتّر دن زندہ رہیں۔ (کافی)

(۶) شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "حدائق الریاض" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعثتِ جناب سرورِ کائنات کے دو سال بعد حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا بیس جمادی الآخر کو تولّد ہوئیں۔

(۷) کتاب کافی میں حبیب سجستانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا بعثتِ نبوی کے پانچ سال بعد تولّد ہوئیں اور اٹھارہ سال پچھتّر دن کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ (کتاب کافی)

(۸) مصباحین میں ہے کہ بعثت سرورِ کائنات سے دو سال بعد ۲۰ جمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اور عامّہ کی روایت ہے کہ بعثت سے پانچ سال پہلے آپ کی ولادت ہوئی۔ (مصباحین)

(۹) محمد بن جریر طبری کی کتاب "دلائل الامامت" میں مرقوم ہے کہ:
ابو بصیر نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۴۵ سال تھی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ماہِ جمادی الآخر میں تولّد ہوئیں۔ آپ کا قیام مکہ میں آٹھ سال اور مدینہ میں دس سال رہا اور بعدِ وفاتِ پیغمبرِ اکرمؐ صرف پچھتّر دن زندہ رہیں اور آپ نے

۳ رجمادی الآخر ۱۱ھ روزِ سہ شنبہ رحلت فرمائی۔

(۷) نقشِ خاتم

مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ بعثتِ جناب سرورِ کائنات سے دو سال قبل ۲۰ رجمادی الآخر بروز جمعہ حضرت فاطمہؑ زہرا کی ولادت ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا نقشِ خاتم امن المتوکلون تھا۔

آپ کی دربان وکنیز فضہؓ تھیں۔

(۸) تاریخِ ولادت مخالفین کی روایات میں

بعض مخالفین نے اپنی کتابوں میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن سلیمان ہاشمی نے اپنے باپ سے اور اُس نے اُس کے دادا سے روایت کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا اُس وقت پیدا ہوئیں جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر اکتالیس ۴۱ سال تھی۔

محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کی ولادت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہونے سے پہلے ہوئی اور اسی طرح آنحضرتؐ کی بطنِ جناب خدیجہؑ سے ساری اولادیں بھی قبلِ نزولِ وحی پیدا ہوئیں۔

اور حافظ ابومنصور دیلمی کی دونوں روایات کی بنا، پر، نیز کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں ابی علی حداد کی حافظ ابونعیم سے روایت کی بنا، پر یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ؑ ازروئے سن دخترانِ رسولؐ میں سب سے چھوٹی تھیں۔ یہ اُس وقت پیدا ہوئیں جب قریش خانۂ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور اس سے پہلے آپ کی کنیت اُمِّ اسماء تھی۔

ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اُس وقت ہوئی جب اہلِ قریش تعمیرِ کعبہ میں مصروف تھے اور آنحضرتؐ کے مدینہ آنے اور غزوۂ بدر سے واپسی کے بعد آپ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے اُس وقت ہوا جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

یہ روایت حسن بن علی نے حارث سے، اُس نے ابنِ سعد سے، اُس نے واقدی سے، اُس نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے، اُنھوں نے اسحاق بن عبداللہ ابوفروہ سے، اُس نے جعفر بن محمدؑ بن علی علیہ السلام سے کی ہے۔

(معرفۃ الصحابہ - مقاتل الطالبین)

(۹) آپ تربیت یافتہ تھیں

دلائلِ امامۃ میں ابنِ عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک دن میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنے عام بچے ایک ہفتہ میں بڑھتے ہیں اور ایک ہفتہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک ماہ میں، اور ایک ماہ میں اتنی بڑی ہو جاتی تھیں جتنا عام بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، وہاں مسجد تعمیر کی گئی، اہلِ مدینہ آپؐ سے مانوس ہو گئے، آپؐ کا کلمہ بلند ہوا، آپؐ کے قدموں کی برکت کو لوگوں نے محسوس کیا۔ دور دور سے سوار ہو کر لوگ آنے لگے، ایمان کا ظہور ہوا۔ قرآن کا درس شروع ہوا۔ عرب کے امراء و شرفاء کے نامہ و پیام آنے لگے۔ سردارانِ قبلہ اور اکابرِ قوم آپؐ کی تلوار سے ڈرنے لگے تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؑ اور مہاجرین کی عورتیں جن میں حضرت عائشہؓ بھی تھیں، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُمِ ابی ایوب انصاری کے گھر رہنے لگیں۔

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ میں آکر سب سے پہلے حضرت سودہؓ سے عقد کیا تو حضرت فاطمہ زہراؑ بھی حضرت سودہ کے پاس منتقل ہو گئیں، پھر آپؐ نے حضرت ام سلمہ سے دوسرا عقد کیا، چنانچہ وہ خود فرماتی تھیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے عقد کے بعد اپنی بیٹی کو میرے سپرد فرمایا۔ میں نے انھیں ادب سکھانا چاہا، مگر خدا کی قسم فاطمہؑ تو مجھ سے بھی زیادہ مؤدب تھیں اور تمام باتیں مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ (دلائلِ امامت طبری)

(۱۰) حضرت فاطمہؑ اور علم ما کانَ و ما یکون

عیون المعجزات میں مرقوم ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت عمار سے روایت کی ہے۔ حضرت سلمان کا بیان ہے کہ ایک دن عمار نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تم کو ایک عجیب بات بتاؤں؟

میں نے کہا، ہاں، اے عمّار بتاؤ کیا بات ہے ؟

عمّار نے کہا، میں شاہد ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہؑ کے پاس پہونچے۔ جب اُن معظمہ نے دیکھا، تو آواز دی، میرے قریب آئیے، میں آپ کو بتاؤں گی کہ ابتک کیا ہو چکا ہے اور قیامت تک کیا ہونے والا ہے ؟

عمّار کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام فوراً ہی واپس ہوئے اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ آپؑ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچے تو آنحضرتؐ نے فرمایا، اے ابوالحسن ! قریب آجاؤ۔

آپؑ قریب گئے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھ گئے تو :

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم کیوں آئے ہو ؟ یہ میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے ؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ ! آپؐ کا بیان کرنا تو سب سے عمدہ و بہتر ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم فاطمہؑ کے پاس گئے تھے اور اُنھوں نے تم سے اس طرح بیان کیا، تم وہاں سے واپس پلٹ کر یہاں آگئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا فاطمہؑ بھی اسی نور سے ہیں جس سے ہم ہیں ؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اے علیؑ ! کیا تمھیں اس کا علم نہیں ہے ؟

یہ سُن کر حضرت علیؑ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

عمّار کا بیان ہے کہ پھر حضرت علیؑ وہاں سے حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا، ابھی آپؑ میرے بابا کے پاس گئے تھے اور جو کچھ میں نے آپؑ سے کہا تھا اُس کی اطلاع آپؑ نے بابا کو دی ؟

حضرت علیؑ نے فرمایا، ہاں اے فاطمہؑ ! ایسا ہی ہوا تھا۔

پھر حضرت فاطمہؑ نے فرمایا، اے ابوالحسن سُنیے ! اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا جو خدائے ذوالجلال کی تسبیح میں مصروف رہا، پھر اللہ نے اس نور کو جنّت کے ایک درخت میں ودیعت فرما دیا اور شجر پُرنور بن گیا۔ جب میرے پدرِ بزرگوار شبِ معراج جنّت کی سیر کو تشریف لے گئے تو اللہ نے ان پر وحی کی کہ اس شجر کے پاس جاؤ اور اس کا پھل توڑ کر کھاؤ۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے ذریعہ سے اللہ نے میرے نور کو صلبِ پدر میں منتقل فرمادیا، پھر وہ نور میری مادرِ گرامی کے رحم میں منتقل ہوا اور پھر میری ولادت ہوئی۔ اے ابوالحسنؑ ! مجھے بھی علمِ ما کانَ و ما یکون ہے اور مومن تو اللہ کے عطا کردہ نور ہی سے دیکھتا ہے۔
(عیون المعجزات)

۳

آپ کے اسماءِ مبارکہ اور بعض فضائل

(۱) اسماءِ مبارکہ اور کُنیت

یونس بن ظبیان نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے. آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نو نام منتخب فرمائے ہیں: یعنی : فاطمہؑ صدیقہ مبارکہ ۔ طاہرہ ۔ زکیہ ۔ راضیہ ۔ مرضیہ ۔ محدّثہ اور زہرا۔

(۲) کنیّت اور نام

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیت اُمُّ الحسن ، اُمُّ الحسین ۔ اُمُّ الائمّہ ۔ اُمُّ المحسن ۔ اُمِّ ابیہا ۔ ہیں

اور ابو جعفر قمی کے بیان کے مطابق آپ کے اسماءِ گرامی مندرجۂ ذیل ہے فاطمہ ۔ البتول ۔ الحصان ۔ الحرۃ ۔ السیّدہ ۔ العذراء ۔ الحوراء ۔ المبارکہ ۔ الطاہرہ ۔ الزکیّہ ۔ الرضیہ ۔ المرضیہ ۔ المحدّثہ ۔ مریم الکبریٰ ۔ الصدیقۃ الکبریٰ

نیز : آسمان پر آپ کو ۔ نوریہ ، سماویہ اور حانیہ کے اسماء سے یاد کیا جاتا ہے ۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۳) وجہ تسمیہ فاطمہؑ

(۱) یونس بن ظبیان : حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک بار یونس بن ظبیان سے دریافت فرمایا : تمھیں معلوم ہے کہ فاطمہ کا کیا مطلب ہے؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ، مولا ! آپ ہی ارشاد فرمائیں ؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ کہ ہر بُرائی اور شر سے دور رکھی جانے والی ۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے عقد کے لیے حضرت علیؑ امیرالمومنینؑ جیسی مقدّس ذات والاصفات کا انتخاب کیا گیا ۔ آپؑ کے علاوہ اوّلین و آخرین میں از آدمؑ تا قیامت

جناب فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ملتا۔ (امالی شیخ صدوق، علل الشرائع الخصال)

- کتاب دلائل الامامۃ طبری میں بھی صدوق علیہ الرحمہ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔ (دلائل الامامۃ طبری)

(۲) خلیفہ منصور :

خلیفہ منصور نے اپنے باپ سے اور اُس نے اُس کے دادا سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابنِ عباس نے معاویہ سے کہا : تمھیں معلوم ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا ؟

اُس نے کہا، نہیں۔

ابنِ عباس نے کہا، اس لیے کہ وہ اور ان کے دوستدار جہنم سے بالکل الگ رکھے گئے ہیں اور یہ بات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔

(عیون اخبار الرضا)

(۳) حضرت امام رضاؑ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا ہے کہ اللہ نے اُس کو اور اُس کے دوستوں کو جہنم سے بالکل جُدا رکھا ہے۔ (عیون اخبار الرضا)

صحیفۃ الرضا میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے آبائے کرام سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(۴) یزید بن عبد الملک

یزید بن عبد الملک نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر متعین فرمادیا جس کی وجہ سے آپؐ نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہؑ رکھا اور فرمایا کہ اے فاطمہؑ ! میں نے تجھے علم دے کر جہل سے چھڑا دیا، طہارت دے کر حیض سے دور رکھا۔

حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر خدا کی قسم اللہ نے حضرت فاطمہؑ کو اتنا علم عطا فرمادیا کہ وہ جہالت کے کبھی پاس بھی نہ گئیں اور ظاہری و باطنی نجاسات سے دور رکھا۔ (عیون اخبار الرضا)

- مصباح الانوار میں بھی اسی کے مثل روایت ہے
- ابوہریرہ سے بھی یہی روایت مرقوم ہے ۔ (معانی الاخبار ۔ عیون اخبار الرضا)

⑤ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ

حضرت جعفرؑ بن محمدؑ بن علی علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی سے فرمایا، اے فاطمہؑ! تمھیں معلوم ہے کہ تمھارا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا ہے ؟

حضرت علی علیہ السلام نے (جو وہیں موجود تھے) عرض کیا، یا رسول اللہؐ! ارشاد فرمائیے کہ ان کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا ہے ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اس لیے کہ یہ اور ان کے دوستدار جہنم سے لاتعلق ہیں۔

(عیون اخبار الرضا)

- امالی شیخ مفیدؒ میں بھی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

⑥ محمد بن مسلم ثقفی

محمد بن مسلم ثقفی کی روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ دروازۂ جہنم پر کھڑی رہیں گی۔ جب قیامت کے دن ہر شخص کی پیشانی پر لکھ دیا جائے گا یہ مومن اور یہ کافر ہے ۔ اور آپؑ کے کسی محب کے لیے اُس کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے یہ حکم ہوگا کہ اسے لے جاؤ جہنم میں ۔ جب وہ دروازۂ جہنم پر پہونچے گا تو آپؑ اُس کی پیشانی پر لکھا ہوا پڑھ کر اللہ سے عرض کریں گی۔

اے میرے پروردگار، اے میرے مالک ! تو نے تو میرا نام فاطمہؑ رکھا ہے اور میری وجہ سے تو نے میرے محبّوں اور میری ذرّیت کے محبّوں کو جہنم سے نجات کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے تو کبھی اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ۔ اے فاطمہؑ ! تم نے سچ کہا، بیشک میں نے ہی تمھارا نام فاطمہؑ رکھا اور تمھاری وجہ سے میں نے تمھارے محبّوں اور تمھاری ذرّیت کے محبّوں کو جہنم سے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے اور واقعًا میرا وعدہ سچا ہے میں کبھی بھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ۔ میں نے تو اپنے اس بندے کو جہنم کی طرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم اس کی شفاعت کرو اور میں تمھاری شفاعت قبول کرلوں تاکہ میرے ملائکہ میرے انبیاء،

اور رُسل نیز اہلِ موقف دیکھ لیں کہ میرے نزدیک تمھاری قدر و منزلت کیا ہے۔ اچھا اب جس شخص کی پیشانی پر تم مومن لکھا ہوا دیکھو اُسے اپنے ساتھ لیجاؤ اور جنّت میں داخل کردو۔

(عیون اخبار الرضا)

⑦ کلبیؒ

کلبی نے حضرت امام جعفر صادق بن محمدؑ علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! تم جانتے ہو کہ فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا؟

حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا، آپؐ ہی ارشاد فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اِس لیے کہ یہ اور ان کے شیعہ جہنّم سے بالکل بَری ہیں۔

(الابانہ ابن بطہ ، کتاب مولا فاطمہ ابن بابویہ ۔ شرف النبی خرکوشی)

⑧ ابوھریرہ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا گیا کہ جواُن سے محبّت کرے گا وہ جہنّم سے چھوٹ جائے گا۔ (تاریخ ابو علی سلامی)

⑨ جابر ابن عبد اللہ انصاری

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی کا نام فاطمہؑ اِس لیے رکھا گیا کہ یہ اور اس سے محبت کرنے والے جہنّم سے بَری ہیں۔ (فردوس الاخبار شیرویہ)

⑩ ایک نئی وجہ

عبداللہ بن حسن بن حسن سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا، تمھیں معلوم ہے کہ میری جدّۂ ماجدہ جناب فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا؟

میں نے عرض کیا، اس لیے تاکہ اس نام میں اور دیگر اسماء کے درمیان فرق رہے۔

آپ نے فرمایا مگر یہ بھی تو منجملہ اسماء ہی ہے۔ اچھا سنو! میں بتاؤں اس کی وجہ کیا ہے۔ دراصل یہ نام اِس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے ہی علم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم (بعدِ جناب خدیجہؑ) مختلف قبائل کی عورتوں سے عقد کریں گے۔ اور پھر وہ لوگ جن کی بیٹیاں

آپؑ کے عقد میں آئیں گی، آپؑ کے بعد آپؑ کی نیابت پر وراثتاً قابض ہونے کی طمع کریں گی۔ اِسی لیے جب حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی تو اللہ نے ان کا نام فاطمہؑ رکھا اور نیابت و وراثت اُن کی اولاد میں قرار دی، جناب فاطمہؑ کے وجود سے ایسے تمام لوگوں کی حرص و طمع منقطع ہوگئی۔ (عیون اخبار الرضا)

(۱۱) محمد بن علی بن حسین بن زید

محمد بن علی بن حسین بن زید نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبائے کرام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا، آپؐ فرماتے تھے کہ حضرت فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اِس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اور اُن کے شیعوں کو جہنم سے لاتعلق کر دیا ہے وہ اُسی ایمان و توحید کے ساتھ جو میں لے کر آیا ہوں اللہ سے ملاقات کریں گے۔

(۴) وجہ تسمیہ زہراؑ

(۱) ابان بن تغلب

ابان بن تغلب سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزندِ رسولؐ (آپؑ کی جدۂ ماجدہ) جناب زہرا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا، اس لیے رکھا گیا کہ آپؑ دن میں تین بار جناب امیر المومنین علیہ السلام کے لیے اپنی نورانیت کا اظہار فرمایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ صبح کے وقت جبکہ ابھی لوگ اپنے بستروں پر ہوتے تو آپؑ کے چہرۂ انور سے ایسا نور ساطع ہوتا، جس کی ضیا لوگوں کے گھروں کے اندر پہونچتی اور گھروں کی دیواریں دمک اُٹھتیں، لوگوں کو حیرت ہوتی اور لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہؐ کے پاس پہونچتے اور پوچھتے کہ یا رسول اللہ! یہ کیسی روشنی ہے؟ آپؐ انھیں حضرت فاطمہؑ کے بیت الشرف تیج دیتے۔ وہ لوگ یہاں آتے اور آکر دریافت کرتے تو معلوم ہوتا کہ جناب فاطمہؑ زہرا بنتِ رسولؐ محراب عبادت میں بیٹھی ہوئی محوِ نماز ہیں اور آپؑ کے چہرۂ انور سے نور ساطع ہو رہا ہے۔ تب اُن کی سمجھ میں آتا کہ وہ نور بھی ان ہی کے نور کا پرتو ہے جو ہمارے گھروں کے در و دیواروں پر پڑ رہا ہے۔

پھر جب ظہر کا وقت آتا اور آپ نماز کے لیے کھڑی ہوتیں تو ایک بسنتی نور آپؑ کے چہرے سے ساطع ہوتا جب یہ روشنی لوگوں کے گھروں میں پہونچتی تو لوگوں کے کپڑے اور ان جسم بھی زرد نظر آنے لگتے۔ پھر وہ لوگ دوڑے ہوئے جناب رسول اللہ کی خدمت میں آتے اور دریافت کرتے یا رسولؐ! اب یہ روشنی کیسی ہے؟ آپؐ انھیں پھر خانۂ جناب زہراؑ کی طرف بھیج دیتے، وہ لوگ یہاں آکر دیکھتے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کے محرابِ عبادت سے نور ساطع ہے لوگ سمجھ جاتے کہ یہ نور آپ کے چہرے کا ہے جس سے ہمارے کپڑے وغیرہ بسنتی نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد جب آفتاب غروب ہو جاتا تو آپؑ کے چہرے کا رنگ خوشی اور شکرِ خدا میں سُرخ ہو جاتا جس کی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں روشنی پھیل جاتی، لوگ پھر متعجب ہو کر جناب رسولؐ اللہ کی خدمت میں پہونچ کر دریافت کرتے کہ:

یا رسولؐ! یہ سُرخ روشنی کہاں سے آرہی ہے؟

آپؐ انھیں پھر جناب فاطمہؑ کے بیت الشرف کی طرف بھیج دیتے۔ یہ لوگ وہاں آکر دیکھتے کہ یہ نور آپؑ کے بیت الشرف کی محرابِ عبادت سے ساطع ہے تو معلوم ہو جاتا کہ آپؑ نماز ادا کر رہی ہیں۔ وہ لوگ سمجھ جاتے کہ ہمارے گھروں میں جو سرخ روشنی نظر آرہی ہے وہ آپ ہی کے چہرے کے نور کا عکس ہے۔

چنانچہ جناب فاطمہ زہراؑ کے چہرے کے نور کی یہی کیفیت حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ولادت تک رہی۔ اس کے بعد وہ نور ہمارے چہروں کی طرف منتقل ہو گیا۔ قیامت تک ہم ائمۂ اہلِ بیتؑ میں سے ایک امام کے بعد دوسرے امام کو یہ نور منتقل ہوتا رہے گا۔ (عیون اخبار الرضا)

(۲) حضرت سلمان فارسی

ارشاد القلوب میں یہ روایت مرفوعاً حضرت سلمانؓ فارسی سے مرقوم ہے۔ آپؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجدِ نبوی میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؐ کے چچا عباس بن عبد المطلب مسجد میں داخل ہوئے اور انھوں نے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے جواب سلام دیا اور خوش آمدید بھی کہا۔

عباس بن عبد المطلب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم سب ایک ہی خاندان کے افراد ہیں ہم سب کے جدِ اعلیٰ بھی ایک ہی ہیں پھر حضرت علی علیہ السّلام کو ہم سب پر فضیلت کیوں ہے؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا "اے چچا جان سُنیئے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ (ہمارے نور) کو

اُس وقت پیدا کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ جنّت تھی نہ جہنّم، نہ لوح تھی نہ قلم۔

پھر جب اللہ نے ہمارے نور کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو لبِ قدرت سے ایک کلمہ جاری ہوا جو نور بن گیا، پھر دوسرا کلمہ جاری ہوا وہ روح بن گیا، بعدہٗ ان دونوں کو مخلوط ہونے کا حکم ہوا تو وہ دونوں ایک جان ہو گئے۔ پھر وہ یک جان شدہ نور اور روح سے میں اور علیؑ خلق کیے گئے۔ میرے نور کی ضو سے عرش کا نور پیدا کیا، اس لیے میں عرش پر بھی فضیلت مآب ہوں اور علیؑ کے نور کی ضیاء سے آسمانوں کے انوار کو خلق فرمایا، اس لیے علیؑ بھی تمام سماوات سے بزرگ و برتر ہیں، پھر حسنؑ کے نور سے آفتاب کے نور کو اور حسینؑ کے نور سے قمر کے نور کو پیدا کیا اس لیے یہ دونوں شمس و قمر سے بالا و اعلیٰ ہیں۔ پھر ملائکہ ہمارے انوار کو دیکھ کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ کس قدر مکرّم ہیں یہ انوار اللہ کے نزدیک۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آزمانا چاہا تو ایک سیاہ بادل بھیج دیا جس کی وجہ سے ہر طرف ایسا اندھیرا چھا گیا کہ انھیں قریب کی بھی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی تو اُنھوں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے مالک! جب سے تو نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم نے کبھی ایسی ظلمت اور تاریکی نہیں دیکھی، تجھے ان ہی انوارِ مکرّم کا واسطہ اس اندھیرے و ظلمت کو دور فرما دے۔

خالق کا ارشاد ہوا، ہاں ہاں، ہم ضرور ایسا کریں گے، پھر فوراً ہی اللہ تعالےٰ نے میری بیٹی فاطمہؑ زہرا کے نور کو پیدا کیا اور اسے قندیل کی طرح گوشوارۂ عرش میں آویزاں کر دیا جس کی روشنی سے تمام آسمان اور تمام زمینیں جگمگا اٹھیں۔ اسی لیے فاطمہؑ کو زہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نورِ فاطمہؑ کو دیکھکر ملائکہ پھر تسبیح و تقدیس کردگار میں مشغول ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "میں اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھاری اس تقدیس و تسبیح کا ثواب فاطمہؑ، اس کے پدرِ بزرگوار، اس کے شوہرِ نامدار اور اس کی اولاد کے محبّوں کو عطا کروں گا۔"

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ یہ سن کر جب عباس ابن عبد المطلب بارگاہِ رسالت سے نکلے تو علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔

عباس ابنِ عبد المطّلب نے انھیں گلے لگایا، پیشانی کو بوسہ دیا اور بولے اہلبیت میں سے آپ عترتِ مصطفےٰ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، آپ حضرت اللہ کے نزدیک کتنے مکرّم و معظّم ہیں۔

(ارشاد القلوب)

(۳) جناب جابر

جابر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ (آپ کی جدۂ ماجدہ) حضرت فاطمہ زہراؑ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اُن معظمہ کو اپنے نور کی عظمت سے خلق فرمایا، جب آپ کے نور کی ضیاء آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی تو ملائکہ کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں اور وہ سر بہ سجود ہو کر کہنے لگے "اے پروردگار، اے ہمارے مالک! یہ نور کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی کہ یہ نور میرے ہی نور کی عظمت سے پیدا ہوا ہے اس کو میں نے اپنے ہی آسمان میں رکھا جس کو میں اپنے انبیاء میں سب سے باعظمت نبیؐ کے صلب میں ودیعت فرما کر ظاہر کروں گا، پھر اس سے ایسے انوار پیدا کروں گا جو اہلِ زمین پر میری تمام تر مخلوقات میں افضل ہوں گے اور میرے دینِ حق کی طرف لوگوں کی ہدایت کریں گے۔ اور سلسلۂ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد وہی انوارِ ائمہ میرے خلیفہ اور میرے دین کے محافظ ہوں گے۔

(عیون اخبار الرضا)

• ـــ مصباح الانوار میں حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت مرقوم ہے۔

(۴) ابنِ عمّار

ابنِ عمّار نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا، جب آپ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہلِ آسمان کے لیے اس طرح چمکتا تھا جیسے اہلِ زمین کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ (عیون اخبار الرضا)

(۵) ابوہاشم عسکری

ابوہاشم عسکری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہؑ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: آپ کا چہرۂ انور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے چمک اٹھتا تھا۔ صبح کے وقت چمکتے ہوئے آفتاب کے مانند، دوپہر کے وقت روشن چاند کے مانند اور غروبِ آفتاب کے وقت کوکبِ دُرّی کے مانند چمکتا تھا۔

(۶) حسن بن یزید

: حسن بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہؑ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا، جنت میں ان معظمہ کی ملکیت یاقوتِ سرخ کا بنا ہوا ایک قبہ ہے جو فضا میں (ایک سال کی مسافت پر) بلند ہے وہ قدرتِ خدائے جبار سے معلق ہے، نہ اوپر کسی چیز سے لٹکا ہوا ہے اور نہ نیچے کسی ستون پر رکھا ہوا ہے۔ اس قبہ کے ایک لاکھ دروازے ہیں ہر دروازے پر ایک ہزار فرشتے متعین ہیں اور جس طرح تم لوگ آسمان میں ستارۂ زہرہ کو دیکھتے ہو اسی طرح فرشتے اس قبہ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ زہرا حضرت فاطمہؑ کیلیے ہے۔

(۵) وجہ تسمیۂ بتولؑ

(۱) ابو صالح موذن

ابو صالح موذن نے اپنی کتاب اربعین میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:

اے اللہ کے برگزیدہ رسولؐ! بتول سے کیا مراد ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، بتول اس عورت کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حیض کی نجاست سے پاک رکھا ہو۔

آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، اے حمیرا! حقیقت یہ ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ عام عورتوں کی طرح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حیض کی نجاست سے پاک و پاکیزہ رکھا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبتک حضرت فاطمہؑ زندہ تھیں حضرت علی علیہ السلام کے لیے کسی دوسری عورت سے عقد کرنا حرام قرار دیا گیا تھا۔

حضرت بتولؑ ایام ماہواری سے بالکل مبرا تھیں اسی لیے آپ طاہرہ تھیں۔

عبید ہروی کا قول ہے کہ حضرت مریمؑ کا نام بتول اسی لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کا کوئی شوہر نہ تھا اور حضرت فاطمہؑ کا نام بتول اس لیے رکھا گیا تھا کہ آپ کی کوئی (عورتوں میں) ثانی و نظیر نہ تھی۔

(۲) حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں اس لیے کہ یا رسول اللہؐ! ہم نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت مریمؑ بتول تھیں اور حضرت فاطمہؑ

بھی بتول ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، بتول وہ عورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نجاستِ حیض سے پاک رکھتا ہے۔ (معانی الاخبار عیون اخبار الرضا)

• ..... مصباح الانوار میں بھی حضرت علی علیہ السلام سے یہی روایت مرقوم ہے۔

۶ وجہ تسمیہ اُمِّ ابیہا

صاحبِ مقاتل الطالبین نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور اُنھوں نے اپنے پدرِ بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اُمِّ ابیہا کی کُنیت سے پکاری جاتی تھیں

۷ وجہ تسمیہ طاہرہ

مصباح الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ چونکہ ہر طرح کی نجاست سے پاک تھیں، حتیٰ کہ انھیں نہ کبھی حیض آیا، نہ نفاس، اس لیے وہ طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔

۳

آپ کا مرتبہ، آپ کی شان میں آیاتِ قرآنی کا نزول اور آپ کے معجزات

(۱) بہترین زنانِ عالم

کتابِ ابوبکر شیرازی میں مرقوم ہے کہ:
روایت کی ہے ابوالہذیل نے مقاتل سے اُنھوں نے محمد حنفیہ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیۂ مجیدہ کی تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَکِ (آل عمران ۴۲) پھر فرمایا "اے علی! بہترین زنانِ عالم چار ہیں۔ مریمؑ بنتِ عمران، خدیجہؑ بنتِ خویلد، فاطمہؑ بنتِ محمدؐ اور آسیہ بنتِ مزاحم۔

حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں، ابن البیع نے مسند میں خطیب نے اپنی تاریخ میں، ابنِ بطہ نے اپنی کتاب "ابانہ" میں اور احمد سمعانی نے اپنی کتاب الفضائل میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ معمر سے، اُنھوں نے قتادہ سے، اُنھوں نے انس سے روایت کی ہے۔

نیز ثعلبی نے اپنی تفسیر میں، سلامی نے اپنی تاریخ خراسان میں، ابوصالح موذن نے اربعین میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ سے یہی روایت کی ہے

اور شعبی نے جابر بن عبداللہ و سعید بن مسیب سے، کریب نے ابنِ عباس سے، مقاتل نے سلیمان سے اُنھوں نے ضحاک سے اور اُنھوں نے ابنِ عباس سے یہی روایت نقل کی ہے۔

ابومسعود و عبدالرزاق و احمد و اسحاق نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت بیان کی ہے۔ اور یہاں یہ روایت حلیۃ الاولیاء کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔

حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمام عالم کی عورتوں میں مریمؑ بنتِ عمران، خدیجہؑ بنتِ خویلد، فاطمہؑ بنتِ محمدؐ اور آسیہ بنتِ مزاحم (زوجۂ فرعون) تمھارے لیے بطور نمونۂ عمل بہت کافی ہیں۔" اور مقاتل و ضحاک و عکرمہ کی کی روایت ہے کہ اس کے ساتھ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "اور ان میں سب سے افضل فاطمہؑ ہیں۔"

عبدالملک عکبری نے کتاب الفضائل میں اور احمد نے اپنی کتاب مسند میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ کریب سے اُنھوں نے ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ تمام عالم کی

عورتوں میں سب سے بہتر مریمؑ بنتِ عمران، خدیجہؑ بنتِ خویلد، فاطمہؑ بنتِ محمدؐ اور آسیہ بنتِ مزاحم (زوجہ فرعون) ہیں اور اس میں یہ فقرہ بھی آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ "اور دنیا و آخرت میں ان سب عورتوں میں افضل فاطمہؑ زہرا ہیں۔"

• نیز حضرت عائشہ اور اُن کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ فرمایا "اے فاطمہؑ! میں تمھیں خوشخبری سُنادوں کہ اللہ نے تم کو تمام عالمین کی عورتوں میں عموماً اور اہلِ اسلام کی عورتوں میں خصوصاً منتخب فرمایا ہے، اسلام بہترین دین ہے۔

• حذیفہ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اُس نے مجھے یہ بشارت دی کہ فاطمہؑ سیدۃ النساءِ اہلِ جنّت یا سیدہُ نساءِ اُمّت ہیں۔

• امام بخاری و مسلم نے اپنے "صحیحین" میں، ابوالسعادات نے "فضائلِ عشرہ" میں ابوبکر شیبہ نے اپنی کتاب "امالی" میں، دیلمی نے اپنی کتاب فردوس میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "فاطمہؑ سیدہٗ نساءِ اہلِ جنّت ہیں۔"

• حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں جناب جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "لیکن یہ فاطمہؑ قیامت کے دن تمام عورتوں کی سردار ہوگی۔"

• تاریخ بلاذری میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا سے فرمایا "(بیٹی! اب میرا وقت قریب ہے مگر) تم میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی۔"

یہ سن کر آپ غمگین ہوئیں۔ تو:

آپؐ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ "تم تمام زنانِ اہلِ جنّت کی سردار ہو"

یہ سن کر آپ مسکرانے لگیں۔ (خصال)

(۲) — فاطمہؑ ساری دنیا کی عورتوں میں منتخب ہیں

کتابِ خصال میں ہے کہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو جو وصیتیں فرمائیں اُن میں یہ وصیّت بھی تھی کہ "اے علیؑ سنو! اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا پر ایک نظرِ انتخاب ڈالی اور تمام

مردوں میں سے مجھے منتخب فرمایا، پھر دوسری نظرِ انتخاب ڈالی تو میرے بعد ساری دنیا کے مردوں میں سے تمھیں منتخب فرمایا، اس کے تیسری بار تمھارے بعد اُن ائمہ کو منتخب فرمایا جو تمھاری نسل میں سے ہوں گے، اور جب چوتھی مرتبہ نظرِ انتخاب ڈالی تو تمام دنیا کی عورتوں میں سے فاطمہ زہرا کو منتخب فرمایا۔

• مفضّل سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، مولا! یہ ارشاد فرمائیں کہ آنحضرتؐ نے جو حضرت فاطمہ زہرا کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہیں" تو کیا حضرت فاطمہ زہرا صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا "یہ صفت تو حضرت مریمؑ کی ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور ہماری جدّہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں خواہ اوّلین کی عورتیں ہوں یا آخرین کی۔ (معانی الاخبار)

۳ — سیّدة نساء العالمین

① **سعید بن مسیّب** : سعید بن مسیّب نے ابنِ عباسؓ سے روایت بیان کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، اُس وقت آپؐ کے پاس حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ بھی موجود تھے، آپؐ نے دُعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور کہا "پروردگارا! تو خوب جانتا ہے کہ یہی میرے اہلِ بیت ہیں اور میرے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ مکرّم اور عزیز ہیں، پس تو دوست رکھ اسے جو اُن کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اُسے جو اِن سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اس کی جو اِن کی مدد کرے اور ان سے ہر قسم کی نجاست و گندگی کو دور رکھ، ان کو ہر گناہ سے معصوم بنا دے، اور اِن کی مدد فرما بذریعۂ روح القدس۔

اس کے بعد آپ حضرت علی علیہ السّلام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا "اے علیؑ! تم میری اُمّت کے امام ہو اور میرے بعد تم میرے خلیفہ و جانشین ہو، راہِ جنّت میں مومنین کے قائد و رہنما ہو، اور گویا میں اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ محشر کے روز ناقۂ نور پر سوار ہو کر آئی ہے، اس کے داہنی جانب ستّر ہزار فرشتے،

بائیں جانب ستر ہزار فرشتے، آگے ستر ہزار فرشتے، پیچھے ستّر ہزار فرشتے ہیں اور وہ میری اُمّت کی مومنہ عورتوں کی جنّت کی طرف قیادت کر رہی ہے۔ پس جو عورت دن رات میں پانچ وقت کی نماز پڑھے گی۔ ماہِ رمضان میں روزے رکھے گی، حج بیت اللہ الحرام کرے گی۔ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے گی۔ اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولایت اور امامت کا اقرار کرے گی، وہ میری بیٹی فاطمہؑ کی شفاعت کے وسیلے سے داخلِ جنّت ہو گی فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ اپنے ہی زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا' یہ صفت تو حضرت مریمؑ بنتِ عمران کی ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے خواہ وہ اوّلین میں سے ہو یا آخرین میں سے۔ جب یہ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستّر ہزار مقرّب فرشتے آکر اسے سلام کرتے ہیں اور اُسے اُن ہی الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ میں مریمؑ کو خطاب کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں یا فاطمہ! اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (آل عمران ۴۲) "اے فاطمہؑ! اللہ نے تمھیں منتخب کیا' اور ہر بُرائی سے پاک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمھیں فضیلت دی۔"

اس کے بعد آپؐ حضرت علی علیہ السّلام کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا" فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے میری نورِ نظر ہے، میری میوۂ دل ہے جس نے اس کو رنج پہونچایا اُس نے مجھے رنج پہونچایا، جس نے اس کو خوش رکھا اُس نے مجھے خوش رکھا، یہ میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہو گی۔ لہٰذا میرے بعد اس کا بڑا خیال رکھنا، اور حسنؑ و حسینؑ میرے فرزند ہیں جو میرے شجرِ زندگی کے دو پھول ہیں۔ یہ دونوں جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔ ان دونوں کا بھی اتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان رکھتے ہو۔"

پھر آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا" پروردگارا! تو گواہ رہنا کہ میں اُس شخص سے محبّت کرتا ہوں جو اِن (میرے اہلِ بیت) سے محبّت کرتا ہے اور اس کو دشمن رکھتا ہوں جو اِن سے دشمنی رکھتا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو اِن سے صلح رکھتا ہے، میری جنگ اُس سے ہے جو اِن سے جنگ کرتا ہے۔ میری عداوت اُس سے ہے جو اِن سے عداوت رکھتا ہے، میری دوستی اُس سے ہے جو اِن سے دوستی رکھتا ہے۔"

(امالی شیخ صدوقؒ)

(۲) تمیمی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السّلام سے اور آپؑ

نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
دو حسنؑ و حسینؑ میرے بعد اور اپنے والد (حضرت علیؑ) کے بعد اہلِ زمین میں سب سے بہتر ہیں اور ان کی والدہ (حضرت فاطمہؑ زہرا) تمام اہلِ زمین کی عورتوں میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔

(۳) شعبی نے مسروق سے اور انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے بہت آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کیا فرمایا ؟

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "بیٹی ! کیا تم اس پر خوش نہ ہوگی کہ تم سیدہ نساء اہلِ جنّت یا سردارِ نساء امّت ہو"۔

حلیۃ الاولیاء اور کتاب شیرازی میں عمران بن حصین اور جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا، بیٹی کیسی ہو ؟

انھوں نے کہا، بابا، طبیعت ناساز ہے اور اس پر مزید یہ کہ گھر میں کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا، بیٹی کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم سیدۃ نساءِ عالمین ہو ؟

انھوں نے عرض کیا، بابا اگر ایسا ہے تو پھر مریمؑ بنتِ عمران کا کیا مقام ہے ؟

آپؐ نے فرمایا، وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، تم ہر زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو۔ خدا کی قسم، میں نے تمھاری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔

واضح ہو کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس روایت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "فاطمہؑ سیدۃ نساء اہلِ جنّت ہے"۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں ؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا، نہیں، یہ مرتبہ تو حضرت مریمؑ کا ہے (ہماری جدّۂ ماجدہ) حضرت فاطمہؑ زہرا جنّت کے اندر اوّلین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آسیہ بنتِ مزاحم و مریمؑ بنتِ عمران اور خدیجہؑ بنتِ خویلد جنّت میں جانے کے لیے حضرت فاطمہؑ کے آگے آگے حاجیوں کی طرح چلیں گی۔

فضائلِ عشرہ میں ابو السادات نے اور فضائلِ صحابہ میں سمعانی نے نیز دوسرول

نے بھی ابنِ حجام سے روایت کی ہے اور انھوں نے جمیع بن کثیر کے واسطے سے حضرت عائشہ اور اسامہ سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ بریدہ سے بھی یہی روایت مروی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ :

یا رسول اللہ ! عورتوں میں سب سے زیادہ کون عورت آپؐ کو محبوب ہے؟

آپؐ نے فرمایا : فاطمہؑ ۔

میں نے عرض کیا، اور مردوں میں ؟

آپؐ نے فرمایا : اُن کے شوہر (علیؑ ابن ابی طالبؑ)

• جامع ترمذی میں بھی مرقوم ہے کہ بریدہ نے کہا کہ عورتوں میں حضرت فاطمہؑ اور مردوں میں حضرت علی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

• قوت القلوب ابوطالب مکی، اربعین ابوصالح موذن اور فضائلِ صحابہ احمدؒ میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ! ہم دونوں میں کون آپؐ کو زیادہ محبوب ہے ؟ (میں یا یہ ؟)

آپؐ نے فرمایا، یہ۔ (فاطمہؑ) مجھ کو زیادہ محبوب ہے اور تم مجھ کو زیادہ عزیز ہو۔

• جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ نے اپنے اپنے فضائل پر فخر کیا تو حضرت جبریلؑ نے حضرت پیغمبر اکرمؐ کو آکر خبر دی کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ میں طویل بحث چھڑ گئی ہے کہ دونوں میں کون افضل ہے، مگر کوئی فیصلہ نہیں ہو پاتا، لہٰذا آپؐ جا کر ان دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔

آنحضرتؐ تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؑ سے فرمایا : تمھارے لیے صرف اولاد کی مٹھاس ہے اور اِن کے (علیؑ کے) پاس مردوں کا عزّ و وقار ہے۔ یہ مجھ کو تم سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، بابا جان ! اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو منتخب کیا اور آپؐ کے ذریعے سے اُمت کی ہدایت فرمائی، اب میں جبتک زندہ رہوں گی اِن کی افضلیت کی مُقر رہوں گی۔

• عامر شعبی، حسن بصری، سفیان ثوری، مجاہد، ابنِ جبیر، جابر انصاری نیز حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السّلام نے حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"انما فاطمہ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی"

یعنی: (اس کے سوا نہیں ہے کہ فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔)

• بخاری نے بھی مسور بن مخرمہ سے یہ روایت لی ہے اور جابر کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے اس کو اذیّت دی اُس نے مجھے اذیّت دی، جس نے مجھے اذیّت دی اُس نے خدا کو اذیّت دی۔

• صحیح مسلم اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بیشک میری بیٹی فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے جو اِس کے لیے باعثِ اذیّت ہے وہ میرے لیے باعث اذیّت ہے۔

(۴) ــ مریمؑ سے بھی بتولؑ کو رتبہ سوا ملا

(۱) حضرت مریمؑ کو بنتِ عمران کہا جاتا ہے اور حضرت فاطمہؑ کو بنتِ محمدؐ، اور ظاہر ہے کہ اولاد کا شرف باپ سے ہے۔

(۲) حضرت مریمؑ کی والدہ نے حضرت مریمؑ کو بوقتِ حمل اللہ کے لیے نذر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ تمام خلق میں سب سے زیادہ تقرّب الٰہی کے خواستگار تھے اس لیے آپ نے فاطمہؑ کے حمل کے وقت اُن سے زیادہ تقرّبِ خداوندی کے کلمات استعمال کیے۔ پھر یہ بھی کہ ماں کی نذر کا ثواب باپ کی نذر کے ثواب سے آدھا ہوتا ہے۔

(۳) حضرت مریمؑ کی کفالت حضرت زکریاؑ نے کی اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی کفالت حضرت محمدؐ مصطفےٰ نے فرمائی، کیا اس سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی کفالت حضرت زکریاؑ کی کفالت سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہے۔ نیز حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کی کفالت بحالتِ یتیمی کی تھی، یہ ایک مستحب کام انجام دیا تھا جبکہ جناب فاطمہؑ کی کفالت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بر بِنائے فریضہ انجام دی تھی کیونکہ اولاد کی پرورش واجب ہے اور واجب بہر حال مندوب و مستحب سے افضل ہے۔

(۴) حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایّامِ جاہلیت میں جنا اور فاطمہؑ نے حسنؑ و حسینؑ کی

ولادت دورِ اسلامی میں ہوئی۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو اُن کی اور اُن کے بچے کی سلامتی کا یقین دلایا تھا اِس لیے اُن کو کسی قسم کا خوف نہ ہونا چاہیے تھا، اور حضرت فاطمہؑ زہرا کو امام حسنؑ و امام حسینؑ کے حمل کے دوران یہ معلوم نہ تھا کہ آپ زندہ رہیں گی یا بعدِ ولادت فوت ہو جائیں گی، لہٰذا آپ کو ثواب زیادہ ملنا چاہیے۔ اسی بنا پر غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو ملائکہ سے زیادہ ثواب حاصل ہوا (جیسا کہ حدیث میں ہے) اِس لیے کہ مسلمان بیم و رجا کے عالم میں جہاد کر رہے تھے اُنہیں معلوم نہ تھا کہ قتل ہو جائیں گے یا بچ جائیں گے جبکہ ملائکہ کی یہ حالت نہ تھی۔

(۶) حضرت مریمؑ سے کہا گیا کہ: "لَا تَحْزَنِی" (حزن نہ کرو) اور جنابِ فاطمہؑ زہرا کے متعلق کہا گیا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَرْضٰی الرِّضَاکِ (اللہ تمھاری رضا سے راضی ہوتا ہے)

(۷) حضرت مریمؑ کے لیے ہے کہ وَنَفَخْنَا فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی) اور حضرت فاطمہؑ زہرا خامسِ آلِ عبا تھیں جن پر حضرت جبریلؑ نے فخر کیا اور کہا من مثلی وانا سادس الخمسہ (میرا مثل و نظیر کون ہے میں ان پانچ کا چھٹا ہوں)

(۸) حضرت مریمؑ کے لیے درخت سے خرمے ٹپکے اور چشمے سے پانی نکلا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ فَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ (مریم آیات ۲۵،۲۶) (تجھ پر تازہ پکے ہوئے خرمے گریں گے، پس کھا اور پی۔) یہ بطور اعجاز نہ تھا کیونکہ اس سے قبل کی آیت ۲۳ میں یہ ذکر موجود ہے فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ (پس دردِ زہ اُس کو ایک کھجور کے درخت کے تنے تک لے آیا۔) اور یہ بھی احتمال ہے کہ پانی کا چشمہ پہلے سے وہاں موجود ہو، ورنہ اگر بطور اعجاز ہوتا تو اس کی کوئی نہ کوئی یادگار وہاں پر بطور نام و نشان ضرور ہوتی۔ جس طرح چاہِ زمزم، و مقام تنورِ نوحؑ، دریا شگافتہ ہونے اور ردِّ شمس کے نشانات اپنی اپنی جگہ موجود ہیں۔

اور حضرت فاطمہؑ زہرا کے لیے رطیبِ صیحانی و آبِ کوثر کی احادیث مشہور ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ اُمِ ایمن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت کی کہ یارسول اللہ! آپؐ نے فاطمہؑ کی شادی میں کچھ نچھاور نہیں فرمایا۔

آنحضرت صؐ نے ارشاد فرمایا، یہ تم غلط کیوں کہتی ہو، اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کی شادی کے موقع پر جنت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زر و جواہر اور حلّہائے فاخرہ اہلِ جنّت پر نچھاور کریں چنانچہ اہلِ جنّت نے ایسی ایسی نعمتیں پائیں جو وہ جانتے بھی نہ تھے۔

⑨ ملائکہ نے حضرت مریمؑ سے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ : اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (آلِ عمران ۴۲)
(اے مریمؑ) بیشک اللہ نے تم کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور منتخب کیا عالمین کی تمام عورتوں پر۔) اس آیت میں عالمین سے مراد اُس زمانہ کی عورتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اِنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (البقرة آیت ۴۷)
(میں نے تم کو عالمین پر فضیلت دی۔) حالانکہ بنی اسرائیل مسلمانوں سے افضل نہ تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (آلِ عمران ۱۱۰)
(تم بہترین اُمّت تھے) نیز مذکورہ آیت میں جن اوصاف کا تذکرہ ہے اُن میں حضرت مریمؑ کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شریک ہیں، جیسا کہ ارشادِ ربّ العزّت ہے :
" اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ؕ (آلِ عمران آیت ۳۳)
(بیشک اللہ نے آدم و نوح و آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو تمام جہانوں پر منتخب کیا۔ اُن میں سے بعض بعضوں کی ذُرّیت ہیں۔)

یعنی حضرت فاطمہؑ اور اُن کی ذرّیت بھی اس آیت میں داخل ہیں اور حضرت فاطمہؑ کے لیے پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم اوّلین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہو اور فرمایا کہ جب فاطمہ زہرا محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی ہیں تو ستّر ہزار مقرب فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں اور اسی طرح اُن کو آواز دیتے ہیں جس طرح حضرت مریمؑ کو پکار کر کہتے تھے " یا فاطمة اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ۔

⑩ حضرت مریمؑ کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ : كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ (آلِ عمران آیت ۳۷)
(جب بھی زکریا اُس کے پاس محرابِ (عبادت) میں داخل ہوتے تھے تو اُس کے پاس رزق پاتے تھے) مگر قرآن مجید میں یہ نہیں ہے کہ یہ کھانا جنّت ہی سے باعجاز آتا تھا حضرت مریمؑ صرف یہ کہتی تھیں کہ : هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (آلِ عمران آیت ۳۷) (یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے، بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)
یہ کہنا صرف حضرت مریمؑ کے کثرتِ شکریہ کی دلیل ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے

یہ کہا جاتا ہے کہ آج مجھے اللہ نے ایک درہم دیا، یا یہ کہا جائے "کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہ"
(ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے۔) (سورۃ النسآء آیت ۱۸)

مگر حضرت فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کے لیے اس سلسلے میں بہت سے واقعات مندرج ہیں جن سے کوئی مسلمان خواہ وہ سُنّی ہو یا شیعہ، انکار نہیں کر سکتا جیسے حدیثِ مقداد، حدیثِ طیر و انار وانگور وبہی وغیرہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے وہ طعام تناول فرمایا ہے جو دنیا میں کسی کو حضرت آدمؑ و حوّا کے نزول کے بعد نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت رسولِ خداؐ فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ اپنے مصلّے پر بیٹھی ہوئی نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے قریب ہی ایک طبق رکھا ہوا ہے جس سے گرم گرم طعام کی بھاپ اُٹھ رہی تھی۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے نماز تمام کر کے وہ طعام حضرت رسولِ خداؐ اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے سامنے رکھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا کہ اَنّٰی لَكِ هٰذَا "یہ کہاں سے آیا ہے؟"

آپؑ نے جواب دیا ھو من فضل اللّٰہ و رزقہ اِنّ اللّٰہ یرزق من یّشآءُ بغیر حساب۔

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت مریمؑ کا کھانا جنّت ہی سے آیا تھا تو حضرت فاطمہؑ زہرا وہ ہیں کہ جن کا خمیر رزقِ جنّت سے تیار ہوا تھا۔

(۱۱) اگر حضرت مریمؑ کی اللہ تعالیٰ نے بیس جگہ مدح فرمائی ہے تو حضرت فاطمہؑ کے بھی اللہ تعالیٰ نے بیس نام رکھے ہیں اور ہر نام آپ کی ایک فضیلت کی نشاندہی کرتا ہے، جس کا ذکر ابن بابویہ نے "مولدِ فاطمہؑ" میں کیا ہے۔

(۱۲) حضرت مریمؑ بنتِ عمران کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:
"اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا" (سورہ تحریم آیت ۱۲) یعنی اُنھوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی) اس سے اُن کی عفّت و عصمت مراد ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُنھوں نے چونکہ شادی نہیں کی اور شوہر سے اُن کی ذرّیت پیدا نہیں ہوئی اس لیے وہ قابلِ تعریف ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اُن کا حمل اور وضعِ حمل خلافِ عادت (معجزانہ طور پر) ہوتا جبکہ وہ عادت کے مطابق ہوا تو اس سے ہمارا دعویٰ ثابت ہوا۔ اور ہمارے اس دعوے کی تائید اُن احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں تزویج و نکاح اور نسل بڑھانے کی مدح اور مجرّد رہنے کی مذمّت کی گئی ہے۔ اور حضرت فاطمہؑ زہرا اور ان کی اولادِ طاہرین سے آیت کے ذریعہ سے خطاب ہوا

کہ " اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب آیت ۳۳)

یعنی (بیشک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت وہ تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تمھیں اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہے ۔)

حسان بن ثابت نے اپنے قصیدے میں اسی کے پیش نظر یہ شعر جن کا مطلب مندرجۂ ذیل ہے کہے ہیں:-

۱۔ حضرت مریمؑ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اللہ نے اُن کو حضرت عیسیٰؑ جیسا چاند سا بیٹا دے دیا۔

۲۔ اور حضرت فاطمہؑ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو اللہ نے اُن کو رسولؐ کے دو نواسے (امام حسنؑ و امام حسینؑ) دیدیے ۔ (امالی شیخ صدوق)

⑤ خَيْرُ النِّسَآءِ الْعٰلَمِيْن

"کشف الغمہ" میں بحوالہ "معالم العترۃ" انس سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اُس اُمت کی بہترین عورت مریمؑ تھیں اور اِس اُمت کی بہترین عورت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہیں ۔"

• ایک دوسری روایت جو احمد بن حنبل سے مروی ہے اس میں انس کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عالمین کی عورتوں میں تیرے لیے مریمؑ بنتِ عمران، خدیجہؑ بنتِ خویلد اور فاطمہؑ بنتِ محمدؐ اور آسیہؑ بنتِ مزاحم زوجہ فرعون کافی ہیں ۔

• انس سے اپنے استاد کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ تیرے لیے عالمین کی عورتوں میں سے مریمؑ بنتِ عمران ، خدیجہؑ بنتِ خویلد اور فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کافی ہیں

• اسی کتاب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے کہا، میں تم کو خوشخبری سُناتی ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار چار ہیں مریمؑ بنتِ عمران ، فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ، خدیجہؑ بنت خویلد اور آسیہؑ بنت مزاحم زنِ فرعون ۔

⑥ خاتونِ جنّت

مسندِ احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ سے یہ روایت بھی مرقوم ہے

کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کی رفتار آنحضرتؐ کی رفتار سے بالکل مشابہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا اپنے پدرِ بزرگوار کے پاس آئیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپؐ نے اُن کو اپنی داہنی یا بائیں جانب بٹھا لیا اور اُن کے کان میں چپکے سے کچھ کہا، جس سے جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ نے تم سے کیا خاص بات کہی جس سے تم رونے لگیں۔ ؟

اِس کے بعد آنحضرتؐ نے دوبارہ اُن کے کان میں کچھ کہا اور فاطمہؑ ہنسنے لگیں اور میں نے کبھی کسی کو اتنا جلد روتے اور ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جب میں نے فاطمہؑ سے اس کا سبب پوچھا، تو انھوں نے جواب دیا۔ میں اپنے پدرِ بزرگوار کے راز کو فاش نہیں کرتی۔

مگر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب دوبارہ اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ:

رسول اللہؐ نے پہلی مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ " بیٹی ! ہر سال جبرئیلؑ امین میرے سامنے قرآن مجید کو ایک مرتبہ پیش کرتے تھے لیکن اِس سال انھوں نے دو مرتبہ پیش کیا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ میری وفات قریب ہے اور تم میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔ اور میں تمھارے لیے اچھا سلف ہوں۔

یہ سُن کر میں رونے لگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، کیا تم اِس پر خوش نہیں ہو کہ تم اُمّت کی تمام عورتوں اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ ؟

یہ سُن کر میں ہنسنے لگی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص۸)

(۷) حضرت فاطمہؑ کو کلمۂ باقیہ کی بشارت

حضرت مریمؑ کو اللہ نے اُن کے بیٹے (عیسیٰؑ) کی یہ کہہ کر بشارت دی کہ " اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ "
(بیشک اللہ تجھے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔) (آلِ عمران آیت ۴۵)

اور حضرت فاطمہؑ کو بھی حسنؑ و حسینؑ کی بشارت دی گئی۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ان دونوں کی ولادت کے موقع پر یوں بشارت دی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "بیٹی مبارک ہو تم سے ایک ایسا امام پیدا ہوگا جو اہلِ جنّت کی سرداری کرے گا۔" اللہ نے امامت کے سلسلے کو نسلِ فاطمہؑ میں کامل کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے : وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (اور اس کو کلمۂ باقیہ قرار دیا)، اس کی نسل میں یعنی حضرت علی علیہ السّلام کی نسل میں۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۸) (مناقب)

(۸) حضرت فاطمہ زہرا شجنۂ رسول ہیں

ابنِ عباسؓ سے روایت ہے
کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "فاطمہ زہرا میرے سلسلے کی ایک گھنیری شاخ ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی، جس نے اسے مسرور کیا اُس نے مجھے مسرور کیا، اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرا کی ناراضگی سے ناراض اور ان کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔" (معانی الاخبار)

(۹) شجنہ کا مفہوم

علی بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں نے قاسم بن سلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث " الرحم شجنة من الله " کی وضاحت کرتے ہوئے سُنا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحم ایک جال کی طرح آپس میں گتھی ہوئی قرابت کو جنم دیتا ہے۔ (معانی الاخبار)

(۱۰) دُرِ دندانِ فاطمہ کی نورافشانی

سعید الحفاظ دیلمی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت اہلِ جنّت، جنّت کی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہوں گے اور اہلِ جہنّم عذابِ جہنّم میں مبتلا ہوں گے تو یکایک اہلِ جنّت دیکھیں گے کہ ایک طرف سے ایک نور ساطع ہوا۔ اُس وقت یہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ نور کیسا ہے ؟ شاید اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نگاہ مرحمت فرمائی ہے۔ تو:

رضوانِ جنّت جواب دے گا، نہیں، یہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت علی علیہ السّلام نے جناب فاطمہ زہرا سے مزاحاً کوئی بات کہی ہے اور آپ مسکرائی ہیں، یہ نور آپ ہی کے دندانِ مبارک سے ساطع ہوا ہے۔

(۱۱) قصرِ فاطمہ زہرا

اپنے اسناد کے ساتھ ابنِ عباس سے مروی ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شبِ معراج مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، اور میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے قصرِ زہرا کو بھی اندر سے جاکر دیکھا، اُس میں ستر قصر سُرخ مونگے کے دیکھے جو موتیوں سے مرصّع تھے اور اس کے دروازے، دیواریں چھتیں یہ سب ایک ڈالی سے تراش کر بنائی گئی تھیں۔

⑫ حضرت علیؑ و فاطمہؑ کا تبسم اور جنت میں روشنی

حدیث کی اکثر کتابوں میں مثلاً:

کشف الغمہ ثعلبی اور ابوالسعادات کی کتاب الفضائل میں قرآنِ مجید کی اس آیت:

"وَلَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا" (سورۃ الدھر آیت ۱۳)

(جنت میں نہ تو لوگ دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی محسوس کریں گے۔) کے مفہوم کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ اہلِ جنت جب جنت میں سکونت اختیار کریں گے تو ایک ایسا نور دیکھیں گے جس سے پوری جنت منوّر ہوجائے گی اور لوگ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے اپنی اُس کتاب میں جو تو نے اپنے حبیب پر نازل فرمائی تھی، یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا" پھر یہ روشنی کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا: سنو! اے اہلِ جنت، نہ یہ سورج کی روشنی ہے اور نہ چاند کی چاندنی، بلکہ علیؑ و فاطمہؑ کو کسی بات پر تعجب ہوا ہے جس پر وہ مسکرائے ہیں اُن ہی کی مسکراہٹ سے جنت کی ساری فضا منوّر ہوگئی ہے۔

⑬ نورِ زہراؑ سے چاند ماند پڑ جاتا ہے

کتاب "فضائل شہر رمضان"

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ میں ایک طویل حدیث اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے مرقوم ہے جس میں یہ فقرہ ہے کہ "جب ہلالِ ماہِ رمضان طلوع ہوتا، اور حضرت فاطمہ زہراؑ اس کے سامنے جاتیں تو آپ کے چہرے کا نور اس ہلال پر غالب آجاتا تو وہ نظر نہیں آتا اور آپ سامنے سے ہٹ جاتی تھیں تو وہ نظر آنے لگتا تھا۔"

(فضائل شہر رمضان)

(۱۴) تسبیحِ فاطمہ زہرا کا شرف

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور اُس کی حمد کے لیے تسبیح فاطمہؑ سے بہتر اور افضل اور کوئی شے نہیں۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً جناب فاطمہؑ زہرا کو اس تسبیح کے بدلے اُس ہی کی تعلیم فرماتے (کافی)

(۱۵) آپؑ کا ذکر انجیل میں ہے

حمّاد نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے انجیل میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف پڑھے اس میں یہ تھا کہ آپؐ نکاح تو بہت سے کریں گے مگر آپؐ کی اولاد قلیل ہوگی اور آپؐ کی نسل صرف ایک بابرکت (بی بی) لڑکی سے چلے گی جس کا گھر ایسی جنّت میں ہوگا جس میں کسی بھی تکلیف کا گذر نہیں ہوگا۔ اس کی پرورش نبیٔ آخر الزّماں بالکل اسی انداز سے کریں گے جس انداز سے تمھاری ماں (حضرت مریمؑ) کی پرورش حضرت زکریا نے کی تھی۔ اُس کے دو لڑکے ہوں گے اور دونوں درجۂ شہادت پر فائز ہوں گے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

(۱۶) آپؑ کی ذرّیت پر آتشِ جہنّم حرام ہے

عیون الاخبار الرضا میں تمیمی کے اسنا کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ انتہائی عفّت مآب اور باعصمت ہے اس لیے اللہ نے جہنم پر اُن کی ذرّیت (کا جلانا) حرام کیا ہے۔

(۱۷) جنّت میں داخلہ

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو باطنِ عرش سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہلِ محشر اپنی اپنی آنکھیں بند کرلو کیونکہ دخترِ حبیبِ خدا فاطمہؑ زہرا اپنے قصر کی جانب روانہ ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد میری بیٹی اس شان سے روانہ ہوگی کہ اس کے جسم پر دو سبز حلّے

ہوں گے۔ ستر ہزار حوریں اس کے جلو میں ہوں گی اور جب وہ جنّت کے دروازے پر پہونچے گی تو وہاں امام حسنؑ کو کھڑا ہوا پائے گی اور امام حسینؑ بغیر سر کے لیٹے ہوں گے۔

آپؑ امام حسنؑ سے پوچھیں گی، بیٹا ! یہ کون ہے۔ ؟

امام حسنؑ جواب دیں گے، مادرِ گرامی، یہ میرا بھائی حسینؑ ہے۔ آپ کے بعد نانا کی اُمت نے اسے قتل کرکے سر تن سے جدا کر دیا۔

اُس وقت غیب سے آواز آئے گی "اے دخترِ حبیب کبریا ! میں نے تم کو تمھارے حسینؑ کا وہ حال خود تمھاری آنکھوں سے دکھا دیا جو تمھارے بابا کی اُمت نے اس کا بنا یا ہے اور اب تمھاری تشفّی کے لیے یہ سامان کیا ہے کہ خلائق کا حساب میں اُس وقت تک لینا شروع نہ کروں گا جبتک تم اور تمھاری ذرّیت اور تمھارے شیعہ اور جو بھی ان کے ساتھ نیکی کرے خواہ وہ شیعہ نہ بھی ہو جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

چنانچہ میری بیٹی فاطمہؑ، اس کی ذرّیت، اس کے شیعہ اور وہ افراد جنھوں نے ان کے ساتھ نیکی کی ہے اگرچہ وہ شیعہ نہیں تھے سب جنّت میں داخل ہوجائیںگے اور اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ "لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ"

یعنی (اُن کو (قیامت کا) ہول محزون نہ کرے گا۔) (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۳)

وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۲)

یعنی (وہ اپنے پسندیدہ مقام پر ہمیشہ رہیں گے) (تفسیر فرات ابن ابراہیم)

(۱۸) گنہگارانِ اُمت کی شفاعت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری نے میرے والد حضرت امام محمد باقرؑ سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ ! میں آپؑ پر قربان، آپ اپنی جدّہ ماجدہ (فاطمہؑ زہرا) کی فضیلت میں کوئی ایسی حدیث بیان فرمائیں کہ جسے میں آپؑ کے شیعوں سے بیان کروں تو وہ بھی خوش ہوجائیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا سنو ! میرے پدرِ بزرگوار نے میرے جد سے اور اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:

"قیامت کے دن میدانِ حشر میں تمام انبیاء و مرسلین کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے اور اس روز میرا منبر تمام انبیاء کے منبروں سے بلند ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اے محمدؐ!

اس پر جا کر خطبہ دو۔

چنانچہ میں منبر پر جا کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دوں گا کہ انبیاء میں سے ایسا خطبہ کسی نے سنا بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد اوصیاء کے لیے نور کے منبر نصب کیے جائیں گے۔ ان میں ایک منبر میرے وصی علی مرتضیٰؑ کے لیے بھی نصب ہوگا جو تمام اوصیاء کے منبروں سے بلند ہوگا۔ اس کے بعد اولادِ انبیاء کے لیے نور کے منبر نصب ہوں گے۔ ان میں سے دو منبر میرے باغِ زندگی کے پھول حسنؑ و حسینؑ کے لیے نصب ہوں گے اور وہ دونوں بحکمِ خدا منبروں پر جا کر ایسے خطبے دیں گے کہ ایسے فصیح و بلیغ خطبے اولادِ انبیاء میں سے کسی نے نہ سُنے ہوں گے

اس کے بعد جبریل امین آواز دیں گے کہ کہاں ہیں فاطمہؑ بنتِ محمدؐ، کہاں ہیں خدیجہؑ بنتِ خویلد، کہاں ہیں مریمؑ بنتِ عمران، کہاں ہیں آسیہ بنتِ مزاحم، کہاں ہیں ام کلثوم ام یحییٰ بن زکریا اور یہ سب سامنے آئیں گی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اہلِ محشر کو خطاب کر کے پوچھے گا۔ اے اہلِ محشر! بتاؤ، آج کے دن بڑائی اور بزرگی کس کے لیے ہے؟ تو:

حضرت محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ عرض کریں گے کہ اللہ واحد و قہار کیلئے ہے

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا "اے اہلِ محشر سنو! میں نے بزرگی محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے لیے قرار دی ہے لہٰذا اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر و اپنے سر جھکا لو تاکہ فاطمہؑ زہرا کی سواری جنّت تک چلی جائے۔

اس اعلان کے بعد جبریل امین جنّت سے ایک عظیم الشان ناقہ لیکر آئیں گے جس کی مہار نو بہ نو موتیوں کی ہوگی اس پر مرجان کی عماری رکھی ہوگی۔ اور وہ لاکر فاطمہؑ زہرا کے سامنے بٹھا دیا جائے گا۔ آپؑ اُسی پر سوار ہوں گی اور جب وہ چلے گا تو ایک لاکھ فرشتے آپ کی داہنی جانب، ایک لاکھ فرشتے آپ کی بائیں جانب، ایک لاکھ فرشتے اپنے پروں پر بٹھا کر پرواز کریں گے اور انھیں دروازۂ جنّت پر پہونچا دیں گے۔ جب آپ دروازۂ جنّت پر پہونچیں گی تو اپنے داہنے اور بائیں جانب نگاہ کریں گی۔ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی:

اے فاطمہؑ! کیا دیکھ رہی ہو؟ اے میرے حبیب کی دختر! میں نے تمھیں جنّت میں داخل ہونے کا حکم تو دیدیا ہے۔

شہزادی عرض کریں گی، "پروردگارا! میں چاہتی ہوں کہ یہ بھی دیکھ لوں کہ تیری نظر میں میری کتنی قدر و منزلت ہے۔؟

آواز آئے گی "اے دخترِ حبیبِ کبریا۔ یہ دیکھنا ہے تو میدانِ حشر میں پلٹ آو، اور جس کے دل میں تمھاری یا تمھاری ذرّیت میں سے کسی کی محبت ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر جنّت میں

داخل کردو۔

اِس کے بعد امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اے جابر! خدا کی قسم اُس روز میری جدّہٗ ماجدہ فاطمہؑ زہراؑ اپنے دوستوں کو میدانِ حشر سے چُن چُن کر یوں نکالیں گی جیسے کوئی طائر بیکار دانوں میں سے اچھے اچھے دانے نکال لیتا ہے۔ پھر یہ دوستدارانِ فاطمہ زہراؑ آپ کی معیّت میں دروازۂ جنّت پر آئیں گے۔ جب داخلہ کا وقت ہوگا تو بمشیّتِ الٰہی یہ لوگ بھی اِدھر اُدھر دیکھیں گے۔ تو:

آوازِ قدرت آئے گی، اے میرے دوستو! اب تم کیوں پلٹ پلٹ کر اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہو؟ میں نے تو تمھیں بھی اپنے حبیب کی دختر فاطمہ زہراؑ کی شفاعت کی بنا پر بخش دیا اور تمھیں جنّت میں جانے کی اجازت دیدی ہے۔

وہ لوگ عرض پرداز ہوں گے، پروردگارا! ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ تیری نظر میں جو ہماری قدر و منزلت ہے اس سے ہم بھی واقف ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اچھا تو پھر تم لوگ بھی میدانِ حشر میں پلٹ کر جاؤ اور دیکھو جس نے بھی دارِ دنیا میں فاطمہؑ زہراؑ کی خوشنودی کے لیے تمھیں دوست رکھا تھا اور فاطمہؑ زہراؑ کی محبت میں تمھیں کبھی کھانا کھلایا تھا، پانی پلایا، یا لباس پہنایا، یا تمھاری غیبت کو رد کیا تھا اُس کا بھی ہاتھ پکڑو اور اپنے ساتھ اُسے بھی جنّت میں داخل کرلو۔

• ابنِ خالویہ کی کتاب "الآل" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت فرمائی ہے کہ: جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ و حوّاؑ کو پیدا کیا تو وہ دونوں بڑے افتخار سے جنّت کے باغوں میں گلگشت کرنے لگے اور آدمؑ نے حوّاؑ سے کہا۔ خداوندِ عالم نے ہم سے بہتر کوئی بھی مخلوق پیدا نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ امین کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ ہمارے اس بندے کو فردوسِ بریں کی سیر کراؤ۔

جبرئیلؑ انھیں فردوسِ بریں میں لے گئے تو وہاں حضرت آدمؑ نے ایک حورا کو دیکھا جو ایک مسند پر بیٹھی تھی اُس کے سر پر نور کا تاج تھا، کانوں میں نور کے دو گوشوارے تھے اور تمام جنّت اُس کے چہرے کے نور سے جگمگا رہی تھی۔

حضرت آدمؑ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ حورا کون ہے جس کے نور سے ساری جنّت جگمگ کر رہی ہے؟

جبرئیلؑ نے کہا، یہ حضرت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہیں جو آخری زمانہ میں تمھاری ذریت سے ہوںگی۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا، یہ تاج کیسا ہے جوان کے سر پر ہے ؟

جبرئیلؑ نے کہا، یہ ان کے شوہر علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔

حضرت آدمؑ نے پوچھا، اور یہ گوشوارے کیسے ہیں ؟

جبرئیلؑ نے کہا، یہ ان کے دونوں بیٹے حسنؑ وحسینؑ ہیں۔

حضرت آدمؑ نے کہا، کیا یہ مجھ سے پہلے خلق کیے گئے ہیں ؟

جبرئیلؑ نے جواب دیا، یہ تمھاری خلقت سے چار ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے علم کی گہرائیوں میں موجود تھے۔

(۱۹) حضرت فاطمہؑ کی رضا اللہ کی رضا ہے

عیون الاخبار الرضا میں

مرقوم ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، فاطمہؑ کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

- صحیفۂ رضا میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی اپنے آبائے کرام سے یہی روایت منقول ہے۔
- علی بن عمر بن علی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا کہ: "اے فاطمہؑ! تمھاری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے اور تمھاری خوشی اللہ کی خوشی ہے"۔

یہ سُن کر صندل نامی ایک راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا اباعبداللہ! یہ آجکل کے نوجوان آپ کی طرف منسوب کر کے ایسی ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔

آپؑ نے فرمایا، اے صندل وہ کون سی حدیثیں ہیں ؟

صندل نے کہا، ان کی بیان کردہ حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہؑ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی، اور فاطمہؑ کی رضا اللہ کی رضا ہے

آپؑ نے فرمایا، اے صندل! پھر اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ کیا تم لوگ اپنی روایتوں میں یہ روایت نہیں بیان کرتے کہ "اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی ناراضگی سے ناراض اور اُس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے"؟

صندل نے کہا، جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، پھر جناب فاطمہ زہراؑ کو کم از کم مومنہ تو ضرور ہی مانتے ہو، پھر اُن کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی اور اُن کی خوشی اللہ کی خوشی ہے۔ اس سے تم لوگوں کو کیوں انکار ہے؟

صندل نے کہا، (اب بات سمجھ میں آگئی) واقعاً اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کو جسے چاہے حوالہ کرے۔ (امالی شیخ صدوقؒ، احتجاج طبرسی)

- غضائری نے شیخ صدوق سے اور اُنھوں نے یحییٰ سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔ (امالی شیخ مفید)

- ابو صالح موذن نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جب میں نے بحکمِ خدا فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دیا تو جبرئیل امین نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موتیوں کا باغ ایسا بنایا ہے کہ جس کے ایک درخت سے دوسرے درخت کے درمیان موتی و یاقوت اور سونے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ اس باغ کا سائبان زبرجدِ سبز کا ہے جس میں موتیوں کے طاقچے ہیں جن میں یاقوت جڑے ہوئے ہیں، اس کی دیواروں میں سونے چاندی، موتی اور زبرجد کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ پھر اس میں جا بجا چشمے جاری ہیں اور نہریں بہہ رہی ہیں، نہروں پر موتیوں کے بُرج ہیں، جو طرح طرح کے درختوں کے جُھنڈ میں گھرے ہوئے ہیں اور اسی طرح اس باغ کے اندرونی حصے میں بہت سے گنبد نما قصر ہیں، ہر قصر میں ایک حور ہے ہر قصر کے سو دروازے ہیں، ہر دروازے پر دو کنیزیں اور دو درخت ہیں، ہر قصر میں ایک مسند ہے، قصر کی دیواروں آیۃ الکرسی تحریر ہے۔

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا، اخی جبرئیل! یہ کس کا قصر ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا، یہ قصر حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ اور آپؐ کی دختر حضرت فاطمہ زہراؑ کے لیے ہے اور یہ اُن کی اُس جنت کے علاوہ ہے جس کے وہ مالک ہیں۔ یہ تو اللہ نے (اُن کی شادی کے موقع پر) الگ سے ایک تحفہ انھیں دیا ہے، تاکہ آپ کی آنکھوں

کو ٹھنڈک پہونچے۔

(۲۰) حضرت فاطمہؑ کیلئے اللہ کا سلام

مروی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت خدیجہؑ نے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہؑ ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ رہتیں، اور پوچھا کرتیں کہ، بابا میری مادرِ گرامی کہاں ہیں۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں کوئی جواب نہ دیتے۔ آپ بار بار یہی سوال کرتیں اور آنحضرتؐ پریشان تھے کہ بیٹی کو کیا جواب دیں۔ کہ اتنے میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! آپؐ کا پروردگار، آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ فاطمہؑ سے میرا سلام کہیں اور اُسے بتادیں کہ تمھاری مادرِ گرامی ایک ایسے سونے کے مکان میں ہیں کہ جس کے ستون یاقوتِ سرخ کے ہیں۔ آسیہ زنِ فرعون اور مریمؑ بنتِ عمران اُن کی ہمنشینی میں ہیں۔

جب آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو اللہ کا سلام اور پیغام پہونچایا، تو:

جناب فاطمہؑ نے عرض کیا، بابا جان! میری طرف سے کہدیجیے کہ اللہ خود سلام ہے اُسی سے سلام کی ابتداء ہے اور اسی پر سلام کی انتہا ہے۔

(۲۱) فرشتوں سے ہمکلامی

علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کا نام محدثہ اس لیے رکھا گیا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوکر آپ کو بھی اسی طرح پکارتے تھے جس طرح حضرت مریمؑ بنتِ عمران کو پکارتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ اے فاطمہؑ! اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (اللہ نے تمھیں منتخب فرمایا اور پاک رکھا اور عالمین کی تمام عورتوں میں منتخب کیا۔) (آلِ عمران ۴۲)

اے فاطمہؑ! اُقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (سورۂ آل عمران آیت ۴۳)

فاطمہؑ زہرا فرشتوں سے کلام کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک شب ان معظمہ نے فرشتوں سے فرمایا، کیا مریمؑ بنتِ عمران کو عالمین کی عورتوں پر فضیلت نہیں حاصل تھی؟

اُنھوں نے کہا، جی ہاں، مریمؑ بنتِ عمران کو اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت حاصل

تھی لیکن آپ کو اللہ نے آپ کے زمانے کی عورتوں پر اور مریم کے زمانے کی عورتوں پر بلکہ تمام اوّلین و آخرین کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ (علل الشرائع، دلائل الامامت طبری)

(۲۲) آپ کیلئے جنت سے انگوٹھی کا آنا

ایک مرتبہ جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار سے ایک انگوٹھی کی درخواست کی۔

آپؐ نے فرمایا، بیٹی میں تم کو ایک ایسی چیز بتادوں جو انگوٹھی سے بھی بہتر ہو جناب فاطمۂ زہرا نے عرض کیا، بتائیے۔

آپؐ نے فرمایا، جب تم نماز سے فارغ ہونا تو اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی مانگنا تمھاری حاجت پوری ہوگی۔

جناب فاطمہ زہرا نے ایسا ہی کیا۔ نمازِ شب کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے انگوٹھی کے لیے دعاء کی تو غیب سے آواز آئی: "اے فاطمہ! جو چیز تم نے ہم سے طلب کی ہے وہ تمھارے مصلّے کے نیچے رکھی ہے۔

آپؑ نے مصلیٰ اُٹھایا تو اُس کے نیچے سے یاقوت کی ایک انمول انگوٹھی ملی۔ آپؑ نے اسے پہن لیا اور خوش ہوئیں۔ جب رات کو سونے کے لیے لیٹیں تو خواب میں دیکھا کہ آپ جنّت میں ہیں۔ وہاں آپؑ نے تین ایسے قصر دیکھے جن کی نظیر خود جنّت میں بھی نہ تھی۔

آپ نے پوچھا، یہ قصر کس کے ہیں؟

جواب ملا، یہ قصر سیدۃ نساء العٰلمین فاطمہ بنت محمدؐ کے ہیں۔

یہ سن کر آپ اُن میں سے ایک قصر میں داخل ہوئیں تو دیکھا کہ اس میں ایک تخت ہے جس کے صرف تین پائے ہیں چوتھا نہیں ہے۔

پوچھا کہ اس کے تین پائے کیوں ہیں چوتھا کیا ہوا۔ (جس کی وجہ سے یہ ٹیڑھا ہے)

جواب ملا کہ اس کی مالکہ نے اللہ سے انگوٹھی طلب کی تھی۔ اللہ کے حکم سے وہ انگوٹھی اِس تخت کے چوتھے پائے سے بنا کر دے دی گئی ہے اس لیے یہ تخت ناقص ہوگیا۔

جب صبح ہوئی تو جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر یہ خواب بیان کیا۔

آپؐ نے فرمایا، اے آلِ عبد المطّلب! تمھارے لیے یہ دنیا نہیں ہے۔ آخرت ہے تمھاری وعدہ گاہ جنّت ہے۔ دنیا تمھارے کام کی نہیں، یہ فانی ہے۔ پھر فرمایا، بیٹی وہ انگوٹھی تم دوبارہ مصلّے کے نیچے رکھ دو۔

چنانچہ جناب فاطمہؑ زہرا نے وہ انگوٹھی مصلّے کے نیچے رکھ دی۔ جب رات کو سوئیں تو دوبارہ وہی قصر دیکھا، اندر گئیں اور اُس تخت پر نظر کی تو دیکھا کہ اُس کے چاروں پائے موجود ہیں۔

آپؑ نے کسی سے دریافت فرمایا کہ "یہ تخت اب کس طرح درست حالت میں ہوگیا پہلے تو صرف اپنے تین پایوں پر کھڑا تھا لیکن اب چوتھا پایہ بھی موجود ہے ؟"

جواب ملا کہ انگوٹھی جو اس پائے سے بنائی گئی تھی واپس آگئی ہے اس لیے یہ تخت بھی اپنی اصلی حالت پر نظر آرہا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

۲۳ جناب فاطمہؑ کا وکیل اللہ ہے

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام کسی جنگ پر جانے لگے تو حضرت فاطمہؑ زہرا نے تمنّا ظاہر کی کہ کاش ہمارا کوئی وکیل ہوتا (جو ہمارے کاموں کی دیکھ بھال کرتا) اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ " رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ٥ (سورۂ مزمل آیت ۹)

یعنی (اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے کوئی اللہ نہیں ہے سوائے اُس کے پس اُسی کو اپنا وکیل بناؤ۔)

۲۴ اللہ کو جناب فاطمہؑ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں

صحیح دار قطنی میں مرقوم ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اُس چور نے کہا، یارسول اللہ! اسلام لانے میں تو آپؐ نے اس کو بڑھانے کا حکم دیا تھا اور اب خود ہی اس کو کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ " لو كانت ابنتي فاطمۃ " اگر میری بیٹی فاطمہؑ بھی اِس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں اس کو بھی معاف نہ کرتا۔

جب جناب فاطمہؑ زہرا نے سُنا تو آپ کو رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا رنجیدہ ہونا گوارا نہ ہوا تو حضرت رسولِ خداؐ کے لیے یہ آیت نازل فرمائی "لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ "(سورۃ الزمر آیت ۶۵) (اے رسولؐ!) اگر تم نے شرک کیا ہوتا تو تمھارا سارا عمل

حبط کر لیا جاتا۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ قول سُن کر حضرت رسولِ خداؐ کو رنج ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (تاکہ آنحضرتؐ کا رنج دور ہو جائے) لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (اے ہمارے حبیبؐ!) اگر ان میں (آسمان و زمین میں) اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بھی ہوتے تو اُن دونوں میں فساد برپا ہو جاتا۔) (سورۃ الانبیاء آیت ۲۲)

یہ سن کر حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب ہوا تو حضرت جبرئیل امین نازل ہوئے اُنھوں نے کہا کہ آپؐ کے اُس جملے سے فاطمہؑ کو رنج ہوا، اِس لیے پہلی آیت اس کو خوش کرنے کے لیے نازل کی تھی لیکن جب تمھیں رنجیدہ دیکھا تو دوسری آیت تمھاری خوشی کے لیے نازل کی۔ (صحیح دار قطنی۔ مناقب شہر آشوب)

(۲۵) جنابِ رسول اللہؐ نے جنابِ فاطمہؑ کے بدلے آسیہ گردانی کی

(۱) کتاب الفضائل وکتاب الروضہ میں مرقوم ہے کہ ایک دن جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ دونوں مل کر چکّی میں آٹا پیس رہے ہیں

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم دونوں میں سے کون تھک گیا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ! فاطمہؑ (تھک گئی ہیں)۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی اُٹھو۔!

آپؑ اُٹھ گئیں تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی جگہ بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ (کتاب الفضائل۔ کتاب الروضہ)

(۲) آسیہ گردانی بذریعہ وحی

حسن بصری اور ابنِ اسحاق نے عمّار اور میمونہ سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو سوتا ہوا پایا اور دیکھا کہ آپ کی آٹا پیسنے کی چکّی خود بخود چل رہی ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ واقعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنایا۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اللہ کو علم تھا کہ اُس کی کنیز تھک کر سو گئی ہے۔ اِس لیے اُس نے چکّی کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ گردش کر، وہ گردش کرنے لگی۔

۳ فرشتے کی گہوارہ جنبانی

اِس روایت کو ابوالقاسم لبستی نے مناقب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام میں اور ابوصالح موذّن نے اپنی کتاب اربعین میں اور ابنِ فیّاض نے شرح الاخبار میں تحریر کیا ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ بسا اوقات حضرت فاطمہؑ زہرا نماز و عبادت میں مشغول ہوتیں اور آپ کے بچّے (حسنؑ وحسینؑ) رونے لگتے۔ تو دیکھا جاتا کہ گہوارہ ہلنے لگا، اور فرشتہ اس کو ہلا رہا تھا۔

۴ فرشتے کی آسیہ گردانی (بروایت سلمانؓ)

حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا بیٹھی ہوئی تھیں، آپ کے سامنے چکّی تھی جس میں جَو پیس رہی تھیں اور اس کے دستے پر آپ کے ہاتھوں سے نکلا ہوا خون بھی لگا ہوا تھا، نیز گھر کے ایک گوشے میں حضرت امام حسینؑ بھوک سے بلبلا رہے تھے۔ میں نے دیکھا تو عرض کیا، بنتِ رسولؐ! آپ کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا ہے آپ کے یہاں فضہؓ بھی تو موجود ہے یہ کام اُن کے حوالے کیجیے۔

آپ نے فرمایا، نہیں، میرے پدرِ بزرگوار نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ ایک دن فضہؓ سے کام لو اور ایک دن تم خود کرو۔ کل وہ کام کر چکی ہے آج میری باری ہے۔

میں نے عرض کیا، اچھا، میں بھی تو آپ کے پدرِ بزرگوار کا آزاد کردہ غلام ہوں مجھے حکم دیجیے کہ میں یا چکّی پیسوں یا آپ کے فرزند حسینؑ کو بہلاؤں۔

آپ نے فرمایا، تم چکّی پیس لو، اپنے بیٹے کو میں ہی بہتر صورت سے بہلا سکتی ہوں

چنانچہ میں جَو پیسنے لگا اور ابھی تھوڑے ہی جو پیسے تھے کہ مسجد میں نماز کے لیے اقامت شروع ہوگئی۔ میں نے چکّی چھوڑی اور جا کر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو وہاں حضرت علیؑ مل گئے۔ میں نے اُن سے سارا حال بیان کیا وہ آبدیدہ ہوگئے اور فوراً مسجد سے گھر واپس تشریف لائے، پھر وہاں سے مسکراتے ہوئے پلٹے۔ حضرت رسول اللہؐ نے مسکرانے کا سبب پوچھا؛

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، میں ابھی فاطمہؑ زہرا کے پاس گیا تھا، دیکھا کہ وہ لیٹی ہوئی ہیں اُن کے سینے پر حسینؑ سو رہے ہیں، سامنے چکّی رکھی ہوئی ہے جو خود بخود چل رہی ہے چلانے والا نظر نہیں آتا۔

یہ سن کر آنحضرتؐ مسکرائے اور فرمایا، اے علیؑ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر گھومتے رہتے ہیں جن کا یہ کام ہے کہ قیامت تک محمدؐ و آلِ محمدؐ کی خدمت کرتے رہیں (الخرائج والجرائح)

⑤ فرشتے کی آسیہ گردانی (بروایت ابوذرؓ)

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ علیؑ کو بلا لاؤ۔

میں نے حضرت علیؑ کے گھر جاکر دروازے سے آواز دی، لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا، البتہ چکّی چلنے کی آواز برابر آرہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ چکّی خود بخود چل رہی تھی۔ میں نے پھر آواز دی تو حضرت علی علیہ السلام برآمد ہوئے اور ہم دونوں آنحضرتؐ کے پاس پہونچے۔ آپؐ نے اُن سے کچھ آہستہ آہستہ باتیں کیں جسے میں سمجھ نہ سکا۔

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا، "یارسول اللہؐ! مجھے بڑا تعجب ہے کہ حضرت علیؑ کے گھر میں چکّی خود بخود چل رہی تھی۔

آپؐ نے فرمایا، میری بیٹی فاطمہؑ کا دل اللہ نے ایمان و یقین سے بھر دیا ہے۔ اُس کو معلوم ہے کہ فاطمہؑ کس قدر کمزور و ناتواں ہے اس لیے روزمرّہ کے کاموں میں بھی اللہ تعالےٰ اُس کی مدد فرماتا ہے۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ کچھ فرشتے آلِ محمدؐ کی خدمت و معاونت پر متعین ہیں۔

(الخرائج والجرائح)

⑥ حضرت بلالؓ کی آسیہ گردانی

کتاب تنبیہ الخواطر میں مرقوم ہے کہ:

بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور دوسرے لوگ نماز کے وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے حضرت بلالؓ کا انتظار کرتے رہتے تھے کہ وہ آکر اذان کہیں تاکہ نماز شروع کی جائے۔۔ بلالؓ جب کچھ تاخیر سے پہونچتے تھے تو آنحضرتؐ تاخیر کی وجہ دریافت فرماتے تھے۔

وہ جواب میں عرض کرتے تھے یارسول اللہؐ! میں شہزادی فاطمہؑ کے مکان کی طرف سے گذر رہا تھا کہ دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے حسنؑ کو گود میں لیکر چکّی پیستی جاتی ہیں اور روتی جاتی ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں آپ کے بیٹے کو بہلاؤں یا آپ اپنے بیٹے کو بہلائیں چکّی میں پیس دوں۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، نہیں بچّے کو تم مجھ سے بہتر نہ بہلا سکوگے۔

میں نے یہ جواب سُن کر چکی سنبھالی اور پیسنے لگا، اس لیے آنے میں تاخیر ہوئی۔

آپ نے فرمایا، تم نے فاطمہؑ پر ترس کھایا، اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

(۲۶) جناب فاطمہؑ کیلئے طعامِ جنّت کا آنا

تفسیر عیاشی میں حضرت ابو جعفر امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ نے گھر کے کام آپس میں تقسیم کر لیے تھے۔

چنانچہ حضرت فاطمہؑ نے اندرونِ خانہ کے کام ' آٹا تیار کرنا' اسے گوندھنا' روٹی پکانا اور گھر کو صاف ستھرا رکھنا اپنے ذمّہ لے لیا تھا اور حضرت علیؑ نے باہر کے کام' اناج مہیا کرنا' ایندھن جمع کرنا وغیرہ اپنے ذمّہ لیا تھا۔

ایک روز حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ زہرا سے پوچھا' آج تمھارے پاس کھانے کے لیے کیا ہے؟

اُنھوں نے کہا' اُس ذات کی قسم جس نے آپ کے حق کو بلند کیا ہے' میرے گھر میں تین روز سے کچھ نہیں ہے جو کچھ تھا وہ آپ کے سامنے حاضر کرتی رہی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا' پھر تم نے مجھ سے کیوں نہیں کہا۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا' مجھے میرے پدرِ بزرگوار نے منع فرمایا ہے کہ آپ سے کسی چیز کا سوال کروں' اور یہ بھی فرمایا ہے کہ بیٹی اگر تیرا ابنِ عم کچھ گھر میں لائے تو لے لینا ورنہ اس سے کچھ نہ مانگنا۔

یہ جواب سُن کر حضرت علیؑ گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا۔ ابھی واپس گھر بھی نہ پہونچے تھے کہ راستے میں مقدادؓ سے ملاقات ہو گئی۔

آپؑ نے دریافت فرمایا' اے مقدادؓ! خیریت تو ہے' اس وقت تم گھر سے کیسے نکلے؟

اُنھوں نے جواب دیا' یا امیر المومنینؑ! اُس ذات کی قسم جس نے آپکو عظیم المرتبت بنایا' میں اس وقت شدید بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا اُس وقت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے؟

آپؑ نے فرمایا' ہاں اُس وقت آنحضرت زندہ تھے۔

بہر حال حضرت علی علیہ السلام نے مقدادؓ سے فرمایا' میں بھی اسی وجہ سے گھر سے آیا ہوں تاکہ کچھ آذوقہ مہیا کر کے گھر میں لے جاؤں۔ مجھے ایک دینار قرض مل گیا ہے' مگر اب تم اسے لے جاؤ اور اپنی ضرورت پوری کرو۔

حضرت علی علیہ السلام مقدادؓ کو دینار دیکر گھر تشریف لائے۔ دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فاطمہؑ نماز میں مشغول ہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی چیز سرپوش سے ڈھکی ہوئی رکھی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر فاطمہؑ نے سرپوش ہٹا کر دیکھا تو ایک طبق میں گوشت اور روٹی رکھی ہوئی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا "اے بنتِ رسولؐ! یہ طعام تمھارے پاس کہاں سے آیا ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ"۔ (یہ اللہ نے بھیجا ہے اور اللہ (تو) جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے)

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے علیؑ! میں تمھاری اور فاطمہؑ کی مثال بیان کروں؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، جی ہاں، بیان فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، تمھاری مثال زکریاؑ جیسی ہے جب وقت وہ حضرت مریمؑ کے پاس محراب میں داخل ہوتے تھے اور اُن کے پاس کھانا دیکھتے تو کہتے تھے:

اے مریمؑ! یہ کھانا تمھارے پاس کہاں سے آیا ہے؟

وہ فرماتیں: یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ تو جسے چاہتا ہے بیحساب رزق عطا فرماتا ہے۔

الغرض پھر سب نے اس طبق سے ایک ماہ تک کھانا کھایا، اور یہی وہ طبق ہے جس سے حضرت قائمِ آلِ محمدؑ کھانا تناول فرمائیں گے، وہ طبق ہمارے پاس اب بھی موجود ہے۔

(تفسیرِ عیاشی)

• کتاب الخرائج والجرائح میں مروی ہے کہ ایک دن صبح کو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے دریافت فرمایا کہ کیا کچھ کھانے کے لیے موجود ہے؟

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، نہیں، اس وقت تو گھر میں کچھ نہیں ہے۔

یہ سُن کر حضرت علی علیہ السلام گھر سے چلے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا تاکہ اس سے کچھ کھانے کا سامان خریدیں۔ ناگاہ، مقدادؓ پر نظر پڑی، وہ بھی اسی فکر میں تھے۔ آپؑ نے وہ دینار مقدادؓ کے حوالے فرمایا، اور خود مسجدِ رسولؐ میں پہونچے۔ وہاں ظہر و عصر کی نماز جناب رسول اکرمؐ کے ساتھ ادا کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ انداز میں حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہؑ زہرا کے مکان پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ وہ معظمہ اپنے مصلے پر ہیں

اور اُن کے پیچھے ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا ہے جس سے (کھانے کی) خوشبو آرہی ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا نے آنحضرتؐ کی آواز سُنی تو حجرے سے باہر نکلیں، باپ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ اپنی بیٹی کی سب سے زیادہ عزت کرتے تھے چنانچہ آپؐ نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، بیٹی شام ہو گئی ہے اب ہمارے لیے کھانے کا انتظام کرو۔

حضرت فاطمہؑ نے وہ پیالہ لاکر آنحضرتؐ کے سامنے رکھ دیا۔

آپؐ نے پوچھا، بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ ایسا خوش رنگ خوشبودار اور لذیذ کھانا تو میں نے کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔

اِس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؑ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر فرمایا سنو، یہ تمھارے اُس دینار کا بدلہ ہے (جو تم نے مقداد کو دیدیا تھا)۔ واقعتاً اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ (الخرائج والجرائح)

•۔۔۔۔۔ علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر "کشاف" میں حضرت زکریاؑ اور حضرت مریمؑ کا قصہ تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے تھے حضرت فاطمہؑ زہرا نے آپؐ کے لیے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت ایک پیالے میں رکھ کر بھیج دیا۔ آپؐ وہ پیالہ لیے ہوئے بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا بیٹی! ذرا ادھر آؤ۔

جب آپ تشریف لائیں تو آپ نے اُس پیالے کا ڈھکن اُٹھایا اور دیکھا کہ پورا پیالہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہؑ کو بڑی حیرت ہوئی آپ سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا، بیٹی! یہ اتنا زیادہ کھانا کہاں سے آگیا تھا جو تم نے میرے لیے بھی بھیج دیا۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، بابا، یہ اللہ کی جانب سے آیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اُس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو بنی اسرائیل کی سیدۂ نساء (حضرت مریمؑ) کی شبیہ بنا دیا۔ اِس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور تمام اہلِ بیت کو بلالیا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا، اس کے باوجود جتنا کھانا اُس پیالے میں پہلے سے موجود تھا اتنا ہی کھانا کھا لینے کے بعد باقی رہ گیا۔ جناب فاطمہؑ نے وہ باقی ماندہ کھانا اپنے تمام پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ (تفسیر کشاف علامہ زمخشری)

•..... حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا، سخت بھوک محسوس فرما رہے تھے۔ آپؐ کی ازواج کے یہاں کچھ نہ تھا۔ آپؐ حضرت فاطمہؑ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

بیٹی! کچھ کھانے کے لیے اگر ہو تو لے آؤ۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا، بابا جان! میرے پاس بھی کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے

آنحضرتؐ وہاں سے اپنے بیت الشرف تشریف لے گئے۔ اُسی وقت حضرت فاطمہؑ کی کنیز آپؑ کے پاس دو روٹیاں اور کچھ گوشت لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اُسے لیکر ایک ٹوکری میں رکھ کر ڈھک دیا اور فرمایا، واللہ، میں اسے خود کھانے یا کسی کو کھلانے سے بہتر یہ سمجھتی ہوں کہ اپنے بابا کو کھلادوں، حالانکہ اس وقت آپؑ خود اور بچّے وغیرہ بھی بھوکے تھے۔ آپ نے فوراً حسنؑ و حسینؑ کو آنحضرتؐ کے بُلانے کے لیے بھیجا۔ آپؐ تشریف لائے۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، بابا! اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانے کے لیے طعام بھیجا ہے جسے میں نے آپؐ کے لیے رکھ دیا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی لاؤ، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیا بھیجا ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے ٹوکری کھول کر دیکھی تو پوری ٹوکری روٹیوں اور گوشت سے بھری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ کو مکمل یقین ہوگیا کہ یہ واقعاً اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے پدرِ گرامی پر درود بھیجا اور اُس کو لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئیں۔ آنحضرتؐ نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور پوچھا:

بیٹی! تم تو کہتی تھیں کہ تھوڑا سا کھانا ہے، یہ تو کافی مقدار میں ہے۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، ہاں بابا! کیونکہ ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ (یہ اللہ کی جانب سے آیا ہے بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا، بچوں (حسنؑ و حسینؑ) کو بھی بلایا اور سب نے مل کر کھانا کھایا، تمام ازواج کو بھی کھلایا۔

حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ اتنے آدمیوں نے کھانا کھایا، اس کے باوجود اُس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی کھانا بعینہٖ اس میں بھرا ہوا تھا۔ تب میں نے اپنے پڑوس کو بھی وہ کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت عطا فرمائی۔

(الخرائج والجرائح)

(۲۷) طعامِ جنّت کا آنا اور شیطان کا سوال

حضرت امیر المومنین ؑ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی کچھ طبیعت ناساز ہوئی جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ بیٹی کے پاس بیٹھ گئے۔ پوچھا بیٹی! کیا حال ہے؟

اُنھوں نے عرض کیا، بابا! اس وقت کوئی اچھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔

یہ سن کر آنحضرتؐ گھر کے اندر سے ایک طبق اُٹھا کر لے آئے جس میں منقّے، پنیر، میٹھی روٹی اور انگوروں کے خوشے تھے، اور حضرت فاطمہؑ زہرا کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کیا اور کہا آؤ ہم سب مل کر کھائیں۔

چنانچہ آپؐ کے ساتھ حضرت فاطمہؑ زہرا، حضرت علیؑ اور حضراتِ امام حسنؑ وامام حسینؑ نے کھانا شروع کیا کہ اتنے میں کسی نے دروازے پر آکر سوال کیا اور بولا اَلسَّلامُ علیکم، اللہ تعالیٰ نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی کھلاؤ۔

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈانٹ کر کہا، دور ہو جا مردود۔

جنابِ فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا! آپؐ نے تو کبھی کسی سائل کو اس طرح ڈانٹ کر نہیں بھگایا، آج یہ کیا بات ہے؟

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! یہ شیطان مردود تھا، جب جبریلِ امین جنّت سے یہ کھانا تمھارے لیے لائے تو شیطان مردود نے چاہا کہ اس میں سے اسے بھی کچھ مل جائے لیکن وہ اس کا مستحق نہیں۔ (مصباح الانوار)

(۲۸) جنابِ فاطمہؑ کی شدّتِ گرسنگی آنحضرتؐ کو گوارا نہ تھی

عمران بن حصین کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں، بھوک کی شدّت سے اُن کا چہرہ متغیّر ہو رہا تھا۔

آنحضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا، بیٹی! قریب آؤ۔

جب آپ قریب گئیں تو آنحضرتؐ نے دعاء فرمائی، اے بھوکوں کو سیر کرنے والے

پروردگار! اے پستی کو بلندی عطا کرنے والے! فاطمہؑ کی بھوک کی شدت کو ختم فرمادے
راوی کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ جو ابھی کمسن تھیں، کے چہرے کی زردی مبدل بسرخی ہوگئی چہرے پر خون دوڑنے لگا اور آپ ہشاش بشاش نظر آنے لگیں۔ خود حضرت فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ اس کے بعد پھر مجھے کبھی بھوک کی شدت نے اس قدر پریشان نہیں کیا۔ (الخرائج والجرائح)

(۲۹) ذریتِ رسولؐ کیلئے حدیث

موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہؑ کے پاس تھے کہ دروازے پر ایک سائل نے آواز دی۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنے گلے سے قلادہ اُتارا اور سائل کو دے دیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے فاطمہؑ! ہم دونوں کے عادات وخصائل ایکدوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ اِس کے بعد فرمایا: "جو ہماری ذُریت کو اذیت دیگا یا ہمارا خون بہائے گا اس پر میرا اور اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔" (امالی شیخ صدوقؒ)

• ...... کشف الغمہ میں بھی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت منقول ہے۔

• ...... تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیۂ مبارکہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)
یعنی (بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو اذیت پہونچاتے ہیں اُن پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اُن کے لیے رُسواکن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔)

یہ آیت اُن لوگوں کے لیے نازل ہوئی جنھوں نے امیرالمومنین کے حق کو غصب کیا، فاطمہؑ زہرا کے حق کو چھینا اور انھیں اذیت پہونچائی، اِس لیے کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے فاطمہؑ کو میری حیات میں اذیت پہونچائی، ایسا ہی ہے گویا اُس نے اُن کو میری موت کے بعد اذیت پہونچائی اور جس نے اُن کو میری موت کے بعد اذیت پہونچائی ایسا ہی ہے گویا اُس نے اُن کو میری حیات میں اذیت پہونچائی، اور جس نے فاطمہؑ کو اذیت پہونچائی اُس نے

مجھے اذیت پہونچائی جس نے مجھے اذیت پہونچائی اُس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہونچائی۔ اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ" (سورۃ الاحزاب ۵۷)

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۳۰) حضرت علیؑ کی گرفتاری اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی فریاد

ابو جعفر طوسی نے اپنی کتاب اختیار الرجال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت سلمانؓ فارسی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو آپؑ کے گھر سے نکال کر لے جایا گیا تو حضرت فاطمۂ زہرا آپؑ کے پیچھے پیچھے قبرِ رسول اللہؐ تک آئیں اور کہا: "اے لوگو! میرے ابنِ عم کو چھوڑ دو۔ اُس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر تم نے علیؑ کو نہ چھوڑا تو میں اپنے سر کے بال کھول دوں گی اور رسول اللہؐ کا پیرہن اپنے سر پر رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کروں گی۔ اور یاد رکھو کہ ناقۂ صالح اللہ کے نزدیک میرے بچوں سے زیادہ محترم نہیں ہے۔

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا، مسجدِ رسولؐ کی دیواریں بنیاد سے اُکھڑ کر ہوا میں معلّق ہو گئیں اور اتنی بلند ہوئیں کہ ایک انسان اُس کے نیچے سے بآسانی گذر سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں آپ کے قریب گیا اور عرض کیا کہ بنتِ رسولؐ! آپ کے پدرِ بزرگوار کو اللہ نے عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور آپ اِن کے لیے عذاب کی دُعا نہ فرمائیں۔ یہ سُن کر شہزادی بددعاء سے باز رہیں اس کے بعد مسجد کی دیواریں زمین پر اس طرح بیٹھیں کہ اُن کے بیٹھنے سے گرد اُٹھی جو ہماری ناک تک پہونچی۔

(۳۱) قیامت کے دن ملاقات

امالی میں ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمۂ زہرا نے اپنے پدرِ بزرگوار سے عرض کیا: بابا جان! قیامت کا دن تو بڑا ہی ہولناک ہوگا، بڑا مجمع ہوگا لوگ چیخ چلّا رہے ہوں گے۔ ایسے ماحول میں آپؐ مجھے کس مقام پر ملیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: اے میری لختِ جگر و نورِ نظر فاطمہؑ! میں اُس روز دروازۂ جنّت پر ہوں گا، میرے پاس لواءِ حمد ہوگا، میں اُس وقت اپنی اُمّت کی شفاعت کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، باباجان! اگر آپؐ بالفرض وہاں نہ ملے تو پھر میں آپؐ کو کہاں دیکھوں ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر وہاں نہ مل سکا تو حوضِ کوثر پر پہونچ جانا، میں وہاں پر اپنی اُمت کو پانی پلوا رہا ہوں گا

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، باباجان! اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے تو پھر آپؐ مجھے کہاں ملیں گے ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر مجھے پُلِ صراط پر دیکھ لینا، میں وہاں کھڑا کہہ رہا ہوں گا، "پروردگارا! میری اُمت سلامت رہے"۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، باباجان! اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے، تو ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر مجھے مقامِ میزان پر دیکھنا، میں وہاں اپنی امت کی سلامتی کی دعا کر رہا ہوں گا۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا، اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے، تو ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر جہنم کے کنارے دیکھنا، میں اپنی اُمت کو جہنم کے شعلوں اور شراروں سے بچا رہا ہوں گا۔

یہ سُن کر حضرت فاطمہؑ خوش ہوگئیں۔ اللہ اُن پر، اُن کے پدرِ عالیقدر پر اُن کے شوہرِ نامدار پر اور اُن کی اولادِ طاہرین پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

(امالی شیخ صدوقؒ۔ کشف الغمہ)

(٣٢) ــ عورت کیلئے سب سے بہتر بات ؟

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز میں بزمِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھا کہ اثناءِ گفتگو آپؐ نے ہم سے پوچھا بتاؤ کہ عورتوں کے لیے کیا بہتر ہے ؟

ہم اس کے جواب سے عاجز رہے۔ لیکن جب میں اپنے گھر فاطمہؑ کے پاس آیا تو میں نے یہ سوال اُن سے دریافت کیا۔

فاطمہ زہراؑ نے کہا، اے ابوالحسن! اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے لیے اس سے بہتر کوئی اور بات نہیں کہ "نہ وہ کسی (غیر) مرد کو دیکھے نہ کوئی (غیر) مرد اُسے دیکھے"۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ، جب میں دوبارہ خدمتِ رسولؐ اللہ میں پہونچا تو عرض کیا، یارسول اللہؐ! عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ "نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی

غیر مرد اُسے دیکھے۔"

آنحضرتؐ نے فرمایا، یہ جواب تمھیں کس نے بتایا ؟

میں نے عرض کیا، فاطمہؑ زہرا نے۔

آنحضرت نے یہ جواب بہت پسند فرمایا، اور ارشاد فرمایا " فاطمة بضعة مِنّی " کیوں نہیں، فاطمہؑ بھی تو میرا ہی ایک جزو ہے۔

• ـــ کشف الغمہ میں ابوسعید سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صـ۲۹-۲۶)

• ـــ امالی شیخ صدوقؒ میں بھی ابوسعید کی یہی روایت اپنے اسناد کے ساتھ مرقوم ہے

(۲۳) ـــ مومن کو تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے

زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے پدرِ بزرگوار کی خدمت میں آئیں اور اپنے حالات کی تنگی کی شکایت کی۔

آپؐ نے انھیں لیفِ خرما پر لکھا ہوا ایک نوشتہ دیا جس پر مندرجۂ ذیل فقرے تحریر تھے: " جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔"

" جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔"

" جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ بھلی بات منھ سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔" (کافی)

(۲۴) ـــ شانِ نزولِ آیات

(۱) کتاب مناقب ابنِ شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ خرکوشی نے اپنی کتاب "لوامع" اور "شرف المصطفیٰ" میں اپنے اسناد کے ساتھ سلمانؓ سے ؛ ابوبکر شیرازی نے اپنی کتاب میں ابوصالح سے ؛ ابواسحاق ثعلبی و علی بن احمد طائی و ابومحمد حسن بن علویہ قطان نے اپنی اپنی تفاسیر میں سعید بن جبیر و سفیان ثوری سے اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب " فی ما نزل من القرآن فی امیر المومنین " میں حماد بن سلمہ سے، اُنھوں نے ثابت سے

انھوں نے انس سے، اُنھوں نے ابو مالک سے، اُنھوں نے ابن عباس سے اور قاضی نطنزی نے سفیان بن عینیہ سے، اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے آیۂ "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۙ" (سورۃ الرحمٰن آیت ١٩)

ترجمہ: (اُس نے دو دریا بہائے جو باہم ملتے ہیں)

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ: حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دو بحرِ عمیق (بڑے گہرے دریا) ہیں جو ایک دوسرے سے بغاوت نہیں کرتے (اور نہ ایک دوسرے پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔)

(٢) ایک دوسری روایت میں ہے کہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ (سورۃ الرحمٰن آیت ٢٠)

ترجمہ: (ان کے درمیان ایک حدِ فاصل ہے)

سے مراد حضرتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ (جن سے یہ دونوں تجاوز نہیں کرتے) اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ (الرحمٰن آیت ٢٢)

ترجمہ: (اُن دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں)

سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

(٣) قرآن مجید کی آیۂ "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ" (آل عمران آیت ١٩٥)

ترجمہ: (پس اُن کے پروردگار نے اُن کی دعا قبول فرمالی (یہ فرماتے ہوئے کہ) بیشک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت)

کی تفسیر میں حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ اس آیت میں ذکر سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں، اور اُنثیٰ سے مراد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں، اور یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیؑ و فاطمہؑ مکہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔

(٤) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی آیۂ "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ" (سورۃ الّیل آیت ٣)

ترجمہ (اور قسم ہے اُس کی جس نے نر اور مادہ (مرد اور عورت) پیدا کیے)

میں ذکر سے مراد حضرت علیؑ امیر المومنین اور اُنثیٰ سے مراد جناب فاطمہ زہرا ہیں۔ اور "صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ" (الیل آیت ٦) (اور اچھی باتوں کی تصدیق (عملاً) کی۔)

سے مراد یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے روزہ رکھ کر نذر پوری کی اور حالتِ رکوع میں انگوٹھی کا صدقہ دیا۔ مقداد کو دینار دے کر ایثار سے کام لیا اور یہ بھی مراد ہے کہ آپ نے جنت اور ثوابِ خدا کی تصدیق کی۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی ؕ (اللّیل آیت ۷) ترجمہ: (پس ہم جلد ہی اُس کے لیے راحت اور آسانی کے اسباب فراہم کردیں گے۔) یعنی اللہ نے ان کو امام بنادیا (حضرت علیؑ کو امام بنادیا) اور دیگر ائمۂ طاہرینؑ کا والد بنادیا۔ (سبحان اللہ، کتنا بڑا شرف حاصل ہوا۔)

⑤ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت " وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۵) ترجمہ: (اور بیشک ہم نے اس سے قبل آدمؑ سے عہد لیا) کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ عہد محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمۂ طاہرینؑ کے بارے میں لیا گیا، جو ان حضرات کی ذرّیت میں سے ہیں۔

⑥ قاضی ابو محمد کرخی نے اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ یہ آیت " وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (سورہ نور آیت ۶۳)

ترجمہ: (اور رسولؐ کے بُلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا بلانا نہ سمجھو" کیونکہ رسولؐ کا بلانا اللہ کا بلانا ہے اور تم رسولؐ کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔" تفسیرِ بُرہان میں ہے، جناب فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ جب میرے آقا و سید میرے ابن عم حضرت علیؑ نے یہ آیت تلاوت کی (تو میں ڈری) اور جب میں اس کے بعد اپنے بابا کی خدمت میں گئی تو باباجان کہہ کر پکارنے کے بجائے یارسول اللہ! کہہ کر پکارا۔ آپؐ نے ایک دو دفعہ تو کچھ نہ کہا لیکن اس کے بعد فرمایا، اے فاطمہؑ! یہ آیت نہ تمھارے لیے نازل ہوئی ہے نہ تمھاری ذرّیت اور نہ تمھارے گھر والوں کے لیے (اِس لیے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں) بلکہ یہ آیت تو بدمزاج اور بدتہذیب عربوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

لہٰذا اے بیٹی! تم مجھے بابا کہہ کر ہی پکارا کرو۔ فانہ احیاء للقلب و ارضیٰ للرّب (اس لیے کہ یہ میرے لیے سب سے زیادہ دل کو خوش کرنیوالا اور سب سے زیادہ رضائے ربّ کا باعث ہے۔

⑦ نیز قاضی نطنزی نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہ عورتوں کا اشارتاً ذکر کیا ہے۔

(۱) حضرت حوّا کا ذکر : اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (اے آدمؑ!) تم اور تمھاری زوجہ جنّت میں (چین سے) رہو۔ (سورہ البقر آیت ۳۵)

(۲،۳) زوجۂ نوحؑ و زوجۂ لوطؑ کا ذکر : ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ (سورۃ التحریم پ۲۸ آیت ۱۰)

ترجمہ : (جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، اللہ اُن کے لیے نوحؑ اور لوطؑ کی ازواج کی مثال بیان کرتا ہے۔)

(۴) آسیہ زنِ فرعون کا ذکر : إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورۃ التحریم آیت ۱۱)

ترجمہ : (جب اُس نے کہا، اے میرے پروردگار! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے۔)

(۵) زوجۂ ابراہیمؑ کا ذکر : وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ (سورہ ہود آیت ۷۱)

ترجمہ : . . . . . (اور اُس کی بیوی (جو) کھڑی تھی۔)

(۶) زوجۂ زکریاؑ کا ذکر : وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ط (سورۃ الانبیاء آیت ۹۰)

ترجمہ : . . . . . (اور ہم نے اس کی بیوی کو اُس کیلئے اچھا بنا دیا۔)

(۷) زلیخا کا ذکر : الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ (سورۃ یوسف آیت ۵۱)

ترجمہ : . . . . . (اب تو حق واضح ہو ہی چکا ہے)

(۸) زوجۂ ایوبؑ کا ذکر : آتَيْنَاهُ أَهْلَهُ (سورۃ الانبیاء آیت ۸۴)

ترجمہ : . . . . . (ہم نے اُس کو اُس کے اہل و عیال دیے)

(۹) بلقیس کا ذکر : إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ (النمل آیت ۲۳)

ترجمہ : . . . . . (بیشک میں نے ایک عورت کو اُن لوگوں پر حکومت کرتے ہوئے پایا۔)

(۱۰) زوجۂ موسیٰؑ کا ذکر : إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ (القصص آیت ۲۷)

ترجمہ : . . . . . (بیشک میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے نکاح کر دوں)

(۱۱) حضرت عائشہ و حفصہ کا ذکر : إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ ..... الخ (سورۃ التحریم آیت ۳)

ترجمہ : . . . . . (جب نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ سے راز کی بات کہی)

(۱۲) حضرت خدیجہؓ کا ذکر : وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ط (سورۃ الضحیٰ آیت ۸)

ترجمہ : . . . . . (ہم نے تجھ کو غنی بنایا درآنحالیکہ تو غنی نہ تھا)

(۱۳) حضرت فاطمہؓ کا ذکر : مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ (سورہ رحمٰن آیت ۱۹)

ترجمہ : . . . . . (اس نے دو دریا بہائے)

(۸) پھر ان عورتوں کے اوصاف و خصائل بیان کیے

حضرت حوّا کی توبہ — قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا — (سورۂ اعراف آیت ۲۳)
آسیہ زنِ فرعون کا شوق — رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا — (" تحریم آیت ۱۱)
حضرت سارہ کی ضیافت — وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ — (" ھود " ۷۱)
بلقیس کی عقل — إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً — (" النمل " ۳۴)
زوجۂ موسیٰؑ کی حیا — فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي — (" القصص، ۲۵)
حضرت خدیجہؓ کا احسان — وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ — (" الضحیٰ " ۸)
حضرت عائشہ اور حفصہ کیلئے تنبیہ۔ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ — (" الاحزاب " ۳۲)
حضرت فاطمہؑ کی عصمت — وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ — (" آلِ عمران " ۶۱)

(۹) پھر اللہ تعالیٰ نے دس چیزیں دس عورتوں کو عطا کیں

(۱) حضرت حوّا زوجہ حضرت آدمؑ کو توبہ
(۲) حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ کو جمال
(۳) حضرت رحمت زوجہ حضرت ایوبؑ کو عفت
(۴) حضرت آسیہ زنِ فرعون کو حرمت
(۵) حضرت زلیخا زوجہ حضرت یوسفؑ کو حکمت۔
(۶) حضرت بلقیس زوجہ حضرت سلیمانؑ کو عقل
(۷) حضرت برخانہ اُمّ حضرت موسیٰؑ کو صبر
(۸) حضرت مریم اُمّ حضرت عیسیٰؑ کو صفوت
(۹) حضرت خدیجہؓ زوجہ رسول اللہؐ کو رضا و خوشنودی۔
(۱۰) حضرت فاطمہؑ زہرا زوجہ حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کو علم۔

(۱۰) پھر اللہ تعالیٰ نے دس اشخاص کی دعا قبول کی جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا

(۱) حضرت نوحؑ کیلئے — وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ○ (الصّٰفّٰت ۷۵)
(۲) حضرت یوسفؑ کیلئے — فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ (یوسف ۳۴)
(۳) حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کے لیے۔ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا (سورۂ یونس آیت ۸۹)

(۴)	حضرت یونسؑ کے لیے	فَاسْتَجَبْنَالَهٗ	(سورۃ الانبیاء آیت ۸۸)
(۵)	حضرت ایوبؑ کے لیے	فَاسْتَجَبْنَالَهٗ وَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ	(الانبیاء ۸۴)
(۶)	حضرت زکریاؑ کے لیے	فَاسْتَجَبْنَالَهٗ وَوَهَبْنَالَهٗ يَحْيٰى	(الانبیاء ۹۰)
(۷)	مومنین مخلصین کے لیے	اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ	(المومن آیت ۶۰)
(۸)	مضطرین کے لیے	اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ	(النمل آیت ۶۲)
(۹)	دعاء کرنے والوں کے لیے	وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ	(البقرۃ آیت ۱۸۶)
(۱۰)	حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ کیلئے	فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ	(آلِ عمران آیت ۱۹۵)

(۳۵) — لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی تفسیر

سہل بن احمد دینوری نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ "اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" میں لَيْلَة سے مراد جناب فاطمہؑ زہرا ہیں اور قدر سے مراد اللہ ہے۔ پس جس نے جناب فاطمہؑ زہرا کو جو حق پہچاننے کا ہے پہچان لیا تو درحقیقت اس نے لیلۃ القدر کا مفہوم سمجھ لیا، اور جناب فاطمہؑ کو فاطمہؑ اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ ان کی حقیقی معرفت سے دور ہیں۔

(تفسیرِ فرات ابن ابراہیم)

(۳۶) — اِحْدَى الْكُبَرِ کی تفسیر

ابوحمزہ نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول "اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ" (سورہ مدثر آیت ۳۵-۳۶) ترجمہ: (کہ بیشک یہ بڑی نشانیوں میں ایک ہے، بشر کو ڈرانے والی ہے۔) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

(تفسیر علی بن ابراہیم)

(۳۷) — آنحضرتؐ کو دس باتوں کا اندیشہ

قاضی ابومحمد کرخی نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دس باتوں کا اندیشہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے آپؐ کی حفاظت کی بشارت دی۔

(۱) آنحضرتؐ کو فراقِ وطن کی تکلیف کا اندیشہ تھا۔ اِس کے لیے ارشاد ہوا۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ۸۵ (القصص)

ترجمہ: بیشک وہ جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا، وہ تجھے تیری منزل کی طرف ضرور لوٹا دیگا۔

(۲) (۲) آپؐ کو اپنے بعد قرآن کے بدلے جانے (تحریف کیے جانے) کا اندیشہ تھا، جیساکہ گذشتہ کتبِ انبیاءؑ کے ساتھ کیا گیا تو اللہ تعالٰی نے آپؐ کو یہ کہہ کر مطمئن کیا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر آیت ۹)

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں

(۳) آپؐ کو اپنی اُمّت پر عذاب کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ (الانفال آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ اُن پر عذاب نہ کرے گا جبکہ تم اُن میں موجود ہو۔

(۴) آپؐ کو اندیشہ تھا کہ کہیں دینِ اسلام مغلوب نہ ہو جائے۔ تو ارشاد ہوا۔

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (سورۂ برأت آیت ۳۳)

ترجمہ: تاکہ (دینِ حق) کو ہر دین پر غالب کرے

(۵) آپؐ کو اندیشہ تھا کہ میرے بعد مومنین اس دین پر ثابت قدم نہ رہیں گے تو اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اللہ اُن کو حیاتِ دنیا اور آخرت میں قولِ ثابت سے ثابت قدم بناتا ہے۔

(۶) آپؐ کو اپنے دشمنوں کا اندیشہ تھا۔ تو اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ التحریم آیت ۸)

ترجمہ: اُس دن اللہ نبی کو اور ایمان والوں کو رُسوا نہ کرے گا۔

(۷) آپؐ کو شفاعت کی فکر تھی۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ؕ (الضحٰی آیت ۵)

ترجمہ: اور عنقریب تیرا پروردگار تجھے (اس قدر) عطا فرمائے گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

(۸) آپؐ کو اندیشہ تھا کہ میرے بعد میرے وصی کے خلاف فتنہ برپا ہوگا۔ تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۙ (سورہ الزخرف آیت ۴۱)

ترجمہ: پس اگر ہم تجھے لے جائیں تو بھی یقیناً ہم اُن سے بدلہ لینے والے ہوں گے۔

(۹) آپؑ کی یہ خواہش تھی کہ میری خلافت میری اولاد ہی میں قائم و دائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ (سورۃ النور آیۃ ۵۵)

ترجمہ : وہ بالضرور اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

(۱۰) جب آپؐ نے ہجرت اختیار کی تو آپؐ کو اپنی دختر کی فکر تھی، اس لیے آیت نازل ہوئی الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا (آلِ عمران آیت ۱۹۱)

وہ جو اللہ کو اُٹھتے بیٹھتے (بہر حال) یاد کرتے ہیں۔

(۳۸) چار مشہور توبہ کرنے والے

اُسی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے کہ توبہ کرنے والوں کے راس و رئیس (سردار یعنی بہت توبہ کرنیوالے) چار گذرے ہیں۔

(۱) حضرت آدمؑ : جن کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ انھوں نے یہ کہہ کر توبہ کی : رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔ (الاعراف آیت ۲۲)

ترجمہ: (اے ہمارے پروردگار ! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔)

(۲) حضرت یونسؑ کے لیے ہے کہ انھوں نے کہا: اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ (سورۃ الانبیا، آیت ۸۷)

ترجمہ: (یا اللہ !) تو پاک و پاکیزہ ہے، میں ظالمین میں سے ہوں۔

(۳) حضرت داوٗدؑ کے لیے قرآن مجید میں ہے کہ : وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ (ص آیت ۲۴)

ترجمہ: (اور گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر) رکوع میں توبہ کی

(۴) حضرت فاطمہؑ زہرا کیلئے : الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا۔

ترجمہ: (وہ جو اللہ کو اُٹھتے بیٹھتے (بہر حال) یاد کرتے ہیں۔ (آلِ عمران آیت ۱۹۱)

(۳۹) دنیا میں چار صالحہ عورتیں ڈرائی گئیں

(۱) حضرت آسیہ کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں تو اُنھوں نے کہا : رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (سورۃ التحریم آیت ۱۱)

ترجمہ :(اے میرے پروردگار ! میرے لیے جنت میں ایک مکان بنادے۔) کیونکہ حضرت آسیہ کو اُن کے شوہر فرعون نے بہت زیادہ تکالیف پہونچائیں اس بناء پر تنگ آگئیں اور یہ دعا مانگی جو مذکور ہوئی۔

(۲) حضرت مریمؑ لوگوں کے خوف سے بھاگنے لگیں تو آواز آئی : " فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ " (سورۂ مریم ۲۴)

ترجمہ: اور کسی نے اُسے اُس کے نیچے سے پکارا کہ رنجیدہ نہ ہو۔

(۳) حضرت خدیجہؑ نے رسولِ اکرمؐ سے عقد فرمالیا تو تمام اعزاء و اقرباء بالخصوص عورتوں نے آپ سے ملنا جلنا ترک کر دیا۔

(۴) حضرت فاطمہؑ زہرا، جن کو بعدِ حضرت رسولِ اکرمؐ اس قدر ایذائیں پہونچائی گئیں کہ آپ نے فرمایا "کیا میرے بابا رسولؐ نہ تھے، کیا اُن کی اولاد کی حفاظت مسلمانوں پر واجب نہ تھی؟ تم لوگ کتنی جلدی ہم سے پھر گئے۔" (اِس کے بعد بھی مظالم کم نہ ہوئے تو آپ نے اپنے بابا کو مخاطب کر کے فرمایا "بابا! آپؐ کے بعد مجھ پر اتنے مصائب آپؐ کی اُمّت نے ڈھائے کہ اگر وہ مصائب دنوں پر پڑتے تو رات میں تبدیل ہو جاتے۔)

(۴۰) == دُعائے نُور

مہج الدعوات میں سلمان فارسیؒ سے منقول ہے

اُن کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے دس دن بعد میں اپنے گھر سے باہر نکلا تو اتفاقاً سرِ راہ حضرت علی علیہ السّلام سے ملاقات ہوگئی جب اُن کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا۔ سلمان! تم نے بھی بعدِ وفاتِ رسول اللہؐ مجھ پر ظلم کیا۔

میں نے عرض کیا یا مولا ابوالحسن! یہ ممکن ہی نہیں کہ میں آپؑ پر ظلم کروں، بات صرف اتنی ہے کہ مجھ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا اثر اور حزن و ملال طویل ہوگیا، اسی لیے آپ حضرات کی زیارت سے محروم رہا اور حاضرِ خدمت نہ ہوسکا۔

آپؑ نے فرمایا، سلمانؓ! اچھا اب میرے ہمراہ گھر چلو۔ دخترِ رسولؐ تم کو بہت یاد کرتی ہیں اور تمھیں جنّت کا ایک تحفہ دینا چاہتی ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ، کیا بعدِ وفاتِ رسول اللہؐ بھی بنتِ رسولؐ اللہ کے پاس جنّت کے تحفے آتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا، ہاں ہاں، ابھی گذشتہ شب ہی تحفہ آیا ہے۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں بڑی تیزی کے ساتھ بنتِ رسولؐ اللہ کے درِ دولت پر پہونچا اور بعدِ اجازت اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں اور ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے ہیں کہ اگر سر ڈھانپتی ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پاؤں ڈھانپتی ہیں تو سر کھل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے

بہرحال، مجھے دیکھ کر بنتِ رسولؐ نے اپنا سر اچھی طرح ڈھانپ لیا اور مشفقانہ انداز میں شکایت کی کہ: سلمانؓ! تم نے بھی بابا کی وفات کے بعد ہم پر ظلم کیا۔

میں نے عرض کیا، شہزادی! بھلا میں، اور آپ پر ظلم کروں، یہ کیسے ممکن ہے؟

آپ نے فرمایا، پھر ہمارے پاس آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ اچھا، بیٹھو، اور جو واقعہ میں بیان کرتی ہوں اس کو بغور سنو۔

کل شب کو میں اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی، گھر کا دروازہ بالکل بند تھا، اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اب تو ہم سے وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا اور فرشتوں کی آمد و رفت بھی بالکل بند ہو جائے گی۔ یہ خیال دل میں آتے ہی گھر کا دروازہ کھلا اور تین خوبرو لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ ایسی خوبصورت کہ اُس حُسن و جمال کی لڑکیاں میری نظر سے کبھی نہیں گذریں۔ اُن کے جسم سے خوشبو کی مہک آرہی تھی۔ انھیں دیکھ کر میں کھڑی ہو گئی اور اُن سے پوچھا کہ تم سب مکّے کی رہنے والی ہو یا مدینے کی؟

اُنھوں نے جواب دیا، نہ ہم مکّے کی رہنے والی ہیں نہ مدینے کی، بلکہ ہم تو جنّت کی حور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دارالسّلام سے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اے بنتِ محمدؐ! ہمیں آپ کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔

میں نے اُن میں سے جو ذرا سن رسیدہ معلوم ہوتی تھی، ایک سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟

اُس نے کہا، میرا نام مقدودہ ہے۔

میں نے پوچھا، تمہارا نام مقدودہ کیوں رکھا گیا ہے؟

اُس نے جواب دیا، اس لیے کہ میں مقدادؓ بن الاسود کندی صحابیٔ رسولؐ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

میں نے دوسری سے پوچھا، تمھارا کیا نام ہے؟

اُس نے کہا، میرا نام ذرہ ہے۔

میں نے پوچھا، تمھارا نام ذرہ کیوں رکھا گیا ہے؟ تم تو میری نظر میں بڑی قدر و منزلت والی معلوم ہوتی ہو۔

اُس نے کہا، اس لیے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوذرؓ صحابیٔ رسولؐ کیلئے پیدا کیا ہے۔

میں نے تیسری سے پوچھا، اور تمھارا کیا نام ہے؟

اُس نے کہا، میرا نام سلمیٰ ہے۔

میں نے پوچھا، تمھارا نام سلمیٰ کیوں رکھا گیا ہے؟

اُس نے جواب دیا، میرا نام سلمیٰ اس لیے رکھا گیا کہ میں آپ کے والد کے غلام سلمان فارسی کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

اِس کے بعد اُنھوں نے میرے سامنے کچھ خرمے تحفے کے طور پر رکھے جو بہت بڑے بڑے، برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔

پھر بنتِ رسولؐ نے چند خرمے اُن میں سے مجھے دیے اور فرمایا، اے سلمان! تم شام کو ان خرموں سے افطار کرنا اور کل جب آؤ تو ان کی گٹھلیاں بھی لیتے آنا۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں نے وہ رُطب آپ سے لے لیے اور گھر واپس جانے لگا راہ میں اصحابِ رسولؐ میں جن سے بھی ملاقات ہوتی وہ یہی پوچھتے:

اے سلمانؓ! کیا تمھارے پاس مشک ہے؟

میں کہہ دیتا، ہاں۔

الغرض میں نے اُن ہی خرموں سے افطار کیا، مگر اُن میں کوئی گٹھلی نہ تھی۔ دوسرے دن جب میں بنتِ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ آپ نے جو تحفہ مجھے عنایت فرمایا تھا میں نے اُسی سے افطار کیا، مگر اُن گٹھلیاں نہ تھیں۔

آپ نے فرمایا، اے سلمانؓ! اس رُطب میں گٹھلی نہیں ہوتی۔ یہ اُس درخت کے پھل ہیں جسے اللہ نے دارالسّلام (جنت) میں اپنے ایک کلام کے ساتھ نصب کیا ہے اور اُس کلام کی میرے پدرِ بزرگوار نے مجھے تعلیم بھی دی ہے۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپ نے مجھے بھی وہ دعا تعلیم فرمائی، جو یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ هُوَ مُدَبِّرُ الْاُمُوْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ وَاَنْزَلَ النُّوْرَ عَلَى الطُّوْرِ فِيْ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ بِقَدَرٍ مَّقْدُوْرٍ عَلٰى نَبِيٍّ مَّحْبُوْرٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هُوَ بِالْعِزِّ مَذْكُوْرٌ وَبِالْفَخْرِ مَشْهُوْرٌ وَعَلَى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ مَشْكُوْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ مندرجہ بالا دعا، اُن معظمہ نے مجھے تعلیم فرمائی اور بخدا یہ دعا، میں نے اہلِ مکّہ و مدینہ میں سے تقریباً ایک ہزار اُن لوگوں کو تعلیم کی جن کو بخار آ رہا تھا اور وہ سب بحکمِ خدا صحت یاب ہو گئے۔ (مہج الدعوات)

(۴۱) تعظیمِ دختر

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فاطمہؑ میرا ایک جُز ہے اس کی خوشی میری خوشی ہے اس کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ فاطمہؑ مجھ کو ساری دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ (مناقب، مجالس مفیدؒ، امالی مفیدؒ)

• مستدرک حاکم میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، فاطمہؑ میری ایک شاخ ہے جو چیز اس کو رنجیدہ کرتی ہے وہی مجھے بھی رنجیدہ کرتی ہے جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہی مجھے بھی خوش کرتی ہے۔ (مستدرک حاکم)

• ایک مرتبہ سہل بن عبداللہ، عمر بن عبدالعزیز کے پاس آکر بولا، آپ کی قوم کو شکایت ہے کہ آپ ان لوگوں پر اولادِ فاطمہؑ کو ترجیح و اولیت دیتے ہیں۔

اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے کئی باوثوق صحابہ کرام سے سُنا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "فاطمة بضعة منی یرضینی ما ارضاها ویسخطنی ما اسخطها" (فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے اس کی رضا میری رضا ہے اور اس کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔)

پس اے سہل! میرے لیے یہی مناسب ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل کروں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی رضا بعینہٖ فاطمہؑ کی رضا ہے اور فاطمہؑ کی رضا اُن کی اولاد کی رضا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؑ کی مسرت سے مسرور ہوتے ہیں اور اُن کے رنج سے رنجور ہوتے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قسم کی احادیث حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ اگر آپ اُن لوگوں میں سے ہوتیں جن سے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں تو آپؐ کو ہر اذیت دینے والی چیز آنحضرتؐ کو ہمیشہ اذیت دہندہ نہیں ہوسکتی تھی بلکہ فعلِ بد کی آپؐ مذمت فرماتے اور حد شرعی کے جاری ہونے پر آپؐ خوش ہوتے۔

ابو ثعلبہ خشنی کی روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر جاتے اور جب آپؐ اُن کے پاس پہونچتے تو حضرت فاطمہ زہراؑ آپؐ کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتیں باپ کو گلے لگاتیں اور پیشانی کو بوسہ دیتی تھیں۔

• ابنِ موذن نے اربعین میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر سے روایت کی ہے اور سمعانی نے اپنی کتاب فضائل میں عکرمہ سے، ان دونوں نے کہا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ سے واپس آتے تو پہلے حضرت فاطمہؑ زہرا کے گھر تشریف لے جاتے اور اُن کی پیشانی کے بوسے لیتے۔

• لوگوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آنحضرتؐ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوتے اُن کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اُنھیں اپنی جگہ بٹھلاتے اور جب کبھی آنحضرتؐ اُن کے پاس تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہؑ زہرا آپؐ کا استقبال فرماتیں اور دونوں ایک دوسرے کی پیشانی کو بوسہ دیکر ایک ساتھ بیٹھ جاتے۔

• ابو السعادات نے اپنی کتاب فضائلِ عشرہ میں ابن موذن نے اپنی کتاب اربعین میں، دونوں ہی اپنے اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ابنِ عمر نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو سب کے آخر میں فاطمہؑ زہرا سے مل کر جاتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لے جاتے۔ اگر حضرت فاطمہؑ زہرا کو بارگاہِ خداوندی میں شرف اور فضلِ عظیم حاصل نہ ہوتا تو آنحضرتؐ ایسا کبھی نہ کرتے کیونکہ آپؑ آنحضرتؐ کی اولاد تھیں اور اللہ نے اولاد کو والد کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور آنحضرتؐ کا یہ عمل حکمِ الٰہی کے بر عکس ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ فاطمہؑ زہرا کی تعظیم اولاد ہونے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ اُس مرتبے کی وجہ سے کرتے تھے جو حضرت فاطمہؑ زہرا کو بارگاہِ خداوندی میں حاصل تھا۔

• ابو سعید خذری کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ ایک دن آنحضرتؐ حضرت فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لے گئے۔ آپؑ اس وقت نماز میں مشغول تھیں، مگر جونہی آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سُنی، نماز تمام کر کے مصلّیٔ عبادت سے اُٹھیں، بابا کے سامنے آکر سلام عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک فاطمہؑ زہرا کے سر پر رکھا اور پوچھا، بیٹی! کیسا مزاج ہے؟ اللہ تم پر رحم فرمائے ہمیں کھانا کھلاؤ، اللہ تمھیں بخش دے اور اللہ تو تمھیں بخشے ہوئے ہی ہے۔

• کتاب اخبارِ فاطمہؑ میں ابو علی صولی سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لے گئے۔ بیٹی نے باپ کے سامنے جَو کی سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا لاکر رکھ دیا۔ آپؐ نے اُسے تناول فرمایا، پھر کہا، بیٹی! یہ پہلی غذا ہے جو تمہارے بابا نے تین دن کے بعد کھائی ہے۔ یہ سن کر بیٹی رونے لگی اور آپؐ نے اُن کے آنسو پونچھے۔ (امالی شیخ مفید)

• عائشہ بنت طلحہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاطمہؑ سے زیادہ کسی شخص کی گفتار کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گفتار سے مشابہ نہیں پایا۔ یہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آتی تھیں تو آپؐ انھیں خوش آمدید کہتے، اُن کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیتے، اپنی جگہ چھوڑ کر اُن کو بٹھاتے تھے۔ اسی طرح جب آنحضرتؐ فاطمہؑ کے پاس تشریف لے جاتے تو فاطمہؑ آپؐ کو خوش آمدید کہتیں، اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ چھوڑ کر آپؐ کو بٹھاتی تھیں۔

جب آنحضرتؐ مرضِ موت میں مبتلا ہوئے تو فاطمہؑ زہراؑ آئیں آپؐ نے اُن کے کان میں کوئی بات کہی، فاطمہؑ زہراؑ رونے لگیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کو روتا دیکھ کر پھر اُن کے کان میں کوئی بات کہی، آپ ہنسنے لگیں۔

میں نے پوچھا، اے فاطمہؑ! آنحضرتؐ نے آپ سے پہلے کیا فرمایا تھا کہ آپ رونے لگیں اور بعد کو کیا فرمایا کہ آپ ہنسنے لگیں۔

آپ نے کہا، یہ ایک راز کی بات ہے جسے میں فاش نہ کروں گی۔

آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد میں نے فاطمہؑ زہراؑ سے پھر پوچھا، تمھارے بابا نے تم سے کیا فرمایا تھا؟

اُنھوں نے کہا، پہلے تو میرے بابا نے فرمایا تھا کہ بیٹی! اب میں دنیا سے جانے والا ہوں، یہ سُن کر میں رونے لگی، پھر فرمایا۔ اے بیٹی! مگر میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملاقات کروگی۔

یہ سُن کر میں ہنسنے لگی۔ (امالی شیخ مفید)

• بعض کتبِ مناقب نے اپنے اسناد کے ساتھ اسامہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت علیؑ اور حضرت عبّاس کی طرف سے ہو کر گذرا، وہ دونوں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے مجھ سے کہا، اے اُسامہ! ذرا جاکر رسولِ مقبولؐ سے پوچھ کر آؤ کہ ہمیں حاضری کی اجازت ہے؟

اُسامہ کا بیان ہے کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! حضرت علیؑ و عبّاسؓ آپؐ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، تمھیں معلوم ہے کہ وہ دونوں کیوں آنا چاہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا، نہیں، واللہ مجھے نہیں معلوم۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں آنا چاہتے ہیں۔ اچھا اُنھیں بلا لو۔

الغرض، وہ دونوں آئے، آنحضرتؐ کو سلام کیا، بیٹھ گئے اور عرض کیا:
یا رسول اللہ! آپؐ کے اہلِ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب آپؐ کے نزدیک کون ہے؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا، فاطمہؑ۔

• کتاب ابو اسحاق ثعلبی میں ہے کہ جمیع بن عمیر نے اپنی پھوپی سے روایت کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا، بتائیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص کون تھا۔؟
اُنھوں نے کہا، فاطمہؑ۔
میں نے کہا، میرا سوال تو مردوں کے متعلق ہے۔
اُنھوں نے کہا، فاطمہؑ کے شوہر۔ وہ جب اور جس وقت بھی آتے رسول اللہؐ اُن سے ملاقات کے لیے منع نہیں فرماتے تھے۔ خدا کی قسم جہاں تک میں جانتی ہوں میں نے اُن سے بڑا روزے دار، اُن سے بڑا غازی اور اُن سے بڑا پاکباز نہیں دیکھا۔ جو کچھ کہتے خدالگتی کہتے، اُن کی کوئی بات اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہوتی تھی۔

• حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبتک اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو پیار نہ کر لیتے، سوتے نہ تھے۔

• حضرت جعفر بن محمدؑ علیہ السلام سے بھی یہی روایت ہے کہ آنحضرتؐ جبتک اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو پیار نہ کر لیتے، سوتے نہ تھے۔

• ایک روایت میں ہے۔ ایک مرتبہ محمدؐ بن ابی بکر سے کسی نے پوچھا: کیا انبیاءؑ کے علاوہ کسی اور سے بھی ملائکہ نے کبھی بات کی ہے؟
اُنھوں نے جواب دیا، ہاں۔ حضرت مریمؑ و حضرت سارہ نبی نہیں تھیں، مگر دونوں نے ملائکہ سے بات بھی کی اور اُنھیں دیکھا بھی۔ اسی طرح حضرت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ بھی محدثہ تھیں اور آپ ملائکہ سے باتیں کیا کرتی تھیں، مگر نبی نہیں تھیں۔

• نیز حضرت امِ سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا شکل و صورت میں بالکل رسول اللہؐ سے مشابہ تھیں۔

(۴۲) جنابِ فاطمہؑ زہرا پر درود کا ثواب؟

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ فاطمہؑ زہرا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹی! جس نے

تجھ پر درود بھیجا، اُس کو اللہ بخش دے گا۔ اور جنت میں جہاں بھی میں ہوں گا، اللہ اُسی جگہ لا کر اُس کو مجھ سے ملحق کرے گا۔

(۴۳) حضرت فاطمہؑ کا زُہد

حضرت امام علی الرضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے اور اُنھوں نے حضرت امام زین العابدین علی بن الحسینؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے، اُنھوں نے فرمایا کہ اسماء بنتِ عمیس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی جدّۂ ماجدہ کی خدمت میں حاضر تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؑ کے گلے میں ایک سونے کا طوق (نیکلس) تھا جسے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مالِ فئی (فے) کے حصّے سے آپؑ کے لیے خریدا تھا، آنحضرتؐ نے دیکھا، تو فرمایا: بیٹی! اس میں کوئی ہرج تو نہیں ہے لیکن کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمدؐ کی بیٹی بھی اب شاہانہ لباس پہننے لگی۔

یہ سُن کر حضرت فاطمہؑ زہرا نے وہ طوق اُتار کر فروخت کر دیا، پھر اُس کی قیمت سے ایک کنیز خریدی اور اُسے آزاد کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت مسرور ہوئے۔

(صحیفۃ الرضا)

(۴۴) حضرت فاطمہؑ سے بڑھ کر کوئی عبادت گذار نہ تھا

حضرت امام حسن علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ دنیا میں میری مادرِ گرامی حضرت فاطمہؑ زہرا سے زیادہ عبادت گذار کوئی اور عورت نہ تھی۔ آپ عبادتِ الٰہی میں اتنی دیر تک کھڑی رہتی تھیں کہ آپ کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

(۴۵) حضرت فاطمہؑ محدّثہ تھیں

علل الشرائع میں ہے۔ ایک مرتبہ محمد بن ابی بکر سے سوال کیا گیا کہ فرشتے انبیاءؑ کے علاوہ کسی اور سے بھی کلام کرتے ہیں؟

اُنھوں نے کہا سنو! حضرت مریمؑ نبی تو نہ تھیں مگر محدّثہ تھیں (فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں) اُمِ موسٰیؑ بن عمران نبی نہ تھیں، جناب سارہ زوجۂ حضرت ابراہیم نبی نہ تھیں مگر اُنھوں نے فرشتوں کو دیکھا، ان کو فرشتوں نے اسحاق کے پیدا ہونے کی اور اُن کے بعد یعقوب کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ اسی طرح فاطمہؑ بنت رسولؐ بھی اگرچہ نبی نہ تھیں، مگر فرشتے ان سے باتیں کیا کرتے تھے

(علل الشرائع)

• شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی گذری ہیں جن سے فرشتوں نے باتیں کیں، وہ محدّثہ تھیں، وہ نبی یا رسولؑ نہ تھیں۔

(۴۶) جفر، جامعہ اور مصحفِ فاطمہؑ کسے کہتے ہیں

کتاب بصائر الدرجات میں مرقوم ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جفر کے متعلق سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ بیل کی کھال پر تحریر شدہ ایک کتاب ہے جس میں علم ہی علم بھرا ہوا ہے۔

کسی نے پوچھا اور جامعہ کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ کا ہے۔ وہ بھی کھال ہی پر تحریر ہے اور اونٹ کی ران کی طرح لپٹا ہوا ہے۔ اُس میں ہر اُس چیز کا ذکر ہے جس کی انسان کو احتیاج ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس میں نہ ہو، یہاں تک کہ ایک خراش کے خونبہا تک کا ذکر اس میں موجود ہے۔

پھر سائل نے دریافت کیا، اور مصحفِ فاطمہؑ کیا ہے؟

اس سوال پر آپؑ دیر تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا، تم لوگ بلا ضرورت بھی سوال کیا کرتے ہو۔ اچھا، سنو! حضرتِ فاطمہؑ زہرا وفاتِ رسولؐ کے بعد پچھتّر دن زندہ رہیں اس عرصے میں وہ بہت مغموم و محزون رہا کرتی تھیں تو جبریلِ امین آپ کی خدمت میں آیا کرتے اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام و مراتب اور اُن کے حالات کو بیان کر کے آپ کے دل کو تسلّی دیا کرتے، اور اُن کی ذرّیت پر جو کچھ قیامت تک گذرنے والا ہے اس کی خبر دیتے اور یہ تمام باتیں حضرت علی علیہ السلام لکھ لیا کرتے تھے۔ اسی مجموعہ کا نام مصحفِ فاطمہؑ ہے۔

(بصائر الدرجات)

(۴۷) مصحفِ فاطمہؑ کسے کہتے ہیں

حمّاد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ۱۲۸ھ میں زنادقہ ظاہر ہوں گے، یہ بات میں نے مصحفِ فاطمہؑ میں لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا، مصحفِ فاطمہؑ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفات پائی تو حضرت فاطمہ زہرا کو اتنا صدمہ ہوا کہ جس کا اندازہ اور علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ آپ کے پاس بھیجا تاکہ آپ کو تسلی دیتا رہے اور باتیں کرکے اُن کا جی بہلائے۔ حضرت فاطمہؑ زہرا نے یہ بات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو بتائی۔

آپؑ نے فرمایا کہ اچھا، جب فرشتے کے آنے کی آہٹ سنا کرو تو مجھے بتا دیا کرو۔

چنانچہ جب وہ آتا تو حضرت فاطمہؑ زہرا بتا دیا کرتیں اور حضرت علی علیہ السلام اُس کی ساری گفتگو کو لکھتے جاتے، یہانتک کہ اُس سے ایک مصحف تیار ہوگیا جس میں مسائلِ حرام وحلال تو نہیں ہیں مگر اس کے علاوہ وہ سب واقعات ہیں جو قیامت تک رونما ہونے والے ہیں اور ان کی تفصیل ہے۔ (بصائر الدرجات)

- کتاب کافی میں بھی احمد بن محمد سے اسی کے مثل روایت ہے۔
- علاّمہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان واقعات کے علاوہ میں نے

حضرت فاطمہؑ زہرا کے بہت سے فضائل آپ کی سیرت اور مناقب "بابِ غصبِ فدک" اور "بابِ فضائلِ اصحابِ کساء" میں تحریر کردیے ہیں۔

تفسیرِ ثعلبی میں اپنے اسناد کے ساتھ مجاہد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑا، باہر آئے اور اصحاب سے فرمایا، سنو! جو اس کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے، جو نہیں پہچانتا اُس کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مجھ محمدؐ کی بیٹی ہے یہ میرا ایک جزء ہے۔ یہ میرا وہ دل ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان دھڑک رہا ہے جس نے اس کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی۔ جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی۔ (تفسیر ثعلبی، کتاب المحتضر)

(۴۸) جنابِ فاطمہؑ زہرا قاضی شریک کی نظر میں

عقد الفرید ابن عبدربہ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مہدی عباسی نے خواب میں دیکھا کہ قاضی شریک اُس کی طرف سے منھ پھیرے ہوئے ہے۔ مہدی نے یہ خواب اپنے وزیر ربیع سے بیان کیا۔

ربیع نے کہا، اس کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کا مخالف ہے کیونکہ وہ فاطمیؑ محض ہے۔

مہدی عباسی نے حکم دیا کہ قاضی شریک کو بلاؤ۔

جب قاضی آیا، تو مہدی عباسی نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم فاطمی ہو؟
شریک نے جواب دیا، خدا نہ کرے کہ آپ غیر فاطمی ہوں۔ البتہ، اگر آپ کی مراد فاطمہ بنتِ کسریٰ سے ہے تو یہ دوسری بات ہے۔
مہدی عباسی نے کہا، نہیں، میری مراد فاطمہؑ بنتِ محمدؐ سے ہے۔
شریک نے کہا، کیا آپ ان پر لعنت کر سکتے ہیں؟
خلیفہ مہدی عباسی نے کہا، معاذ اللہ، ہر گز نہیں۔
قاضی شریک بولا، پھر اُس شخص کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو اُن پر لعنت کرتا ہو؟
خلیفہ مہدی عباسی نے کہا، ایسے شخص پر اللہ کی لعنت۔
قاضی شریک نے کہا، پھر اُس پر (یعنی ربیع پر) لعنت کیجیے۔
یہ سُن کر ربیع بولا، نہیں نہیں یا امیر المومنین! واللہ میں اُن پر لعنت نہیں کرتا۔
شریک نے کہا، اے بے شرم! تو پھر تُو مردوں کے مجمع میں سیدۃ نساء عالمین دخترِ سید المرسلین کا تذکرہ ہی کیوں کرتا ہے۔
خلیفہ مہدی نے کہا، تو پھر میرے اُس خواب کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟
قاضی شریک نے جواب دیا، آپ کا خواب نہ حضرت یوسفؑ کا خواب ہے جو سچا ہو اور نہ کسی خواب کی بِنا پر کوئی خون حلال ہو سکتا ہے۔

• ایک شخص گرفتار کر کے فضل بن ربیع کے پاس لایا گیا جو جناب فاطمہؑ زہرا کو ناسزا کہتا تھا۔
فضل نے ابنِ غانم سے کہا، بتاؤ تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟
ابنِ غانم نے جواب دیا کہ اس پر حدِ شرعی واجب ہے۔
فضل نے کہا، حضرت فاطمہؑ زہرا تمھاری ماں ہیں تم ہی اس پر حد جاری کرو۔
چنانچہ اُس شخص کو ایک ہزار تازیانے لگائے گئے پھر سرِ راہ سولی دیدی گئی۔

(۴۹) میدانِ حشر میں جناب فاطمہؑ کی سواری انتظام

ابنِ خالویہ کی کتاب "الآل" میں ہے کہ حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام کے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی باطنِ عرش سے ندا دے گا: یا معشر الخلائق

غُضُّوا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ "اے اہلِ محشر! اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو تا اینکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کی سواری یہاں سے گذر جائے۔"

• ابنِ عرفہ نے اپنے رجال کے حوالے سے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "قیامت کے دن ایک منادی باطنِ عرش سے ندا دے گا کہ اے اہلِ محشر! اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ زہرا کی سواری پُلِ صراط سے گذر جائے۔" اس کے بعد فاطمہؑ زہرا کی سواری گذرے گی اُن کی سواری کے جِلَو میں ستّر ہزار حوریں کنیزوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گی۔

• اسی کتاب میں نافع بن ابی الحمراء سے روایت ہے کہ میں نے آٹھ ماہ تک یہ مسلسل دیکھا کہ جب جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صبح کی نماز کے لیے گھر سے مسجد تشریف لے جاتے تو پہلے جناب فاطمہؑ زہرا کے دروازے پر جاتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اِنَّمَا یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا

(۵۰) غیب سے سواری کا انتظام

مالک بن دینار سے روایت ہے کہ قافلۂ حج کو وداع کرنے کی جگہ میں نے ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ ایک نحیف ولاغر اونٹ پر سوار تھیں اور لوگ انھیں ایسے لاغر ونحیف اونٹ پر سفر کرنے سے منع کر رہے تھے۔ لیکن اُنھوں نے کسی کا کہنا نہ مانا اور ہمارے ساتھ چل پڑیں۔ جب ہم ریگستان کے بیچ میں پہونچے تو ان معظمہ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا۔ تو وہ اونٹ سے اُتر پڑیں اور آسمان کی طرف رُخ کرکے بولیں، پروردگارا! نہ تو تُو نے مجھے میرے گھر رہنے دیا اور نہ اپنے گھر تک پہونچایا۔ تیرے عزّت وجلال کی قسم، اگر میرے ساتھ یہ حرکت کوئی اور کرتا تو میں اُس کی شکایت تجھ سے کرتی لیکن اب تیری شکایت کس سے کروں؟

راوی کا بیان ہے کہ ابھی اُن کی یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اُس بیابان میں نمودار ہوا، اُس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی وہ سیدھا ان معظمہ کے پاس پہونچا اور بولا، اس اونٹ پر سوار ہو جائیے۔

وہ سوار ہو گئیں اور وہ اونٹ بجلی کی طرح چل دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل

ہوگیا۔ جب ہم مکّہ پہونچے اور خانۂ خدا کے طواف کو حاضر ہوئے تو دیکھا کہ معظّمہ مشغولِ طواف ہیں۔ میں نے اُن کو قسم دیکر پوچھا۔ بتائیے آپ کون ہیں ؟

اُنھوں نے جواب دیا، میں شہرہ بنتِ مسکہ بنتِ فضہؒ کنیزِ فاطمہ زہراؑ ہوں۔

(مناقب ابنِ شہر آشوب)

۵۱ آپؑ کی خادمہ اُمِّ ایمن کے لیے آسمان سے پانی کا ڈول نازل ہونا

کتاب الخرائج والجرائح میں حضرت اُمِ ایمن سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے انتقال کے بعد میں نے قسم کھائی کہ اب میں مدینہ میں نہ رہوں گی۔ اس لیے کہ اب اُن مقامات کو جن کا تعلق حضرت فاطمہؑ سے تھا (خالی) نہیں دیکھ سکتی۔ چنانچہ میں نے مدینہ چھوڑا اور مکّہ کی سمت روانہ ہوگئی۔ درمیانِ راہ مجھے سخت پیاس لگی۔ میں نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا :

"پالنے والے ! میں جناب فاطمۂ زہرا کی خادمہ ہوں، مجھے پیاس مارے ڈال رہی ہے۔"

یہ دعا پوری ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا بھرا ہوا ایک ڈول نازل فرمایا۔ میں نے اُسے پیا اور سات سال تک مجھے کھانے اور پینے کی احتیاج نہ رہی۔

چنانچہ، لوگ اُنھیں سخت سے سخت گرمی کے دنوں میں اپنے کاموں کے لیے بھیج دیا کرتے اور اُنھیں پیاس نہیں لگتی تھی۔ (الخرائج والجرائح)

۵۲ معجز نما پیالہ

حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے، آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہراؑ سے ارشاد فرمایا۔ بیٹی ! اُٹھو ! اور وہ کاسہ نکال لاؤ۔

جنابِ فاطمہؑ زہرا اُٹھیں اور وہ کاسہ اُٹھا لائیں جس میں ثرید تھا اور اس میں سے خوشبو مہک رہی تھی اور اُس کاسے (پیالے) سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ، جناب فاطمہ زہراؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہم السّلام نے تیرہ دن تک مسلسل کھایا۔ ایک دن اُمِ ایمن نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہاتھ میں اس کھانے کو دیکھ لیا تو پوچھا : شہزادے ! یہ آپؑ کے ہاتھ میں کیا ہے ؟

حضرت امام حسینؑ نے جواب دیا، یہ کھانا ہم کئی دن سے کھا رہے ہیں۔

یہ سن کر اُمِ ایمن جناب فاطمہ زہرا کے پاس آئیں اور بولیں، بنتِ رسولؐ! جب ہمارے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو میں آپ سے اور آپ کے بچوں کے کھلانے سے دریغ نہیں کرتی، پھر اس کھانے کے کھلانے میں آپ نے مجھ سے کیوں دریغ کیا ہے؟

جناب فاطمہ زہرا نے مروّت میں آکر اُس کھانے میں سے تھوڑا سا اُمِ ایمن کو بھی دیدیا جس کے بعد اس پیالے کا کھانا ختم ہوگیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیٹی! اگر تم نے اس میں سے اُمِ ایمن کو نہ کھلایا ہوتا تو تم اور تمھاری ذرّیت تا قیامت اس میں سے کھاتی رہتی اور وہ ختم نہ ہوتا۔ مگر وہ پیالہ اب بھی ہمارے پاس موجود ہے اور قائمِ آلِ محمدؐ اُسے لیکر اپنے زمانہ میں ظہور کریں گے۔ (کافی)

(۵۳) شاہِ حبش کی بھیجی ہوئی چادر

کتاب "ما نزل من القرآن الحکیم فی النبی واھل بیتہ" تالیف محمد بن عباس بن علی بن مروان میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شاہِ حبش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سونے کے تاروں سے بُنی ہوئی ایک قیمتی چادر ہدیتہً بھیجی۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، یہ چادر میں اُس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس سے محبت کرتے ہوں گے۔

یہ سن کر اصحابِ پیغمبرؐ نے اپنی گردنیں اونچی کرلیں کہ دیکھیں یہ فضیلت کس کی قسمت میں ہے۔ اتنے میں آنحضرتؐ نے آواز دی "اَینَ علی" علی کہاں ہیں؟

یہ سنتے ہی عمّارِ یاسر دوڑتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہونچے اور انھیں اپنے ساتھ لیکر فوراً واپس آئے۔ آنحضرتؐ نے وہ بیش قیمت چادر حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ اے علی! تم ہی اس چادر کے اہل ہو۔

حضرت علیؑ اُس چادر کو لیکر مسجد سے باہر تشریف لائے اور آپؑ نے اس چادر کو پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک پارچہ (دھجی) تمام مہاجرین والانصار میں تقسیم فرما دیا اور خالی ہاتھ اپنے گھر واپس آئے۔

دوسرے دن آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا، اے ابوالحسن! کل تمھیں تین ہزار مثقال سونا ملا ہے لہٰذا میں کل تمام مہاجرین والانصار کے ساتھ کھانا تمھارے گھر کھاؤں گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ ! بسر وچشم منظور ہے۔

دوسرے دن آنحضرتؐ اپنے ساتھ مہاجرین و انصار کو لیکر حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر پہونچے اور دستک دی۔

حضرت علی علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائے تو مجمع کو دیکھ کر سب کو اندر بلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب اصحاب کے ساتھ داخلِ خانۂ علیؑ ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام کو ناداری کا احساس تھا اسی لیے آپؑ حجرۂ جناب فاطمہؑ زہرا میں سب کو لیکر داخل ہوئے تاکہ انھیں بھی صورتِ حال سے آگاہ فرمائیں، لیکن آپؑ نے دیکھا کہ وہاں پر بہترین کھانوں سے بھرا ہوا ایک طبق رکھا ہوا تھا جس میں سے گرم گرم کھانے کی بہترین خوشبو مہک رہی تھی جو وافر مقدار میں تھا۔ چنانچہ آپؑ نے وہ طبق بعینہٖ لاکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اُٹھ کر حجرۂ فاطمہؑ زہرا میں تشریف لیگئے اور ارشاد فرمایا، اے بیٹی ! یہ اتنا عمدہ اور خوشبودار کھانا کہاں سے آیا ہے ؟

جنابِ فاطمہؑ زہرا نے جواب میں عرض کیا: ھو من عند اللہ اِنَّ اللہ یرزق من یشاءُ بغیر حساب۔ (بابا ! یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اس دنیا سے نہیں اُٹھایا تا اینکہ میں نے اپنی بیٹی کا وہ شرف بھی دیکھ لیا جو حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ بنتِ عمران کا دیکھا تھا۔ (فردوس الاخبار)

(۵۴) — چادرِ جنابِ سیدہ کے ذریعے یہودی اسلام لے آئے

کتاب الخرائج والجرائح میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے کچھ جَو قرض لیے اور اُس کے پاس حضرت فاطمہؑ زہرا کی چادر رہن رکھ دی۔ اس یہودی نے وہ چادر اُٹھا کر ایک کوٹھری میں رکھ دی۔ اتفاقاً اُس یہودی کی زوجہ کسی کام سے اُس کوٹھری میں گئی۔ دیکھا کہ اُس کے اندر ایک عجیب طرح کا نور ساطع ہو رہا ہے۔

یہ دیکھتے ہی وہ اُلٹے پاؤں واپس ہوئی اور اپنے شوہر سے یہ ماجرا بیان کیا۔ یہودی کو بھی بڑی حیرت ہوئی۔ وہ بھول گیا تھا کہ اس نے وہاں پر چادرِ جناب فاطمہؑ زہرا لاکر رکھدی تھی۔ وہ بھی

دوڑتا ہوا اس کوٹھری (حجرے) کی طرف گیا، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حجرے میں نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ بہت متعجب ہوا اور غور کیا کہ اس حجرہ کو منور کرنے کا سبب کیا ہے۔ معاً خیال آیا کہ چادر جو حضرت علی علیہ السلام اُس کے پاس رہن رکھ کر گئے تھے اسی حجرے میں ہے۔ اب جو غور سے دیکھا تو وہ نور جس سے تمام حجرہ منور ہو گیا ہے اُسی چادر سے ضیا پاشی کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ یہودی اپنے اقرباء کے پاس دوڑا ہوا پہونچا اور اس کی زوجہ اپنے اقرباء کے پاس گئی۔ دونوں کے اقرباء جمع ہو گئے جو تقریباً اسّی نفوس پر مشتمل تھے، انھوں نے بھی معجزہ دیکھا اور سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (الخرائج والجرائح)

(۵۵) جناب سیدہ کا ایک اور معجزہ

کتاب الخرائج والجرائح میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ یہودیوں کے یہاں کسی کے گھر شادی تھی وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی: اے محمدؐ! ہم آپؐ کے پڑوسی ہیں ہمارا بھی کچھ حق ہے اس لیے ہماری درخواست ہے کہ آپؐ اپنی دختر فاطمۃ زہرا کو شادی میں شرکت کے لیے بھیج دیں تاکہ اُن کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے بزمِ عروسی کی رونق میں اضافہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، فاطمۃ زہرا اگرچہ میری بیٹی ہے لیکن علیؑ کی زوجہ ہے۔ تم لوگ علیؑ سے جا کر درخواست کرو، اگر وہ چاہیں گے تو شادی میں جانے کی اجازت دے دیں گے۔

یہودیوں نے عرض کیا کہ آپ بھی ہماری طرف سے اُن سے سفارش فرما دیں۔

چنانچہ آنحضرتؐ نے سفارش فرمادی اور حضرت علی علیہ السلام نے شادی میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔

اِدھر یہودیوں نے اپنی عورتوں کو زیورات و ملبوسات سے خوب آراستہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ فاطمۃ زہرا کے پاس لباس اور زیورات تو قطعاً نہیں ہیں، وہ تو اپنے پُرانے پیوند لگے ہوئے لباس میں شریکِ شادی ہوں گی تو سب کی نگاہوں میں سُبک و حقیر ہوں گی۔

اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کنیزِ خاص کے لیے حضرت جبرئیل کے ذریعے سے جنّت کے ایسے حُلّے اور زیورات بھیجے کہ جن کی مثل و نظیر دنیا میں نہ تھی۔ حضرت فاطمۃ زہرا نے انھیں زیبِ تن فرمایا اور خانۂ عروسی میں تشریف لے گئیں۔ جب آپ یہودی کے گھر میں داخل ہوئیں تو ان کی مستورات حضرت فاطمۃ زہرا کی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر سجدۂ تعظیمی میں گر پڑیں۔ آپ کی شان و شوکت

اور احتشام دیکھ کر بہت سے یہودی اور اُن کی عورتیں مسلمان ہو گئے۔ (الخرائج والجرائح)

(۵۶) ایک بابرکت قلادہ (ہار)

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ:

ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم نے نمازِ عصر ادا کی۔ بعد ادائے فریضہ ہم سب آنحضرتؐ کے گرد حلقہ جما کر بیٹھ گئے۔ آپؐ قبلہ رُخ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک بوڑھا عرب مہاجر پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے آپؐ کے سامنے آیا۔ وہ اتنا کمزور و نحیف تھا کہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

آنحضرتؐ نے اُس کے آنے کا سبب دریافت فرمایا۔

اُس نے عرض کیا، یا نبیؐ اللہ! میں بھوکا ہوں، پیٹ خالی ہے مجھے کھانا کھلا دیجیے۔ میرا جسم برہنہ ہے اسے لباس سے ڈھانپ دیجیے، میں فقیر و محتاج ہوں کچھ مال عنایت فرما دیجیے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، بھائی اس وقت تو میرے پاس تیرے دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر، جو خیر کی طرف رہنمائی کرے وہ بھی خیر کرنے والے کے مانند ہوتا ہے۔ اس لیے میں ایک ایسے شخص کا پتہ بتائے دیتا ہوں جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور راہِ خدا میں ایثار کیا کرتا ہے۔ تم فاطمہؑ زہرا کے دروازے پر چلے جاؤ (اور جناب فاطمہ زہراؑ کا گھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس حجرے سے بالکل متصل تھا جو ازواج کے حجروں کے علاوہ خود آپؐ نے اپنے لیے بنوایا تھا۔) اور حضرت بلال سے ارشاد فرمایا

اے بلال! اسے فاطمہؑ زہرا کے دروازے تک پہونچا دو۔

چنانچہ وہ اعرابی حضرت بلالؓ کے ہمراہ درِ جناب فاطمہؑ زہرا پر آیا اور آواز دی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمُخْتَلَفِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَمَھْبَطِ جِبْرِیْلِ الرُّوْحِ الْاَمِیْنِ بِالتَّنْزِیْلِ مِنْ عِنْدِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اے اہل بیتِ نبوت جن کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے، جن کے پاس جبریل روح امین پروردگار عالمین کی طرف سے وحی لیکر نازل ہوتے ہیں، آپ حضرات پر میرا سلام ہو۔)

اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ، تم کون ہو؟

اُس نے عرض کیا، میں ایک ضعیف و نحیف عرب ہوں آپ کے پدر بزرگوار کے پاس اپنے فقر و فاقے سے تنگ ہو کر آیا تھا، آنحضرتؐ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ دخترِ رسولؐ! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دیجیے، لباس بوسیدہ ہو گیا، لباس عنایت فرمائیے، اللہ تعالیٰ آپ حضرت کا بھلا کرے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا کہ علیؑ و فاطمہؑ پر تیسرا فاقہ ہے، اور خود آپؐ بھی بھوکے تھے (اِس کے باوجود آپؐ نے سائل کو درِ جناب سیدہ پر بھیج دیا)

جناب فاطمہؑ زہرا نے دیکھا کہ سائل کو دینے کے لیے گھر میں کچھ نہیں ہے تو گوسفند کی ایک کھال جس پر جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ آرام فرماتے تھے اُٹھا کر سائل کو دیدی اور فرمایا:

اے برادر! یہ لے جاؤ اس وقت مجھ سے یہی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے کوئی بہتر چیز عنایت فرمادے گا۔

سائل نے کہا، دخترِ رسولؐ! میں نے آپ سے گرسنگی کی شکایت کی ہے اور آپ مجھے پوستِ گوسفند عنایت فرمارہی ہیں، میں یہ لیکر کیا کروں گا۔؟

شہزادی کے پاس ایک ہار تھا جو آپ کی چچازاد بہن فاطمہ بنتِ حمزہ نے آپ کو تحفہ میں دیا تھا، آپ نے وہ ہار اپنے گلے سے اتار کر سائل کے حوالے کردیا اور فرمایا، اچھا یہ ہار لیجاؤ اور اس کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرلو، اور شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرمادے۔

اُس اعرابی نے وہ ہار لے لیا اور مسجد کے اندر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔

یارسول اللہ! آپ کی بیٹی جناب فاطمہؑ زہرا نے مجھے یہ ہار عنایت فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اس کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرلو۔

یہ سن کر حضرت رسول اللہؐ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا، یہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ سیدہ بناتِ آدمؑ کا عطیہ ہے اللہ تیرا کیونکر نہ بھلا کرے گا۔

یہ سنتے ہی عمّارِ بن یاسر اُٹھے اور عرض کیا، یارسول اللہ! اگر اجازت ہو تو یہ ہار میں خریدلوں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں، اے عمّار! خریدلو۔ اور سنو! اگر اس ہار کی خریداری میں دونوں جہانوں کے لوگ بھی شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں معذب نہ کریگا۔

جب اجازت مل گئی تو عمّار نے اُس اعرابی سے اُس ہار کی قیمت دریافت کی۔

اُس نے کہا، بس ہمیں تو روٹی اور گوشت کھانے کے لیے، اور ایک چادرِ یمنی تن پوشی کے لیے اور نماز کے لیے دیدو اور ایک دینار بھی تاکہ میں اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جاسکوں۔

اتّفاق سے عمّار اُس وقت اپنا خیبر کا حصّہ فروخت کرچکے تھے اور اب اُس میں سے اُن کے پاس کچھ نہ بچا تھا، تاہم اُنھوں نے کہا، میں تمھیں اس کی قیمت بیس دینار اور دو سو درہم ہجری اور

ایک چادرِ یمنی، نیز اپنی سواری دینے کے لیے تیار ہوں۔ پھر تمھیں کھانے کے لیے گیہوں کی روٹی اور گوشت بھی حاضر کروں گا۔

اُس نے کہا، تم تو بہت سخی انسان معلوم ہوتے ہو۔

پھر عمار اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور جس جس چیز کے لیے کہا تھا وہ سب اُسے دے کر اپنا قول پورا کر دیا۔

وہ اعرابی یہ سب چیزیں لیکر جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؐ نے دریافت کیا کیوں، اب تو خوب سیر ہو گئے ؟

اعرابی نے کہا، جی ہاں، پیٹ بھر کر کھانا بھی کھا لیا، لباس اور سواری بھی مل گئی، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، اتنا مل گیا کہ میں اب غنی ہو گیا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا، فاطمہؑ کو اس احسان کے شکریے میں دعاء کرو۔

اُس نے دعاء کے لیے ہاتھ بلند کیے اور کہا، اے میرے اللہ! بیشک تو وہ اللہ ہے جو حادث نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں جس کی عبادت کی جا سکے۔ یا اللہ! تو فاطمہؑ کو اپنے خزانۂ غیب سے وہ کچھ عطا فرما دے جو نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا، اور نہ کسی کے کانوں نے سُنا ہو۔

آنحضرتؐ نے اُس اعرابی کی دعاؤں پر آمین کہی۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس اعرابی کی دعائیں قبول فرمائیں اور فاطمہ زہراؑ کو اللہ نے یہ چیزیں تو دنیا ہی میں عطا فرما دی ہیں۔ دیکھو! اللہ نے فاطمہ زہراؑ کو مجھ جیسا باپ عنایت فرما دیا، میرا مثل عالمین میں نہیں ہے۔ علیؑ جیسا شوہر دیا، ایسا شوہر، کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کو کوئی کفو وہمسر تا ابد نہ ملتا۔ نیز فاطمہ زہراؑ کو حسنؑ وحسینؑ جیسے دو فرزند عطا فرمائے جن کا مثل عالمین میں نہیں، یہ دونوں تمام انبیاء کی اولاد کے سردار بلکہ جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔

اُس وقت آپؐ کے قریب مقداد وعمار وسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کچھ اور بتاؤں ؟

لوگوں نے کہا، جی ہاں کچھ اور ارشاد ہو۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، جبرئیلِ امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ جب فاطمہ زہراؑ وفات پائے گی اور اس کو قبر میں دفن کر دیا جائے گا تو دو ملک اُس سے آکر سوال کریں گے:

مَنْ رَّبُّكِ (بتاؤ، تمھارا رب کون ہے ؟)

وہ کہے گی اللّٰہُ رَبِّي (میرا رب اللہ ہے)

وہ پھر پوچھیں گے مَنْ نَبِیُّكِ (تمھارا نبی کون ہے)؟

فاطمہؑ کہیں گی، میرے نبی میرے پدرِ بزرگوار ہیں۔

وہ مَلک پھر پوچھیں گے، تمھارا ولی کون ہے؟

فاطمہؑ کہیں گی کہ میرے ولی یہ علی ابنِ ابی طالب ہیں جو میری قبر کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، کیا فاطمہؑ زہرا کے کچھ اور فضائل بیان کروں؟

اصحاب نے عرض کیا، جی ہاں بیان فرمائیے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ زہرا کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک گروہ متعین فرما دیا ہے جو اُن کے داہنے بائیں، آگے پیچھے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ یہ فرشتے اُن کی حیات میں ان کے ہمراہ رہتے ہیں اور اُن کی وفات کے بعد اُن کی قبر پر رہیں گے اور قیامت تک اُن پر، اُن کے پدرِ بزرگوار پر، اُن کے شوہرِ گرامی قدر اور اُنؑ کی اولادِ مطہّر پر درود بھیجتے رہیں گے۔

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، گویا اُس نے میری زیارت میری حیات میں کرلی، اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی، ایسا ہے جیسے اُس نے میری زیارت کی، جس نے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی زیارت کی اس نے فاطمہ کی زیارت کی، جس نے حسنؑ و حسینؑ کی زیارت کی ایسا ہے، جیسے اُس نے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی زیارت کی اور جس نے اُن کی ذرّیت کی زیارت کی، گویا اُس نے خود اُن دونوں کی زیارت کی۔

اس کے بعد عمّار نے ہار کو مشک میں بسایا، ایک یمنی چادر میں لپیٹا اور اپنے غلام سہم کو دیا جسے انھوں نے اُس رقم سے خریدا تھا جو اُن کو خیبر کے حصّے میں ملی تھی اور اُس غلام سے کہا، یہ ہار لیکر آنحضرتؐ کی بارگاہ میں جاؤ اور اُن کی خدمت میں پیش کردو اور میں نے تجھے بھی آنحضرتؐ کے لیے بخش دیا تاکہ آپؐ کی خدمت کرے۔

وہ غلام ہار لیکر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو عمّار کا پیغام پہونچایا۔

آنحضرتؐ نے غلام سے فرمایا، تم یہ ہار لے جاکر فاطمہؑ زہرا کو دیدو اور میں نے تمھیں بھی فاطمہؑ کو بخشا۔

چنانچہ وہ غلام ہار لیکر حضرت فاطمہؑ زہرا کی ڈیوڑھی پر آیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام سنایا۔

بنتِ رسولؐ نے وہ ہار لیکر فرمایا، جا میں نے تجھے راہِ خدا میں آزاد کیا۔

یہ سن کر وہ غلام زور سے ہنسا۔

آپ نے اُس سے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا۔

اُس نے کہا، میں اِس ہار کی برکت پر ہنستا ہوں کہ اس نے ایک بھوکے کو سیر کیا، ننگے کو لباس پہنایا، فقیر کو غنی کیا، ایک غلام کو آزاد کرایا، اور دوبارہ اپنی مالکہ کے پاس پہونچ گیا۔ (بشارت المصطفیٰ)

(۵۷) ایثار کا صلہ

عبید بن کثیر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام ایک دن صبح کو اُٹھے تو آپؑ کو بھوک محسوس ہوئی۔ آپؑ نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے کہا، کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا، نہیں، اُس ذات کی قسم جس نے میرے پدر بزرگوار کو نبوّت اور آپ کو وصایت سے مشرّف فرمایا ہے، دو دن سے میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ میں اپنے آپ پر اور اپنے بچّوں پر ایثار کر کے آپ کے سامنے کھانا پیش کرتی رہی ہوں اور آج تو وہ بھی ممکن نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا، اے ابوالحسن! مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو کسی ایسی چیز کی زحمت دوں جو بظاہر آپ کے اختیار میں نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اللہ پر بھروسہ کیا اور تلاشِ معاش میں گھر سے چلے، کسی سے ایک دینار قرض لیا، پھر بازار گئے، تاکہ اپنے اہلِ خانہ کے لیے کھانے کا کچھ سامان خرید کر لے جائیں، کہ اتنے میں مقداد بن اسود سے ملاقات ہوگئی۔ یہ گرمیوں کے دن تھے دھوپ کی وجہ سے مقداد کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے مقداد سے پوچھا، تم اس شدّت کی گرمی میں گھر سے کس لیے نکلے ہو۔؟

مقداد نے عرض کیا، اے ابوالحسن! بس میرا حال نہ پوچھیے تو بہتر ہے۔

آپؑ نے فرمایا، یہ ممکن نہیں، جب تک میں تمھارا حال نہ پوچھ لوں گا تمھیں یہاں سے جانے نہ دوں گا۔

مقداد نے کہا، خدا کے لیے مجھے جانے دیجیے اب میرا حال ناگفتہ بہ ہے۔
آپؑ نے فرمایا، بھائی یہ تمھارے لیے مناسب نہیں کہ تم مجھ سے اپنا حال پوشیدہ رکھو۔
مقداد نے عرض کیا، اچھا اگر آپؑ کا اصرار ہے تو سُنیے، اُس ذات کی قسم جس نے آپؑ کے بھائی کو نبوّت اور آپؑ کو وصایت سے نوازا، اِس وقت میرے گھر والے فاقے سے ہیں، بس یہی وجہ ہے کہ میں اس وقت گھر سے نکلا ہوں۔
حضرت علی علیہ السّلام یہ سن کر آبدیدہ ہوئے تا اینکہ آپؑ کی ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔
پھر آپؑ نے فرمایا، میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم تم نے کھائی ہے کہ میں بھی اسی فکر میں گھر سے چلا ہوں اور اس کے لیے ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا ہے۔ خیر اب تم اسے لیکر اپنی ضرورت پوری کرو۔
یہ کہہ کر آپؑ نے وہ دینار مقداد کے حوالے کیا اور خود مسجد تشریف لے گئے، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ ظہر، عصر اور مغرب پڑھی۔
بعد فراغتِ نمازِ مغرب آنحضرتؐ حضرت علی علیہ السّلام کے پاس تشریف لائے، جو صفِ اول میں تھے، اور فرمایا اے علیؑ! آج کی شب میں تمھارے گھر مہمان ہوں۔
حضرت علی علیہ السّلام حیران ہوئے کہ اب آپؐ کو کیا جواب دیں۔ اُدھر آنحضرتؐ بذریعہ وحیٔ الٰہی اس بات پر مامور تھے کہ رات کا کھانا حضرت علیؑ کے ساتھ کھائیں۔
آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو خاموش دیکھ کر فرمایا: اے علیؑ! تم خاموش کیوں ہو گئے؟
حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں دل وجان سے حاضر ہوں تشریف لے چلیے۔
یہ سن کر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اسی حالت میں بیتِ جناب سیّدہ پہونچے۔ دیکھا کہ آپ مصلّائے عبادت پر مشغولِ مناجات ہیں اور آپ کے مصلّے کے پیچھے ایک طبق رکھا ہوا ہے جس میں سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔
بنتِ رسولؐ نے جیسے ہی اپنے پدرِ بزرگوار کی آواز سنی اپنے مصلّے سے اٹھیں، بابا کو سلام کیا۔ آپؐ نے جوابِ سلام دیا اور محبت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا:
بیٹی! کیسا مزاج ہے؟
آپ نے عرض کیا، بابا! بفضلِ خدا اچھی ہوں۔
اس کے بعد وہ طبق لاکر آپؐ کے اور حضرت علیؑ کے سامنے رکھدیا۔ حضرت علیؑ نے آپکی

طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا "اے ابوالحسن! کیا بات ہے، آپ مجھے بہت غور سے دیکھ رہے ہیں، کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "نہیں۔ مگر تم نے تو قسم کھا کر یہ کہا تھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، "اللہ تعالیٰ اب بھی میرے اس قول و قسم کی صداقت پر شاہد ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "پھر یہ کھانا آپ کے پاس کہاں سے آیا ہے اور ایسا خوشبودار کہ آج تک کسی کھانے میں ایسی خوشبو محسوس نہیں ہوئی۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت علیؑ کے کاندھے پر رکھا اور ارشاد فرمایا "اے علیؑ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے اس دینار کا بدلہ ہے (جو تم نے مقداد کو دے کر ایثار سے کام لیا تھا) اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے۔

اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: اے علیؑ! اس خدا کا شکر ہے جس نے تمھیں اس وقت تک نہ اُٹھانے کا تہیہ و ارادہ فرمایا ہے کہ جبتک تمھیں حضرت زکریا کا مرتبہ اور فاطمہؑ زہرا کو مریمؑ کا رُتبہ نہ عطا فرمادے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (سورۂ آلِ عمران آیت ۳۳)

جب بھی زکریاؑ (مریمؑ) کے پاس محراب میں آتے تو اُن کے پاس رزق (کھانا وغیرہ) دیکھتے۔

(تفسیر فرات و ابراہیم)

۵۸ — حضرات حسنینؑ کیلئے عید کے لباس

بعض کتب میں مرسلاً یہ روایت بھی ہے کہ ایک مرتبہ عید قریب تھی اور حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کے ملبوسات کہنہ و بوسیدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ ان دونوں شہزادوں نے اپنی والدۂ ماجدہ جناب فاطمہؑ زہرا سے کہا مادرِ گرامی! فلاں شخص کے بچّوں کے لیے تو عمدہ لباس تیار ہو رہے ہیں، کیا آپ ہمارے لیے نئے ملبوسات نہیں تیار کریں گی۔؟

آپ نے فرمایا، بیٹا! کیوں نہیں، انشاء اللہ تمھارے لیے بھی ملبوسِ نفیس کا انتظام

کیا جائے گا۔

الغرض جب عید کا دن آیا تو جبریلِ امین جنت کے حُلّوں میں سے دو قمیضیں لیکر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپؐ نے فرمایا، اخی جبریل! یہ قمیضیں کیسی ہیں؟

جبریل نے عرض کیا، یارسول اللہ! حسنؑ وحسینؑ نے اپنی والدۂ گرامی سے نئے لباس کی خواہش ظاہر کی تھی اور اُن کی مادرِ گرامی نے یہ فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تمھارے لیے بھی ملبوسِ نفیس کا انتظام کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جب یہ سنا تو گوارا نہ ہوا کہ فاطمہؑ زہرا کا وعدہ غلط ہو جائے اِس لیے جنت سے یہ قمیضیں بھیجی ہیں۔

(۵۹) — آنحضرتؐ کی رسالت پر سوسمار کی گواہی

بعض کتبِ مناقب میں ابنِ عباس سے یہ روایت مرقوم ہے، اُن کا بیان ہے کہ بنی سلیم کا ایک اعرابی صحرا میں پھر رہا تھا کہ ایک سوسمار اُس کے سامنے سے گزری۔ وہ اس کے پیچھے دوڑا اور اُسے پکڑ لیا اور اپنی استین میں ڈال کر دوڑا ہوا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور باآوازِ بلند پکارنے لگا، اے محمدؐ اے محمدؐ!

آنحضرتؐ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ کو کوئی یا محمدؐ! کہہ کر پکارتا تھا تو آپؐ بھی اُس کے جواب میں یا محمدؐ فرمادیتے۔ اور جب کوئی یا احمدؐ کہہ کر پکارتا تھا تو آپ بھی اُس کے جواب میں یا احمدؐ فرمادیتے۔ اور جب کوئی ابوالقاسمؐ کہہ کر پکارتا تھا، تو آپ بھی اُس کے جواب میں یا ابوالقاسمؐ فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن جب کوئی آپؐ کو یارسول اللہ! کہہ کر آواز دیتا تھا، تو اُس کے جواب میں لبیک فرمادیتے۔

چنانچہ جب اُس اعرابی نے آپؐ کو یا محمدؐ! کہہ کر آواز دی تو آپؐ نے بھی اُس کے جواب میں اسی لفظ کو دُہرایا۔

اس کے بعد اُس اعرابی نے انتہائی گستاخی کے ساتھ یہ کہا کہ (معاذ اللہ) تم ایک جھوٹے جادوگر ہو، تم سے زیادہ جھوٹا اِس زمین پر اور اِس آسمان کے نیچے کوئی اور نہیں ہے کیونکہ تم نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ آسمان میں صرف ایک خدا ہے جس نے تم کو انسانوں کے سیاہ وسپید پر اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لات وعزّیٰ کی قسم اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری قوم مجھے جلد باز کہنے لگے

گی، تو ابھی میں اپنی اِس تلوار سے تمھارا سر اُتار دیتا اور اپنے اس عمل سے اولین و آخرین پر فخر کرتا۔

اُس اعرابی کا یہ گستاخانہ کلام سُن کر حضرت عمرؓ اُس کو مارنے کے لیے اُٹھے تو آپؐ نے اُنھیں منع فرمایا اور کہا اے حفصہ کے باپ! اپنی جگہ پر بیٹھا رہ۔ تجھے معلوم نہیں کہ حلم ایک ایسی صفت ہے کہ جس سے انسان مرتبۂ نبوت سے قریب ہو جاتا ہے۔

پھر آپؐ اُس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بھائی! کیا عربوں کا دستور یہی ہے کہ لوگوں کی محفلوں میں بے دھڑک گھس آئیں اور اِسی طرح بے ادبی کریں؟ سُن! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا، جو شخص مجھے اِس دارِ دنیا میں اذیت پہونچائے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اے اعرابی! سن، اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا ہے فلکِ ہفتم کے ساکنین میں میرا نام احمدِ صادق مشہور ہے۔

اے اعرابی! اس بد کلامی کے بعد بھی ابھی تیرا کچھ نہیں بگڑا، اب بھی اگر تو اسلام لے آئے تو تیری جان و مال اِسلام کی امان میں آجائے گی۔

آنحضرتؐ کا یہ کلام سن کر اُس اعرابی کو اور غصہ آیا اور اپنی آستین سے سوسمار نکال کر زمین پر پھینک دی اور بولا: کہ لات و عزّا کی قسم، میں تم پر اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جبتک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لائے۔

وہ سوسمار زمین پر گرتے ہی ایک طرف بھاگنے لگی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے سوسمار! ٹھہر جا اور یہ بتا کہ میں کون ہوں؟

سوسمار پلٹ کر آئی اور رسولِ اکرمؐ کے سامنے اپنا منھ اُٹھا کر بحکمِ خدا یوں گویا ہوئی کہ آپ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف ہیں۔

آپؐ نے پھر دریافت فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

اُس نے کہا، میں اُس خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتی ہوں جس نے دانے کو شگافتہ فرمایا، جس نے ہر ذی روح کو پیدا کیا، جس نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور اے محمدؐ! آپ کو اپنا حبیب منتخب فرمایا۔

اِس کے بعد اُس سوسمار نے چند اشعار پڑھے، جو درج ذیل ہیں:

الا یا رسول اللّٰہ انك صادق	فبورکت مهدیًا وبورکت هادیًا
شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما	عبدنا کأمثال الحمیر الطّواغیا
فیا خیر مدعوّ ویا خیر مرسل	الی الجنّ بعد الانس لبّیك داعیًا

وَنحنُ اُناس من سلیم و اِنّنا	اَتیناکَ نرجوا اَن ننال العوالیا
اَتیتَ ببرھان من اللہ واضح	فاَصبحتَ فینا صادق القول زاکیا
فبورکت فی الاحوال حیّاً و میّتاً	و بورکت مولوداً و بورکت ناشیا

اشعار کا خلاصہ یہ ہے :"

"اے محمّدؐ! آپؐ صادق و ہادی و مہدی ہیں۔ آپؐ نے دینِ حنیف کی طرف ہماری ہدایت فرمائی، جبکہ ہم لوگ چوپایوں کے مانند زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپؐ ان تمام انبیاء و رُسُل کے سردار ہیں جو جنّ و انس کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔ بنی سلیم کے لوگ آپؐ کے پاس بزرگی حاصل کرنے کے لیے آئے۔ آپؐ نے اپنی رسالت کی روشن دلیلیں پیش کیں اِس لیے آپؐ پاک اور صادق القول مشہور ہو گئے۔ آپ پر زندگی اور موت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں ہی برکتیں نازل ہوں۔"

یہ اشعار پڑھ کر وہ سوسمار اس طرح خاموش ہو گئی جیسے وہ بولنا ہی نہیں جانتی۔

اعرابی نے جب یہ واضح و روشن معجزہ دیکھا تو بولا: اے محمّدؐ! اپنا ہاتھ بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اُس خدائے وحدہٗ لاشریک کے کوئی بھی خدا نہیں ہے۔ آپؐ اس کے بندے اور سچے رسول ہیں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک بڑھایا اور اس اعرابی نے بیعت کی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے اِس عرب بھائی کو قرآن کی کچھ سورتیں سکھا دو۔

جب وہ چند سورے سیکھ چکا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا "تیرے پاس کچھ مال ہے؟

اس نے کہا۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ہم بنی سلیم چار ہزار کی تعداد میں ہیں اور ان میں مجھ سے زیادہ تنگدست اور فقیر کوئی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "جو شخص اِس اعرابی کو سواری کے لیے ایک ناقہ دے گا، میں ضامن ہوں کہ اللہ اسے جنّت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ دے گا۔

یہ سن کر سعد بن عبادہ فوراً اُٹھے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، میرے پاس ایک سرخ رنگ کا ناقہ ہے جس کے شکم میں دس ماہ کا بچّہ بھی ہے، وہ میں اس اعرابی کو دیتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا "اے سعد! تم ہمارے سامنے فخریہ اپنے ناقے کی اتنی تعریف کرتے ہو۔ میں بتاتا ہوں کہ اِس کے عوض میں جو ناقہ تمھیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا وہ کیسا ہو گا؟

سعد بن عبادہ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، بیان فرمائیے
آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اے سعد! وہ ناقہ سُرخ سونے کا ہوگا، اُس کے پاؤں عنبر کے، اُس کے بال زعفران کے، اُس کی آنکھیں یاقوتِ سُرخ کی، اُس کی گردن سبز زبرجد کی، اُس کا سر دُرِ بے بہا کا، اُس کی مہار گوہرِ آبدار کی، اُس کی پشت پر ایک عماری موتی کی رکھی ہوگی جو اتنی صاف وشفاف ہوگی کہ اندر کی چیز باہر سے اور باہر کی چیز اندر سے نظر آئے گی، اور وہ تمھیں لیکر جنّت میں اڑتا پھرے گا۔

اِس کے بعد آپؐ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اس اعرابی کے سر پر عمامہ کون پہنائے گا، ؟ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ کا تاج پہنائے گا۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام اُٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں وہ تقویٰ کا تاج کیسا ہوگا ؟

آنحضرتؐ نے اس کے اوصاف بیان فرمائے اور حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سرِ اقدس سے عمامہ اُتار کر اُس اعرابی کو پہنادیا۔

پھر آپؐ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، جو اس اعرابی کو زادِ سفر مہیّا کرے گا، میں ضامن ہوتا ہوں کہ اللہ اُسے زادِ تقویٰ عطا فرمائے گا۔

یہ سُن کر سلمانؓ اُٹھے اور عرض کیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں زادِ تقویٰ کے بارے میں بیان فرمائیے، وہ کیسا ہے ؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے سلمان! جب تمھارا دنیا کا آخری دن ہوگا تو اللہ تعالےٰ تمھیں کلمۂ شہادتین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین فرمائے گا، اگر تم نے کلمۂ شہادتین پڑھ لیا تو تم مجھ سے مل سکو گے اور میں تم سے ملاقات کر سکوں گا، اور اگر تم نے یہ کلمہ نہ پڑھا تو تا ابد نہ تم مجھ سے مل سکو گے، نہ میں تم سے مل سکوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر سلمانؓ اٹھے اور انھوں نے ازواجِ نبیؐ کے حجروں کا چکر لگایا، مگر وہاں سے آپ کو کچھ نہ مل سکا تو واپس ہوئے اور جناب فاطمہؑ زہرا کے حجرے پر نظر ڈالی اور سوچا اگر خیر ممکن ہے تو فاطمہؑ زہرا بنتِ محمدؐ ہی کے گھر سے۔ یہ سوچ کر دروازے پر دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہے ؟

انھوں نے کہا میں سلمان ہوں۔

پوچھا، کیا چاہتے ہو ؟

سلمانؑ نے پورا قصہ اس اعرابی اور سوسمار کا بیان کیا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا، سلمان! اُس ذات کی قسم جس نے میرے پدر گرامی کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے آج تیسرا دن ہے ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ حسنؑ و حسینؑ بھوک کے مارے بلک بلک کر سو گئے ہیں، تاہم جب ایک کارِ خیر میرے دروازے پر آیا ہے تو میں اسے واپس نہ کروں گی۔ سلمان! میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی سے کہو کہ رسولؐ کی بیٹی نے کہا ہے کہ اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر کھجور اور ایک سیر جَو دیدے۔ میں انشاء اللہ جلد اس کو واپس کردوں گی۔

سلمانؑ نے آپ کی چادر لی، شمعون یہودی کے پاس آئے اور کہا، اے شمعون یہ چادر فاطمہؑ بنت محمدؐ کی ہے انھوں نے کہلایا ہے کہ اسے رہن رکھ لے اور ایک سیر کھجور اور ایک سیر جَو مجھے دیدے، میں انشاء اللہ جلد واپس کردوں گی۔

شمعون نے وہ چادر لے کر اُسے بوسہ دیا۔ اُسکی آنکھوں آنسو بھر آئے اور بولا۔

اے سلمانؑ! واقعاً اس کا نام ہے زُہد۔ اور حضرت موسیٰؑ بن عمران نے توریت میں ہمیں اسی کی خبر دی ہے۔ اس کے بعد کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله یہ کہہ کر وہ اسلام لایا اور بہت پکا مسلمان بن گیا۔ اس کے بعد اُس نے سلمان کو ایک سیر کھجور اور ایک سیر جَو دیے۔ سلمانؑ اسے لیکر حضرت فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں آئے اور انھیں دیے۔ ان معظمہ نے جَو کو اپنے ہاتھ سے پیسا، اس کی روٹیاں پکائیں اور پھر سلمانؑ کے حوالے کیں اور کہا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔

سلمانؑ نے کہا، شہزادی! ان میں سے ایک روٹی آپ بھی حسنؑ و حسینؑ کے لیے رکھ لیں۔

آپ نے فرمایا، اے سلمان! یہ کام میں نے خوشنودئ خدا کے لیے کیا ہے اس لیے میں اس میں سے کچھ نہ لوں گی۔

الغرض سلمانؑ وہ روٹیاں لیے ہوئے خدمتِ رسول میں آئے۔

آنحضرتؐ نے دیکھا تو پوچھا، اے سلمان! یہ روٹیاں تم کو کہاں سے مل گئیں؟

اُنھوں نے عرض کیا، فاطمہ زہراؑ کے گھر سے لایا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے بھی تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ آپؐ وہاں سے اُٹھ کر حجرۂ فاطمہ زہراؑ پر پہونچے، دق الباب کیا۔ شہزادی کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستک دیتے تھے تو کسی اور کے بجائے آپ خود دروازہ کھولتی تھیں۔ چنانچہ فاطمہ زہراؑ نے خود دروازہ کھولا، آنحضرتؐ نے اندر آکر جب بیٹی کے چہرے کو زرد دیکھا آنکھوں میں بھی حلقے پڑے ہوئے

دیکھ کر پوچھا، بیٹی! یہ تمھارا چہرہ زرد اور آنکھوں میں حلقے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟

آپؑ نے عرض کیا، بابا، تین دن سے ہمیں کوئی غذا میسّر نہیں ہوئی ہے حسنؑ و حسینؑ بھی بھوکے سو رہے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں بچّوں کو جگایا، ایک کو داہنے زانو پر بٹھایا، دوسرے کو بائیں زانو پر اور جناب فاطمہ زہراؑ کو سامنے بٹھایا، اتنے میں حضرت علی علیہ السلام بھی آ گئے۔ آپؐ نے اُن کو اپنے پیچھے بٹھا لیا، پھر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور عرض کیا: "الٰھی وسیّدی ومولای ھٰؤلاء اھلبیتی اللھم اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا (میرے اللہ! میرے مالک! میرے مولا! یہی ہیں میرے اہل بیت، تو اِن سے رِجس کو دور رکھنا اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا جو حق ہے پاکیزگی و طہارت کا۔")

راوی کہتا ہے کہ پھر فاطمہ زہراؑ اٹھیں اور اپنے حجرۂ عبادت میں تشریف لے گئیں، دو رکعت نماز بجالائیں، پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے عرض پرداز ہوئیں "اے میرے اللہ اے میرے مالک! یہ تیرے نبی محمدؐ مصطفٰےؐ ہیں، یہ تیرے نبیؐ کے ابنِ عم علیؑ ہیں اور یہ تیرے نبیؐ کے نواسے حسنؑ و حسینؑ ہیں ہمارے لیے آسمان سے اسی طرح خوانِ طعام نازل فرما جس طرح تو نے بنی اسرائیل کے لیے نازل فرمایا تھا۔ اُنھوں نے تو اسے کھا کر بھی کفرانِ نعمت کیا اور ہم تو تیرے شکر گذار بندے ہیں۔"

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جناب فاطمہ زہراؑ کی دعاء ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ کے پیچھے ایک خوانِ طعام خود بخود آموجود ہوا جس سے مُشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔

جناب فاطمہ زہراؑ وہ خوان لیے ہوئے اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت علیؑ، اور حضرات حسنؑ و حسینؑ کے سامنے پیش کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا، اے بنتِ رسول اللہ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے

حضرت رسولِ مقبولؐ نے فرمایا، اے علیؑ! کھانا شروع کرو، سوال نہ کرو، شکر ہے اُس خدا کا جس نے میری بیٹی کو وہ رُتبہ عطا فرمایا جو مریمؑ بنتِ عمران کو عطا فرمایا تھا۔

پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (جو سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۷ ہے)

"كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (جب بھی زکریّا اُس کے (مریمؑ کے) پاس محراب (عبادت)

میں داخل ہوتے تھے تو اُن کے پاس رزق پاتے تھے تو پوچھتے تھے اے مریم! تمھارے پاس یہ رزق کہاں سے آیا ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔)

چنانچہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ زہرا، اور حضرات حسنؑ و حسینؑ نے اس طعام کو تناول فرمایا۔

ادھر وہ اعرابی کھانا کھانے کے بعد اونٹ پر بیٹھا اور اپنے قبیلۂ بنی سلیم میں واپس پہونچا اور اہلِ قبیلہ کو پکار کر کہا: قولوا لا الٰہ الّا اللہ تفلحوا۔ تم لوگ لا الٰہ الا اللہ کہو تاکہ فلاح پا سکو۔

یہ سُنتے ہی اہلِ قبیلہ نے تلواریں نیام سے نکال لیں اور بولے، محمدؐ، جو ایک ساحر اور کذّاب ہے، کیا اُس کے دین کی طرف تو بھی مائل ہو گیا ہے؟

اُس نے کہا، محمدؐ کو بُرا نہ کہو! اے بنو سلیم! محمدؐ کا اللہ تو بہترین اللہ ہے اور محمدؐ بہترین نبی ہیں۔ میں اُن کے پاس بھوکا پہونچا تھا، اُنھوں نے کھانا کھلایا، میرے پاس لباس نہ تھا مجھے کپڑا پہنایا، میں پیدل تھا، مجھے سواری دی، زادِ راہ دیا۔

اس کے بعد اُس نے اپنا سارا قصّہ اور سوسمار کی شہادت اور اشعار پڑھنے کا تمام واقعہ بیان کیا۔ پھر اُن سے کہا: اسلام لے آؤ تاکہ جہنّم سے سلامت رہو۔

نتیجہ میں اُس روز بنو سلیم کے چار ہزار مرد اسلام لائے اور یہ وہی سبز جھنڈے والے اصحاب ہیں جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے۔

(تفسیر ثعلبی، اربعین ابن موذن، کتاب مناقب ابی الفرج)

○

۴

آپ کی سیرت، مکارم الاخلاق
اور
آپ کی بعض کنیزوں کے حالات

(۱) = حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ کے درمیان تقسیمِ کار

کتاب قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ زہرا نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ ہم دونوں کے درمیان تقسیمِ کار فرما دیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ دروازے اندر جو کام ہو وہ فاطمہؑ کے ذمّہ اور دروازے کے باہر جو کام ہو وہ علیؑ کے ذمّہ۔

جناب فاطمہؑ زہرا فرماتی ہیں کہ پدرِ بزرگوار کے اِس فیصلے سے جو مسرّت میرے دل کو ہوئی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لیے کہ آپؐ نے مجھے مَردوں کے درمیان جانے سے بچا لیا۔ (قرب الاسناد)

(۲) = لباس کی سادگی

عیون الاخبار الرضا میں اسمار بنتِ عمیس سے روایت مرقوم ہے ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تھی کہ حضرت رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے اُس وقت وہ معظّمہ ایک سونے کا ہار پہنے ہوئے تھیں جو حضرت علی علیہ السّلام نے اُن کے لیے اپنے مال فئی سے خریدا تھا آپؐ نے اُس ہار کو دیکھ کر فرمایا، بیٹی فاطمہؑ! ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ بھی جابروں جیسا لباس پہنتی ہے۔

حضرتِ فاطمہؑ زہرا نے یہ سُن کر وہ ہار اُتار کر فروخت کرا دیا اور اُس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر اُسے آزاد کر دیا۔

حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب یہ سُنا تو بیحد مسرور ہوئے۔ (عیونِ اخبار الرضا)

③ ـــ مکارمِ اخلاق

علل الشرائع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی یہ روایت مرقوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا، میں نے اپنی مادرِ گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ کو دیکھا کہ وہ ہر شبِ جمعہ رات بھر محرابِ عبادت میں کھڑی رہتی تھیں۔ کبھی رکوع میں ہوتیں تو کبھی سجدہ میں، یہانتک کہ سپیدئ صبح نمودار ہوتی۔ میں سنتا رہتا تھا کہ آپ مومنین و مومنات کے لیے نام بنام دعائیں کیا کرتی تھیں مگر اپنے لیے آپ کوئی دعا، نہ کرتیں۔

میں نے عرض کیا مادرِ گرامی! آپ دوسروں کے لیے تو دعائیں کیا کرتی ہیں مگر اپنے لیے کوئی دعا، نہیں کرتیں؟

اُن معظمہ نے فرمایا، بیٹا! پہلے پڑوسی اس کے بعد اہلِ خانہ (علل الشرائع)

• عیون الاخبار الرضا میں مرقوم ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ علیہ السلام نے اپنے پدرِ بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت فرمائی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب کبھی دعا، کرتیں تو مومنین و مومنات کے لیے ہی کرتی تھیں اپنے لیے کوئی دعا نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ بنتِ رسولؐ! کیا بات ہے آپ تمام لوگوں کے لیے دعا فرماتی ہیں اور اپنے لیے کوئی دعا، نہیں کرتیں۔

آپ نے فرمایا، الجار ثم الدار پہلے پڑوس اس کے بعد اہلِ خانہ۔

(عیون الاخبار الرضا)

• حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابونعیم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابولیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت فاطمہ زہرا سے زیادہ راست گو سوائے اُن کے والد کے اور کسی کو نہ پایا۔ (حلیۃ الاولیاء)

• حسن بصری کا بیان ہے کہ اس امت میں فاطمہ زہرا سے زیادہ عبادت گذار کوئی اور نہ تھا، اتنی دیر تک عبادتِ خالق میں قیام فرماتی تھیں کہ آپ کے پائے مبارک پر ورم آجایا کرتا تھا۔

• ایک مرتبہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر بات کیا ہے؟

آپ نے عرض کیا، عورت کے لیے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

یہ جواب سن کر آپؐ نے بیٹی کی پیشانی کو فرطِ محبت میں چوما اور فرمایا: ذُرّیۃ بعضہا من بعض یہ سچ ہے کہ ذرّیت میں بعض سے بعض کو صفات و خصوصیات ملتی ہیں

(۴) تسبیحِ جناب فاطمہ زہراؑ

ابو الورد بن شمامہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے ایک مرتبہ بنی سعد کے کسی شخص سے کہا کہ میں تجھے فاطمہؑ زہرا کا حال سناتا ہوں کہ چکّی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں گھٹّے پڑ گئے تھے، گھر میں جاروب کشی سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے، چولھے میں آگ روشن کرتے کرتے اُن کے کپڑے دھوئیں کی رنگت کے ہو جاتے تھے۔ تو میں نے اُن سے کہا، اپنے پدرِ بزرگوار سے کہو، وہ کوئی خادمہ دیدیں تاکہ تمھیں ان مشقّتوں سے چھٹکارا ملے۔ میرے کہنے پر وہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں مگر دیکھا کہ آپ لوگوں سے مصروفِ گفتگو ہیں، واپس آگئیں۔

دوسرے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؑ زہرا کے پاس خود ہی تشریف لے آئے اور پوچھا:

بیٹی! کل تم میرے پاس کیوں آئی تھیں؟

جناب فاطمہؑ زہرا تو کچھ نہ بولیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ چکّی پیستے پیستے اِن کے ہاتھوں میں گھٹّے پڑ گئے ہیں، گھر میں جاروب کشی کرتے کرتے اور چولھے میں آگ جلاتے جلاتے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں اس لیے میں نے اِن سے کہا تھا کہ جاؤ اپنے پدرِ بزرگوار سے کہو وہ کسی خادمہ کا انتظام فرما دیں گے تو آپ کو ان مشقّتوں سے چھٹکارہ مل جائے گا۔ اِس لیے آپؐ کے پاس گئی تھیں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں نہ تعلیم کردوں جو خدمت گار سے کہیں بہتر ہو۔ یہ کہ جب تم سونے کے لیے جایا کرو تو تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا! میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکم پر راضی ہوں۔

(عیون الاخبار الرضا)

• صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السّلام نے جناب فاطمہؑ زہرا سے فرمایا کہ پانی کے ڈول کھینچتے کھینچتے میرے ہاتھ دُکھنے لگتے ہیں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، اور چکّی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں بھی چھالے پڑ جاتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمھارے پدرِ بزرگوار کے پاس کچھ اسیر آئے ہیں جاؤ اُن سے اپنے لیے ایک خادم مانگ لو۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا آنحضرتؐ کی خدمت میں گئیں، سلام کیا، اور بغیر کچھ کہے واپس آگئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اے بنتِ رسولؐ! کیا ہوا؟ تم نے اپنے بابا سے اپنا مقصد بیان کیا، یا نہیں۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، ہاں میں گئی تو ضرور تھی مگر پدرِ بزرگوار کی جلالت اور بزرگی کی وجہ سے میں اُن سے کوئی بات نہ کر سکی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا چلو میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔

اس کے بعد دونوں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں ان اسیروں کو فروخت کر کے اُن کی قیمت اہلِ صفہ کو دینا چاہتا ہوں۔

پھر آنحضرتؐ نے اس کے بدلے میں اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمادی جو تسبیحِ فاطمہؑ کے نام سے مشہور ہے۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم، مناقب)

• کتاب شیرازی میں مرقوم ہے کہ جس وقت جناب فاطمہ زہرا نے اپنے پدرِ بزرگوار سے ایک کنیز کے لیے فرمائش کی تو آنحضرتؐ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

بیٹی! اُس ذات کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت مسجد میں چار سو افراد ایسے ہیں جن کے پاس نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ پہننے کے لیے۔ اور اگر مجھ کو اِس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ اس طرح تمھارے اجر و ثواب میں کمی آجائے گی تو میں تمھیں ایک کنیز ضرور دے دیتا، نیز تمھیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ علیؑ ابنِ ابی طالب بحیثیت شوہر بروزِ قیامت تم سے اپنے کسی حق کا مطالبہ نہ کریں۔

اس کے بعد آپؐ نے اپنی بیٹی کو تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیحِ زہراؑ کہلائی۔ جب دونوں واپس ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا، اے بنتِ رسولؐ! تم اپنے بابا کے پاس دنیا کے کام سے گئی تھیں آنحضرتؐ نے تمھیں ثوابِ آخرت عطا فرمادیا۔

• ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؑ و جناب فاطمہ آنحضرتؐ کے پاس گئے تو جبریلِ امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ

مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ (سورۃ الاسریٰ آیت ۲۸)

(اے رسولؐ!) اگر تم کو اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں جس کی تم کو اُمید ہے (مجبوراً) اُن کی گذارش سے منھ موڑنا پڑے تو نرمی سے انھیں سمجھا دو۔)

اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ زہرا کو ایک کنیز خدمت کے لیے عطا فرمائی جس کا نام آپ نے فضّہ رکھا۔

• تفسیر ثعلبی میں حضرت امام جعفر بن امام محمد باقرؑ علیہ السلام سے اور تفسیر قشیری میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو اس حال میں دیکھا کہ اونٹ کی کھال بطور چادر اوڑھے ہوئے تھیں، چکّی بھی چلاتی جاتی تھیں اور بچّے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں۔

یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا، بیٹی! تم نے آخرت کی شیرینی کے لیے دنیا کی تلخی اختیار کی ہے۔

شہزادی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اللہ کی نعمتوں اور بخششوں پر اُس کا شکر ادا کرتی ہوں، اُس کی حمد کرتی ہوں۔

اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی " وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى "

(سورہ والضحیٰ آیت ۵)

(اے ہمارے رسولؐ!) عنقریب تمھارا رب تم کو اتنا عطا فرما دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

(تفسیر ثعلبی، تفسیر قشیری)

(۵) — جناب فضّہؑ اور تکلّم بالقرآن

ابو القاسم قشیری نے اپنی کتاب میں ایک شخص کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا ہے، اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک صحرا میں اپنے قافلے سے بچھڑ گیا۔ وہاں میں نے ایک بہت سِن رسیدہ خاتون کو پایا، تو میں نے اُن سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟

اُنھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی قُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

(سلام کہہ بس انھیں معلوم ہو جائے گا) (سورۃ الزخرف آیت ۸۹)

میں اپنی اس بے ادبی اور کوتاہی پر نادم ہوا، اور فوراً سلام کیا اور دریافت کیا آپ یہاں کیسے آگئیں؟

اُنھوں نے جواب میں پھر قرآن کی آیت پڑھی مَنْ یَّھْدِ ی اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ ط (سورۃ الزمر آیت ۳۷)
(جس کی ہدایت اللہ کرے اس کو گمراہ کرنیوالا کوئی نہیں ہے۔)
میں سمجھ گیا کہ راستہ بھول گئی ہیں، میں نے عرض کیا، آپ جنوں میں سے ہیں یا انسانوں میں سے؟

اُنھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ
(اے بنی آدم! اپنے آپ کو سجائے رکھا کرو۔) (سورۃ الاعراف ۳۱)
میں سمجھ گیا کہ آپ انسان ہیں جن نہیں ہیں، میں پوچھا، آپ کہاں سے تشریف لارہی ہیں؟

اُنھوں نے یہ آیت پڑھی: یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ ع (حٰمٓ سجدہ آیت ۴۴)
(وہ دور دراز مقام سے پکارے جاتے ہیں)
میں سمجھ گیا کہ دور دراز مقام سے آرہی ہیں۔ میں نے عرض کیا معظمہ! کہاں کا ارادہ ہے؟

اُنھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ
(لوگوں پر اللہ کی طرف حجِ بیت اللہ فرض ہے) (سورہ آلِ عمران آیت ۹۱)
میں سمجھ گیا کہ آپ حج کے لیے تشریف لے جارہی ہیں۔ میں نے پوچھا، آپ کتنے دن سے سفر میں ہیں؟

اُنھوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ (سورہ ق آیت ۳۸)
(اور بہ تحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔)
میں سمجھ گیا کہ آپ چھ دن سے سفر میں ہیں۔ میں نے پھر پوچھا، کیا آپ کچھ کھائینگی؟

اُنھوں نے فوراً ہی یہ آیت پڑھی: وَمَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ (سورۃ الانبیاء آیت ۸)
(اور ہم نے اُن کے اجسام ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاسکیں۔)
میں نے انھیں کھانا کھلایا۔ پھر اونٹ پر بیٹھ کر چلنے لگا۔ وہ پاپیادہ تھیں۔ میں نے کہا، اب آپ ذرا تیز قدموں سے چلیں۔

اُنھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

(اللہ نے ہر نفس کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے) (البقر آیت ۲۸۶)

میں سمجھ گیا کہ تیز نہیں چل سکتیں۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ میرے ساتھ اونٹ پر پر بیٹھ کر سفر کریں گی؟

اُنھوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی: لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (سورۃ الانبیاء ۲۲)

(اگر ان دونوں (زمین و آسمانوں) میں دو خدا ہوتے تو یہ دونوں فاسد ہو جاتے)

میں سمجھ گیا کہ آپ کو میرے ساتھ بیٹھنے میں عذر ہے۔ لہٰذا میں سواری سے اُتر گیا اور اُنھیں سواری پر بٹھا دیا۔ جب وہ سواری پر بیٹھ گئیں تو یہ آیت پڑھی: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا (سورۂ زخرف آیت ۱۲)

(پاک ہے وہ ذات جس نے یہ سواری ہمارے لیے مسخّر کی ہے)

میں نے دیکھا کہ اب وہ مطمئن ہیں۔ جب ہم قافلے کے قریب پہونچے تو میں نے پوچھا، کیا اس قافلے میں آپ کا کوئی واقف کار ہے؟

جواب میں انھوں نے یہ آیات پڑھیں:

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (سورہ ص آیت ۲۵)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۳۸)

یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ (سورۂ مریم آیت ۱۳)

یَا مُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲-۱۱)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے قافلے میں پہونچ کر آواز دی، اے داوٗد، اے محمدؐ، اے یحییٰ اے موسیٰ! میری آواز کو سُن کر چار نوجوان سامنے آگئے۔ میں نے ان معظمہ سے پوچھا، یہ چاروں جوان آپ کے کون ہیں؟

اُنھوں نے یہ آیت پڑھی: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

(مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں) (سورۂ کہف آیت ۴۶)

میں سمجھ گیا کہ یہ سب ان کے لڑکے ہیں۔

اس کے بعد ان معظمہ نے یہ آیت پڑھی: یَآ اَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ۔ (سورۃ القصص آیت ۲۶)

(اے بابا! ان کو اُجرت پر رکھ لیجیے، اس لیے کہ آپ جس کو اجرت پر رکھیں گے وہ طاقت و امانت میں بہتر ہوگا

میں سمجھ گیا کہ یہ میری سواری کا کرایہ اور اُجرت دلانا چاہتی ہیں۔ یہ سن کر اُن لڑکوں نے مجھے کچھ مال دیا۔ اس کے بعد اُنھوں نے یہ آیت پڑھی : وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ

(اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔) (البقرة آیت ۲۶۱)

یہ سُن کر اُن کے لڑکوں نے مجھے کچھ اور مال دیا۔ میں نے اُن جوان لڑکوں سے پوچھا یہ معظمہ آپ کی کون ہیں ؟

اُنھوں نے جواب دیا، یہ ہماری والدہ فضہؓ ہیں جو جناب فاطمہؑ زہرا کی کنیز ہیں۔ انھوں نے بیس سال سے سوائے آیاتِ قرآنی کے ایک لفظ اپنے منھ سے نہیں ادا کیا۔

(مناقب ابنِ شہر آشوب)

⑥ = جناب فاطمہؑ کی زاہدانہ زندگی

کتاب زہد النبیؐ تالیف ابو جعفر احمد قمی، میں مرقوم ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی : وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝ (سورۃ الحجر آیات ۴۳، ۴۴)

(اور بیشک ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے اپنے اپنے تقسیم شدہ حصّے ہیں۔)

تو آپؐ زار و قطار رونے لگے۔ اور آپؐ کو روتا دیکھ کر صحابہ نے بھی رونا شروع کر دیا، ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم تھا کہ جبرئیلؑ کون سی آیت لے کر نازل ہوئے ہیں۔ پھر کسی میں اتنی جُرأت بھی نہ تھی جو آنحضرتؐ سے یہ پوچھے کہ آپؐ کیوں گریہ فرما رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ خواہ کسی حال میں ہوں جناب فاطمہؑ کو دیکھتے تو خوش ہو جاتے تھے۔ اس لیے آپؐ کے اصحاب میں سے ایک صاحب دوڑے اور جناب فاطمہؑ زہرا کے دروازے پر پہونچے۔ دیکھا کہ آپ چکی میں جَو پیس رہی ہیں اور فرما رہی ہیں۔

"وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى۔" (سورۃ القصص آیت ۶۰)

(اور اللہ کے پاس جو چیز ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے)

اُن صحابی نے اُن کو آنحضرتؐ کی حالت سے مطلع کیا۔

یہ سُن کر جناب فاطمہؑ زہرا نے اپنی پھٹی پرانی چادر اوڑھی جس میں بارہ جگہ لیفِ خرما کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب آپ مسجد میں تشریف لائیں تو سلمانؓ آپ کو اس عالم میں دیکھ کر بآوازِ بلند گریہ

کرنے لگے۔

شہزادی نے پوچھا، سلمانؑ! تم کیوں مصروفِ گریہ ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، کیسے نہ روؤں، دخترانِ قیصر و کسریٰ تو ریشم و کمخواب کے ملبوسات پہنیں اور شہنشاہِ دوعالم محمدؐ کی دختر کے سر پر ایسی ردا ہو جس میں جابجا لیفِ خُرما کے پیوند لگے ہوئے ہوں۔

الغرض جب جناب فاطمۂ زہرا اپنے پدرِ عالی قدر کے سامنے پہونچیں تو سلام کے بعد عرض کیا کہ باباجان! سلمان میری اس چادر کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث بہ رسالت فرمایا ہے، میرے اور علیؑ کے پاس پانچ سال سے ایک اونٹ کی کھال ہے جس پر دن کو ہمارا اونٹ چارہ کھاتا ہے اور رات کو وہی کھال ہمارا بستر بنتی ہے ہمارا تکیہ بھی چمڑے ہی کا ہے جس میں لیفِ خرما بھرا ہوا ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے سلمان! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میری دختر سیدہ ہے زہد اور تقویٰ (والی عورتوں) کی۔ یہ فرمایا کہ آپؐ کی چشمہائے مبارک سے آنسو ٹپک پڑے۔

جناب فاطمۂ زہرا نے بیقرار ہو کر پوچھا، باباجان! اس وقت رونے کا کیا سبب ہے؟

آنحضرت نے فرمایا، بیٹی! ابھی ابھی یہ آیت نازل ہوئی ہے:

"وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝" (سورۃ الحجر آیت ۴۳-۴۴)

(ان سب کی وعدہ گاہ جہنم ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے اپنے اپنے تقسیم شدہ حصے ہیں۔)

یہ سن کر حضرت فاطمۂ زہرا خوف کی وجہ سے بیتاب و بیقرار ہو کر گریہ کرنے لگیں اور فرمایا الویل ثم الویل لمن دخل النار (تباہی ہے اور پوری تباہی، اس شخص کے لیے جو داخلِ جہنم ہوگا۔)

سلمانؑ نے کہا، کاش میں گوسفند ہوتا اور لوگ میرا گوشت کھا لیتے اور کھال کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔

مقدادؑ نے کہا، کاش میں کوئی جنگل کا طائر ہوتا اور میری گردن پر حساب کتاب کا بار نہ ہوتا، تاکہ میں جہنم کا ذکر نہ سنتا۔

ابوذرؑ نے کہا، کاش میری ماں بانجھ ہوتی، وہ مجھے پیدا ہی نہ کرتی، تاکہ میں جہنم کا حال ہی نہ سنتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا، کاش میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا، اور اگر پیدا ہو بھی گیا تھا تو کوئی درندہ مجھے چیر پھاڑ کر کھا جاتا، تاکہ میں جہنم کا حال نہ سُنتا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے اور بولے والبعد سفراہ وا قلۃ زاداہ (ہائے سفر کتنا طویل ہے اور زادِ سفر کتنا قلیل ہے) لوگ قیامت کے سفر پر چلے جا رہے ہیں جس کے بعد وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ وہ ایسے مریض ہوں گے کہ جن کی کوئی عیادت کرنے والا نہ ہوگا، وہ ایسے زخمی ہوں گے کہ جن کے زخموں کی کوئی مرہم پٹی کرنے والا نہ ہوگا، ایسے قیدی ہوں گے کہ جن کا کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔ آگ ہی اُن کا کھانا، آگ ہی اُن کا پینا، آگ ہی اُن کا بستر ہوگی جس پر وہ کروٹیں بدلیں گے اور آگ ہی اُن کا لباس ہوگی۔ دنیا میں تو وہ اپنی ازواج کو پہلو میں لے کر سوتے تھے مگر جہنم میں ان کے ہم پہلو شیاطین ہوں گے۔ (کتاب زہد النبی)

۷ — جناب فاطمہؑ زہرا سے بنی اُمیہ کی عداوت

کتاب کافی میں اپنے اسناد کے ساتھ فرات بن احنف سے یہ روایت مرقوم ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ روئے زمین پر (فرفخ) خرفہ سے بہتر اور مفید کوئی سبزی نہیں ہے۔ اس کا نام دراصل بقلہ فاطمہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا، مگر اللہ کی لعنت ہو بنی اُمیہ پر کہ اُنھوں نے ہماری جدۂ ماجدہ جناب فاطمہؑ زہرا اور ہماری عداوت میں اس کا نام بقلۃ الحمقاء رکھ دیا۔ (الکافی)

۸ — جناب فاطمہؑ زہرا کی پسندیدہ سبزی

ابو یحییٰ واسطی نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب سبزی کاسنی ہے، حضرت علی علیہ السلام کی مرغوب سبزی بازروج ہے اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی مرغوب سبزی خرفہ ہے۔ (الکافی)

۹ — جناب فاطمہؑ زہرا اور زیارت قبورِ شہدار

یونس نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا، جناب فاطمہؑ زہرا ہر شنبہ (سنیچر) کی صبح شہدار کی قبروں پر زیارت کے لیے جاتی تھیں خصوصاً حضرت حمزہؓ کی قبر پر پہونچ کر ان کے لیے طلبِ رحمت اور مغفرت کرتی تھیں۔
(کتاب التہذیب)

(۱۰) = بَضْعَۃٌ مِنِّیْ

نوادر راوندی میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام موسیٰ کاظم ابنِ جعفرؑ علیہ السّلام سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ آپؐ کے ایک نابینا صحابی بھی جناب فاطمہؑ کے گھر گئے۔ جب اُن معظّمہ نے ان اندھے صحابی کو آتے ہوئے دیکھا تو پردہ کرلیا۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، بیٹی پردہ کس لیے کرتی ہو، یہ شخص تو نابینا ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، باباجان! اگر وہ نابینا ہے تو لیکن میں تو نابینا نہیں ہوں۔ وہ کم از کم میری خوشبو وغیرہ تو محسوس کرسکتا ہے۔

یہ جواب باصواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیحد خوش ہوئے اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّكِ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو میرا ہی ایک ٹکڑا (حصّہ) ہے۔

• مندرجۂ بالا اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا، کہ، عورت کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، بس عورت، عورت ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، یہ بتاؤ کہ عورت کا ادنیٰ تقرّبِ الٰہی (کا مقام) کیا ہے؟

اصحاب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ لیکن جب فاطمہؑ زہرا نے سنا تو فرمایا:

عورت کے لیے ادنیٰ (مقامِ) تقرّبِ الٰہی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے۔

آنحضرتؐ نے جب جنابِ فاطمہؑ زہرا کا یہ جواب سنا تو ارشاد فرمایا:

"اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ (بیشک فاطمہ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔)

○ ○ ○

لہ بضعۃ کو بَضْعَۃٌ اور بِضْعَۃٌ یعنی زبر اور زیر دونوں سے پڑھا جاسکتا ہے

۵

جناب فاطمہؑ زہرا کی تزویج کے بارے میں

① حضرت علیؑ کی خواستگاری

امالی شیخ صدوقؒ میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے یہ روایت مرقوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا 'کہ' میرا جی تو چاہتا تھا کہ فاطمہ زہراؑ سے شادی ہو جائے لیکن جرأتِ اظہار نہ ہوتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کروں۔ اور یہ بات میرے دل میں شب و روز اضطراب پیدا کیے ہوئے تھی (کہ آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کون چھیڑے، اور اسی اُدھیڑ بُن میں) میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اے علیؑ!

میں نے عرض کیا لبّیك یا رسول اللہ۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا، اپنی شادی کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟

میں نے عرض کیا، اس کے متعلق خود اللہ کے رسول کو بہتر علم ہے۔ معًا یہ بھی خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپؐ میری شادی قریش کی کسی اور عورت سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں اور میں فاطمہ زہراؑ سے محروم ہو جاؤں۔ غرض میں وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا، تو فوراً ہی آنحضرتؐ کا ایک فرستادہ آیا اور بولا چلو جلدی چلو' آنحضرتؐ نے تم کو یاد فرمایا ہے آج آپؐ بہت زیادہ مسرور نظر آ رہے ہیں میں نے کبھی آپؐ کو اس قدر مسرور و شادمان نہیں دیکھا۔

یہ سن کر میں تیزی کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں پہونچا، تو دیکھا کہ آپؐ حجرۂ جناب اُمِ سلمہ میں تشریف فرما ہیں اور خوشی کے باعث چہرۂ پُر نور پر مزید ضیا باری ہو رہی ہے۔ مجھے دیکھ کر آپؐ اس طرح مسکرائے کہ میں نے آپؐ کے دندانِ مبارک کو بجلی کی طرح چمکتے دیکھا۔

آپؐ نے فرمایا، اے علیؑ! لو مبارک ہو اللہ نے میری ساری فکر دور کر دی، مجھے تمھاری شادی کی طرف سے کافی تردد تھا۔

میں نے عرض کیا، وہ کیسے؟ یا رسول اللہ!

آپؐ نے ارشاد فرمایا، میرے پاس جبریلِ امین جنّت سے سُنبل و قرنفل (لونگ) لیکر

آئے، میں نے اسے لیکر سونگھا اور پوچھا، یہ سنبل و قرنفل کیسا ہے ؟

اُنھوں نے کہا، اللہ تبارک و تعالےٰ نے جنّت میں مقرّر فرشتوں اور وہاں کے ساکنین کو حکم دیا کہ جنّت کے پودوں، درختوں، پھلوں اور وہاں محلات و قصور کو پوری طرح آراستہ کرو۔ پھر وہاں کی ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ طرح طرح کی خوشبوئیں وہاں کی فضا میں بکھیر دیں اور وہاں کی حوروں کو حکم دیا کہ وہ سورۂ طٰہٰ و طواسین و یٰسٓ و حمٓعسٓق کی تلاوت کریں۔

اس کے بعد زیرِ عرش ایک منادی نے ندا دی کہ آگاہ ہو جاؤ آج علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی شادی کا ولیمہ ہے، تم سب گواہ رہنا کہ میں نے فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کا عقد علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے کر دیا۔ یہ دونوں بھی آپس میں شادی کرنے پر راضی اور خوش ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ابرِ سفید بھیجا، اُس نے آکر جنّت کے مکینوں پر موتیوں، زبرجد اور یاقوت کی بارش کی اور ملائکہ نے اُٹھا کر جنّت کے سنبل و قرنفل لٹائے اور یہ وہی سنبل اور قرنفل ہیں جو فرشتوں نے لٹائے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنّت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو جس کا نام راحیل ہے اور ملائکہ میں اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں حکم دیا کہ خطبہ (نکاح) پڑھ۔ اُس نے ایسا خطبہ پڑھا جیسا آج تک اہلِ آسمان و زمین نے کبھی نہ سُنا تھا۔

پھر آوازِ غیب آئی اور پکارنے والے نے پکار کر کہا، اے میرے ملائکہ اور میری جنّت کے ساکنو ! محمد مصطفےٰ کے محبوب علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور فاطمہؑ زہراؑ تک میری برکتیں پہونچا دو۔ کیونکہ میں نے اپنی اس کنیز کی شادی ایسے شخص سے کر دی ہے جو بعدِ نبی مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے (اور تمام عورتوں میں فاطمہؑ زہرا بھی میرے نزدیک سب سے زیادہ پیاری ہے۔)

راحیل نے عرض کیا، بارِ الٰہا ! ان دونوں حضرات کے لیے جو برکتیں تو نے جنّت میں فراہم کر رکھی ہیں ان کو ہم دیکھ رہے ہیں اب ان سے زیادہ تو انھیں اور کیا دینا چاہتا ہے ؟

ارشادِ ربّ العزّت ہوا، اے راحیل ! ان دونوں کے لیے میری مزید برکت یہ ہے کہ میں انھیں اپنی محبت پر جمع کردوں اور انھیں اپنی مخلوق میں اپنی حجت قرار دوں۔ مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم میں ان دونوں سے ایسی ہستیاں پیدا کروں گا جن کو اپنی زمین کا خزینہ دار، اپنے علم کا معدن اور اپنے دین کا رہبر اور انبیاء و مرسلین کے بعد اُن ہستیوں کو اپنی مخلوق پر حجت بناؤں گا۔

اتنا ارشاد فرمانے کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اے علیؑ ! مبارک ہو اللہ نے تمھیں وہ شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے جو اُس نے عالمین میں سے کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی اور میں اپنی دختر کی شادی تم سے اسی بناء پر کر رہا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے تمھارا عقد میری دختر فاطمہؑ سے پڑھا ہے۔

اس کے لیے جو اللہ کی مرضی ہے وہی میری بھی مرضی ہے۔ لہٰذا اب یہ تمھاری زوجہ ہے اور آج سے تم اس کے لیے مجھ سے زیادہ حق دار و سزاوار ہو۔ مجھ کو جبریل نے خبر دی ہے کہ جنّت تم دونوں کی بہت ہی مشتاق ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ ہوتا کہ تم دونوں کی نسل سے ایک ذرّیتِ طیّبہ پیدا کرے جو اللہ کی مخلوق پر اُس کی حجت ہو، تو وہ جنت اور اہلِ جنّت کی یہ تمنّا پوری کر دیتا کہ تم ابھی سے ساکنِ جنّت بن جاؤ۔ پس اے علیؑ! تم میرے کتنے اچھے بھائی، کتنے اچھے داماد اور کتنے اچھے صحابی ہو۔ تمھارے لیے اس کے متعلق صرف اللہ کی رضا کافی ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا اب میری قدر و منزلت اتنی بڑھ گئی اور اللہ کی نظر میں اس حد تک میں صاحبِ قدر و منزلت ہو گیا ہوں کہ میرا ذکر جنّت میں ہوتا ہے اور فرشتے و دیگر ساکنانِ جنّت میرے مشتاق ہیں اور یہ کہ فرشتوں کی محفل میں میری شادی کی ہے!

آپؐ نے فرمایا، سنو! اللہ جب اپنے کسی ولی کو نوازنا چاہتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی اتنی عزّت بڑھاتا ہے کہ ایسی عزّت نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی اور نہ کسی نے کان سے سُنی ہے۔ اے علیؑ! یہ عزّت اور مرتبہ اللہ کی جانب سے تمھیں مبارک ہو۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ (پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں)۔

آنحضرتؐ نے یہ سن کر آمین کہا۔

- عیون الاخبار الرضا میں بھی حضرت امام علی الرضا علیہ السّلام کے حوالے سے یہی مرقوم ہے
- نیز عیون الاخبار الرضا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے حوالے سے بھی حضرت علی علیہ السّلام کی یہی روایت ہے۔
- مندرجۂ بالا کتاب میں ابنِ عباس سے یہ روایت بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جناب فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام دیا جاتا مگر آپؐ اس پر توجّہ نہ دیتے بلکہ بے رُخی برتتے۔ جب سب لوگ مایوس ہو گئے تو سعد بن معاذ حضرت علی علیہ السّلام کے پاس گئے اور بولے بخدا میرا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کا رشتہ تمھاری وجہ سے روکے ہوئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا، تمھیں یہ خیال کیوں ہے؟ بخدا ابھی تو میں بظاہر کوئی نمایاں شخصیت بھی نہیں ہوں، نہ میں کوئی دولت مند آدمی ہوں کہ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ کو خود معلوم ہے کہ نہ میرے پاس کوئی درہم ہے نہ دینار۔

سعد نے کہا، خدا کے لیے (تم پیغام دیکر) ہمارے اس وہم کو دور کر دو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، مگر میں آنحضرتؐ سے جا کر کیا کہوں؟
سعد نے کہا کہ تم جا کر یہ کہو کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے پاس فاطمہ بنتِ محمدؐ کا پیغام دینے کے لیے آیا ہوں۔
راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خاموش خاموش آکر بیٹھ گئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو اس نئے انداز سے آکر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے علیؑ! کیا تم کسی ضرورت سے آئے ہو؟
اُنھوں نے کہا، جی ہاں، میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی خدمت میں فاطمہؑ بنتِ محمدؐ سے اپنی شادی کا پیغام دوں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مرحبا (بہت خوب)
حضرت علی علیہ السلام وہاں سے اُٹھ کر سعد کے پاس آئے اور پورا قصّہ بیان فرمادیا۔
سعد نے کہا، بس اب وہ تم ہی سے شادی کریں گے اِس لیے کہ اُس ذات کی قسم جس نے اُنؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آج تک آنحضرتؐ نے نہ وعدہ خلافی کی ہے اور نہ جھوٹ بولا ہے۔ خدا کے لیے کل تم پھر جاؤ اور عرض کرو کہ یا نبی اللہ! یہ امر کب ظہور میں آئے گا؟
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، مگر یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ بھلا میں کس طرح کہوں کہ یارسول اللہ! میری حاجت کا کیا ہوا؟
سعد نے کہا، نہیں جو میں نے بتایا ہے بس وہی جاکر کہو۔
دوسرے دن حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میرے لیے یہ بات کب ظہور پذیر ہوگی؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انشاء اللہ آج شب میں۔
اِس کے بعد آنحضرتؐ نے بلالؓ کو بلایا اور فرمایا، اے بلالؓ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے ابنِ عم سے پڑھ دیا ہے اور چاہتا ہوں کہ میری امّت میں نکاح کے وقت کھانا کھلانے کی سنّت قائم ہوجائے، لہٰذا بھیڑوں کے گلّے میں جاکر چار مُد کی ایک بکری لے آؤ۔ اور ایک بڑی لگن مہیّا کرو۔ میں مہاجرین وانصار کو دعوت دوں گا۔ جب سالن وغیرہ تیار ہوجائے تو مجھے بتانا۔
حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور جب سب کچھ تیار ہوگیا تو ایک لگن (بڑے پیالے) میں لاکر آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔
آنحضرتؐ نے لگن کے سرے پر اُنگلی لگائی پھر فرمایا، اب ایک ایک گروہ آئے اور کھانا کھائے

چنانچہ ایسا ہی ہوا، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ آتا گیا اور کھانے سے سیر ہوتا گیا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آنحضرتؐ نے باقی کھانے پر کچھ پڑھ کر دم کیا، اس میں مزید برکت ہو گئی اور بلالؓ سے فرمایا، اے بلال! اسے اُمہات المومنین کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ وہ خود بھی کھائیں اور دوسری عورتوں کو بھی کھلائیں۔

جب باہر اور اندر سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو آنحضرتؐ اندر تشریف لائے عورتیں آپؐ کو دیکھ کر ایک طرف چلی گئیں مگر اسماء بنتِ عمیس وہیں رہ گئیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، تم کون ہو اور یہاں کیوں ہو؟

اسماء نے جواب دیا، میں آپؐ کی بیٹی کی دیکھ بھال کے لیے ہوں۔ شادی کی پہلی شب کسی عورت کو دلہن کے پاس رہنا چاہیے تاکہ اگر دلہن کو کسی بات کی ضرورت ہو تو وہ اس سے کہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطانِ رجیم سے تیری حفاظت کرے۔ (تیرے چاروں اطراف سے حفاظت کرے۔)

پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو آواز دی۔ جب وہ آئیں تو اُنھوں نے دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام آنحضرتؐ کے پہلو میں تشریف فرما ہیں تو آپ کے قدم حجاب کے باعث رُک گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی کیوں روتی ہو؟ میں نے تو اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص کو تمھارے لیے منتخب کیا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے شخص سے تمھارا نکاح کیا ہے جو دنیا میں تمام لوگوں کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار گروہِ صالحین میں ہوگا۔

اس کے بعد آپؐ نے اسماء سے فرمایا، ایک طشت اور پانی لاؤ۔

جب طشت اور پانی لایا گیا تو آپؐ نے ایک گھونٹ پانی اپنے منہ میں لیکر طشت میں ڈال دیا، پھر اس میں اپنے دونوں پاؤں دھوئے اپنا رُخِ انور دھویا، پھر جناب فاطمہؑ زہرا کے سر پر ایک چلّو پانی چھڑکا اور پھر سارے جسم پر پانی چھڑکا اور دعا فرمائی: پروردگارا! یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میرے مالک! جس طرح تو نے مجھے رجس سے دور رکھا اور ہر طرح سے پاک و پاکیزہ قرار دیا اسی طرح اسے بھی ہر رجس سے دور رکھیو اور پاک و پاکیزہ قرار دیجیو۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک دوسرا طشت منگوایا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور اُن پر اسی طرح پانی چھڑکا جس طرح جناب فاطمہؑ زہرا پر چھڑکا تھا اور ان کے لیے بھی وہی دعا فرمائی جو جناب فاطمہؑ زہرا کے لیے کی تھی۔ پھر فرمایا، اچھا اب تم دونوں اُٹھو اور اپنے حجرے میں

جاؤ، اللہ تم دونوں میں اتفاق رکھے، تمھاری نسل میں برکت عطا فرمائے، تمھارے حالات کو درست فرمائے، پھر آپؐ اُٹھے اور دروازہ بند کر دیا۔

ابنِ عباس کا بیان ہے کہ اسمار بنتِ عمیس نے مجھے بتایا کہ میں آنحضرتؐ کو دیکھتی رہی آپؐ مسلسل اُن دونوں کے لیے دعار فرماتے رہے آپؐ نے اس دعار میں کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ (کشف الغمہ و مناقب)

• روایت ہے۔ ایک دن آنحضرتؐ اپنی زوجہ اُم سلمہ بنتِ ابی امیہ بن مغیرہ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں دق الباب ہوا۔

اُم سلمہ نے پوچھا کون ہے؟

آنحضرتؐ فرمایا، اے اُمِ سلمہ! اُٹھ کر جاؤ اور دروازہ کھول دو اور اسے اندر بُلالو یہ وہ شخص ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

حضرت اُمِ سلمہ بولیں، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، یہ ایسا کون شخص ہے کہ جس کی آپؐ اتنی تعریف فرما رہے ہیں، ابھی تو آپؐ نے اُس کو دیکھا بھی نہیں کہ وہ کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا، اے اُمِ سلمہ! ایسی بات نہ کہو، مجھے معلوم ہے، یہ وہ شخص ہے جو نہ بُزدل ہے اور نہ غصہ ور۔ یہ میرا بھائی اور میرا ابنِ عَم ہے اور مجھے وہ ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت اُمِ سلمہ کا بیان ہے کہ یہ سُن کر میں دروازہ کیطرف اس قدر تیزی سے دوڑی کہ میرا پیر چادر میں اُلجھ گیا اور میں گرتے گرتے بچ گئی۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کھڑے ہیں۔ اور بخدا وہ اس وقت تک گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے جبتک انھیں میرے حجرے میں داخل ہونے کا یقین نہیں ہوگیا۔ پھر وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا۔

آنحضرتؐ نے جوابِ سلام دیا اور فرمایا، اے علیؑ! بیٹھ جاؤ۔

آپؑ آنحضرتؐ کے سامنے بیٹھ گئے مگر حجاب کی وجہ سے آپؑ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی حاجت لیکر آئے ہیں جس کے اظہار کرنے سے حیا مانع ہے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علیؑ کے دل کی پوشیدہ بات کا علم تھا۔

آپؐ نے فرمایا، اے علیؑ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کوئی حاجت پیش کرنا چاہتے ہو۔ لہٰذا جو کچھ تمھارے دل میں ہے، بیان کر دو اور یہ بھی یقین کر لو کہ تمھاری ہر حاجت انشاء اللہ تعالیٰ میرے نزدیک پوری ہوگی۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ یہ سُن کر میری ہمت بندھی اور عرض کیا:
یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ کو تو خود میرے حالات کا علم ہے آپ نے مجھے اپنے چچا ابوطالبؑ اور اپنی چچی فاطمہ بنت اسد سے لیکر اپنی عاطفت میں میری پرورش اُس وقت سے فرمائی ہے جب کہ میں بچہ تھا، آپ جو کچھ کھاتے تھے اُس میں سے مجھے بھی کھلاتے تھے، آپ نے مجھے آدابِ زندگی سکھائے اس لیے میرے نزدیک آپ کا حق از روئے مہر و محبت، احسان و شفقت میرے باپ ابوطالبؑ اور میری ماں فاطمہ بنتِ اسد سے بھی زیادہ ہے۔ علاوہ بریں، اللہ نے آپ کی بدولت میری ہدایت فرمائی۔ لہٰذا دنیا و آخرت میں آپ ہی میرا سرمایہ و سہارا ہیں۔
اور اب میں چاہتا ہوں کہ جس طرح اللہ نے آپ کے ذریعے سے میرے بازو مضبوط کیے ہیں اسی طرح میرا گھر بھی آباد ہو جائے۔ میری ایک زوجہ ہو جس سے مجھے سکون میسّر ہو۔ اسی لیے میں آپ کی خدمت میں آپ کی بیٹی فاطمہ زہرا کی خواستگاری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یا رسول اللہ! کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں؟

ابو بشر محمد بن احمد ابن حماد انصاری المعروف بہ دولابی نے اپنی کتاب "الذریۃ الطاہرہ" میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی، تو آپ نے انکار فرما دیا۔ پھر عمر نے مجھ سے کہا اے علی! فاطمہ زہرا کے لیے بس تم ہی موزوں ہو۔
میں نے کہا، مگر میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے علاوہ ایک زرہ کے جس کو میں رہن رکھ سکتا ہوں

الغرض جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ زہرا کا عقد کر دیا اور اس کی خبر جناب فاطمہ زہرا کو ہوئی تو وہ رونے لگیں۔
جب آنحضرت نے سُنا کہ فاطمہ رو رہی ہیں تو آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! فاطمہ! تم کیوں رو رہی ہو؟ خدا کی قسم میں نے تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو تمام لوگوں سے حلم میں افضل اور اسلام میں اول ہے۔

- جب حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت سے جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کی تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہر سببی و نسبی رشتہ منقطع ہو جائے گا سوائے آپ کے سببی و نسبی رشتہ کے۔

آنحضرت نے فرمایا، سببی رشتہ کا سبب اللہ نے ہی پیدا کیا ہے اور نسبی قرابت بھی اللہ ہی نے دی ہے۔ (پھر آپ نے پوچھا) کیا تمھارے پاس کچھ ہے؟ شادی میں کیا خرچ کرو گے؟

یہ فرما کر آپؐ کے چہرۂ مبارک پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرا حال تو آپؐ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک گھوڑا ہے ایک خچر ہے، ایک تلوار ہے اور ایک زرہ ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، تم اپنی زرہ فروخت کردو۔

• دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس سلمان فارسی آئے اور کہا چلیے، آپؑ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا، اے علیؑ! مبارک ہو قبل اس کے کہ میں تمھارا عقد فاطمہؑ زہرا سے زمین پر کرتا، اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمھارا عقد فاطمہؑ زہرا سے کر دیا ہے۔ ابھی ابھی میرے پاس ایک فرشتے نے آکر مجھ سے کہا، اے محمدؐ! آپؐ کو مبارک ہو، آپؐ کا خاندان آپس ہی ملا اور نسل میں طہارت باقی رہی۔

میں نے اُس فرشتے سے پوچھا، تیرا کیا نام ہے۔؟

اُس نے کہا، میرا نام نسطائیل ہے۔ میں قوائم عرش کے موکلوں میں سے ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اِس بشارت کے پہونچانے کی درخواست کی تھی۔ جبریل امیں بھی میرے پیچھے آرہے ہیں

مرحباً و اھلاً : ابو بریدہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہؑ زہرا کی خواستگاری کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا مرحباً و اھلاً (خوش آمدید تم واقعاً اس کے اہل ہو۔)

حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ اگر آنحضرتؐ نے تم سے ان دونوں الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی ارشاد فرمایا ہوتا یعنی صرف مرحبا فرمادیا ہوتا یا صرف اھلاً فرمایا ہوتو وہ ایک ہی آپؑ کے لیے کافی تھا چہ جائیکہ آنحضرتؐ نے آپؑ کو مرحباً و اھلاً دونوں الفاظ ارشاد فرمادیے۔

• ابن بطہ اور ابن موذن اور سمعانی اِن سب نے اپنی اپنی کتابوں میں ابن عباس اور انس بن مالک کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا، اے علیؑ کیسے آنا ہوا؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، میں آپؐ کو سلام کہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، دیکھو! یہ جبریل امیں بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارا عقد فاطمہؑ سے کر دیا ہے اور اس پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔

اور شجرۂ طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ ان فرشتوں پر اس تزویج کی خوشی میں موتی و یاقوت لٹا دو۔ جب ان پر موتی اور یاقوت لٹائے گئے تو حور دوڑیں اور انھوں نے طباق بھر بھر کر موتی اور یاقوت لوٹے اور اس پر وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرتی رہیں گی اور یہ کہتی رہیں گی کہ یہ حضرت فاطمہؑ زہرا خیر النساء کی شادی کا تحفہ ہے۔

• ابنِ بطہ کی روایت میں ہے کہ اگر اس نچھاور میں ایک نے کسی دوسرے سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ بہتر پالیا ہے تو وہ قیامت تک اس پر فخر کرتا رہے گا۔

• ابنِ مردویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ علقمہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ کا عقد حضرت فاطمہؑ زہرا سے ہوا تو جنت کے اثمار فرشتوں پر لُٹائے گئے۔

(۲) — حضرات شیخین اور شادی کا پیغام

ابنِ شاہین مروزی نے اپنی کتاب "فضائلِ فاطمہؑ علیہا السّلام" میں اپنے اسناد کے ساتھ ابی بریدہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور بلاذری نے اپنی تاریخ میں اپنے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے ساتھ فاطمہؑ زہرا کی شادی کا پیغام دیا تو آپؐ نے فرمایا، میں اس امر میں اللہ کے حکم کا منتظر ہوں۔

اِس کے بعد عمر نے پیغام دیا تو آپؐ نے اُن کو بھی وہی جواب دیا۔

• احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور کتاب الفضائل میں، ابانہ بن بطہ نے اپنی کتاب میں، خطیب نے اپنی تاریخ میں، ابنِ شاہین نے اپنی کتاب الفضائل میں، ابنِ عباس کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جناب فاطمہؑ زہرا کا عقد حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ سے کر دیا تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا کہ فاطمہؑ کو تم اپنی طرف سے کچھ دو۔

حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا، میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، تمھاری زرہ خطمیہ کہاں ہے؟

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے عرض کیا کہ میرے پاس تو زرہ خطمیہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، وہی دے دو۔

• صحاح میں اپنے اسناد کے ساتھ جناب امیر المومنین و ابنِ عباس و ابنِ مسعود اور جابر ابنِ عبداللہ انصاری و انس بن مالک و براء بن عازب اور جناب اُمِ سلمہ سے بالفاظِ مختلفہ یہ روایت

ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر نے یکے بعد دیگرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؑ کمسن ہے۔

• ابن بطہ نے اپنی کتاب "الابانہ" میں تحریر کیا ہے کہ عبدالرحمٰن نے بھی آپؐ سے جناب فاطمۃ زہراؑ کی خواستگاری کی تھی مگر آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے یہ بھی کہا کہ میں اتنا مہر دینے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر آپؐ کو غصہ آگیا، اور ہاتھ بڑھا کر کچھ سنگریزے اُٹھا لیے اور وہ آپؐ کے ہاتھ میں آکر تسبیح پڑھنے لگے۔ پھر آپؐ نے وہ سنگریزے عبدالرحمٰن کے دامن میں ڈال دیے تو وہ موتی و مونگے بن گئے۔ اس طرح آپؐ نے اس کی پیشکش کا جواب دیا۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمۃ زہراؑ سے رشتہ کے لیے حضرت ابوبکر، جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! فاطمۃ زہراؑ کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور منھ موڑ لیا۔ پھر عمر آئے اور اُنھوں نے بھی یہی گذارش کی۔ آپؐ نے اُن کی طرف سے بھی منھ پھیر لیا۔ تو یہ دونوں عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے اور کہا۔ تم قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو، کاش تم رسول اللہؐ کے پاس جا کر فاطمۃ زہراؑ کا رشتہ مانگتے تو اس سے تمھارے مال و دولت اور فضل و شرف میں اضافہ ہو جاتا۔

یہ سن کر عبدالرحمٰن بن عوف آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے متعلق رشتہ کی درخواست کی۔ لیکن آپؐ نے عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف سے بھی منھ پھیر لیا۔ عبدالرحمٰن یہ جواب سن کر ان دونوں کے پاس واپس آیا اور کہا، میرے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آیا، جو تم دونوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

پھر یہ دونوں حضرات، جناب علی امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؑ اُس وقت نخلستان میں پانی دے رہے تھے۔ ان دونوں نے کہا، ہمیں معلوم ہے کہ تمھیں حضرت رسول اللہؐ سے جو قرابت حاصل ہے اور تم اسلام میں بھی سب سے مقدم ہو، اگر تم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر فاطمۃ زہراؑ کا رشتہ مانگ لیتے تو تمھارے فضل و شرف میں اللہ تعالیٰ اور بھی اضافہ فرما دیتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، آپ دونوں نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے تو میں ابھی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتا ہوں۔

آپؑ وہاں سے چلے آئے وضو کیا، غسل فرمایا، قطری چادر دوش پر ڈالی، دو رکعت نماز پڑھی اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں فاطمہؑ زہرا کی خواستگاری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، اگر میں فاطمہؑ زہرا کی شادی تم سے کر دوں تو تم اس کے مہر میں کیا دے سکتے ہو؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا، میں مہر میں اپنی تلوار، اپنا گھوڑا، اپنی زرہ اور آبپاشی کا اونٹ سب دے دوں گا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، خیر تمہارے آبپاشی کا اونٹ، گھوڑا اور تلوار یہ سب تمہارے لیے ضروری ہیں تم ان سے مشرکین سے جہاد کرتے ہو، البتہ زرہ کو مہر میں دے سکتے ہو۔ (اس کی تمھیں چنداں ضرورت نہیں ہے)

(۳) حضرات شیخین کی مایوسی

کتاب مناقب میں جناب اُمِ سلمہؓ و سلمانؓ فارسی اور حضرت علی علیہ السلام ابنِ ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ جب دخترِ رسولؐ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا سنِ بلوغ کو پہونچیں تو قریش کے بڑے بڑے صاحبانِ فضل و شرف اہلِ ثروت و دولت آنحضرتؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ زہرا کی خواستگاری کیلئے آتے۔ مگر آپؐ اُن سب کی طرف سے اس طرح منھ موڑ لیتے کہ اکثر لوگوں کو یہ گمان ہوتا کہ آنحضرتؐ اُن سے ناراض ہو گئے یا شاید آپؐ پر اس کے متعلق آسمان سے کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ ان پیغام دینے والوں میں حضرت ابوبکر بھی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ فاطمہؑ کی شادی کا اختیار فاطمہؑ کے پروردگار کو ہے۔ اُنکے بعد حضرت عمر نے پیغام دیا۔ آپؐ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر کو دے چکے تھے۔

(۴) رشتے کی منظوری

امالی شیخ مفید علیہ الرحمہ میں ضحاک بن مزاحم نے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس حضرت ابوبکر و عمر آئے اور انھوں نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ تم بھی جناب رسول اللہ کے پاس جا کر فاطمہؑ زہرا کے لیے پیغام دے کر دیکھ لیتے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس پر میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

اے علیؑ! کیا بات ہے، کیوں آئے ہو؟

میں نے آپؐ سے اپنی قرابت، اپنے تقدّم فی الاسلام، اپنی نصرت اور اپنے جہاد کا ذکر کیا۔

آپؐ نے فرمایا، اے علیؑ! تم درست کہتے ہو، بلکہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے تم اِس سے بھی بالاتر ہو۔

پھر میں نے فاطمہؑ زہرا کی خواستگاری کی۔

آپؐ نے فرمایا، اے علیؑ! تم سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے فاطمہؑ زہرا کی خواستگاری کی تھی مگر جب میں نے فاطمہؑ زہرا کے سامنے اُن کا ذکر کیا تو اس کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے یہ فرما کر آپؐ اندر جانے لگے اور حضرت علیؑ سے کہا کہ تم ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔

پھر آپؐ حضرت فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ آپؐ کو دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ آپؐ کے دوش سے چادر لیکر رکھ دی، پائے مبارک سے نعلین اتاریں، وضو کے لیے پانی لیکر آئیں، آپؐ کے پاؤں دھلائے پھر نہایت ادب سے بیٹھ گئیں۔

آنحضرتؐ نے آواز دی۔ اے فاطمہؑ!

اُنھوں نے عرض کیا، جی ہاں، یا رسول اللہ! کیا حکم ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے تم اچھی طرح واقف ہو کہ میری اُن سے کیا قرابت ہے۔ اور اُن کا فضل و شرف اور ان کا اسلام وغیرہ تم سے پوشیدہ نہیں۔ اور میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ تمھاری شادی ایسے شخص سے کرادے جو اس کی نظر میں سب سے بہتر اور اُس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اب اُنھوں نے آکر مجھ سے تمھاری بات ڈالی (خواستگاری کی) ہے۔ بیٹی! بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟

جناب فاطمہؑ زہرا یہ سن کر خاموش رہیں، نہ اپنا منھ موڑا، نہ اُن کے چہرے پر کراہت کے آثار نظر آئے تو آنحضرتؐ یہ فرماتے ہوئے اُٹھے کہ اللہ اکبر، اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

پھر جبریلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی۔ اے محمدؐ! آپؐ فاطمہؑ زہرا کی شادی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے کر دیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فاطمہؑ زہرا کو علیؑ کے لیے اور علیؑ کو فاطمہؑ کے لیے پسند فرماتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ کا عقد

مجھ سے کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا، بسم اللہ، اٹھو اور کہو علی برکۃ اللہ و ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ توکلت علی اللہ۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فاطمہؑ زہرا کے پاس لاکر بٹھا دیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، پروردگارا! یہ دونوں تیری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان کی نسل و ذریت میں برکت عطا فرما، ان دونوں کی حفاظت فرما۔ میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شیطانِ رجیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(امالی شیخ مفید علیہ الرحمہ)

⑤ اگر علیؑ نہ ہوتے ...!

عیون الاخبار الرضا میں ہے کہ حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"اے علیؑ! قریش کے متعدد افراد فاطمہؑ زہرا کے رشتہ کے سلسلے میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی فاطمہؑ زہرا کے لیے آپؐ کو پیغام بھیجا تھا اور علیؑ نے بھی آپؐ کو پیغام دیا، لیکن آپؐ نے ہمیں تو انکار کر دیا اور علیؑ سے بلا تکلف عقد کر دیا۔

میں نے انھیں جواب دیا کہ بخدا نہ میں نے تم لوگوں کے لیے انکار کیا اور علیؑ سے فاطمہؑ زہرا کا عقد کیا ہے، بلکہ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو منع کیا تھا اور علیؑ سے عقد کیا تھا۔ اس کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے، انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو یقیناً تمھاری بیٹی فاطمہؑ زہرا کا کوئی کفو و ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا، خواہ وہ آدم ہوں یا اُن کی ذریت میں سے کوئی اور۔!"

- ہمدانی نے بھی علی بن معبد سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(عیون اخبار الرضا)

- یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو نہ پیدا کیا ہوتا تو فاطمہؑ زہرا کا کوئی کفو اور ہمسر روئے زمین پر نہ ملتا۔ (امالی شیخ مفیدؒ)

⑥ شادی کیلئے حکمِ خدا

تمیمی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے ہمیں فاطمہؑ زہرا کی شادی علیؑ کے ساتھ کرنے کا حکم دیا تو میں نے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ (عیون اخبار الرضا)

• تین اسناد کے ساتھ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا، اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں نے فاطمہؑ کی شادی (تزویج) علیؑ کے ساتھ کر دی ہے۔ لہٰذا تم بھی ان کے ساتھ (علیؑ کے ساتھ) فاطمہؑ کی تزویج کر دو۔ اور میں نے شجرۂ طوبیٰ کو حکم دیدیا ہے کہ ان پر تصدّق کے لیے پھل پیدا کرنے کی جگہ موتی، یاقوت اور مرجان پیدا کرے۔ آسمان والے اس شادی سے بیحد خوش ہیں۔

نیز فاطمہؑ زہرا کے بطن سے دو ایسے فرزند پیدا ہوں گے جو جوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہوں گے اُن کی وجہ سے جنّت میں رونق آجائے گی۔

اے محمدؐ! تمھیں مبارک ہو، تم اوّلین و آخرین میں سب سے بہتر و افضل ہو۔

(۷) فضائلِ حضرت علیؑ بزبانِ حضرت محمدؐ

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سے شادی کا پیغام جس کسی کی طرف سے بھی آتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے بے رُخی برتتے تھے یہاں تک کہ سب لوگ مایوس ہو کر بیٹھ رہے۔ مگر جب آپؐ نے خود ارادہ کیا کہ فاطمہؑ کی تزویج علیؑ سے کردیں تو آپؐ نے تنہائی میں خاموشی کے ساتھ اس سلسلے میں جنابِ فاطمہؑ زہرا سے بات کی۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپؐ کی رائے سب سے اولیٰ ہے لیکن قریش کی عورتیں تو اُن کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اُن کا پیٹ نکلا ہوا ہے، ہاتھ لمبے ہیں، اُن کے جوڑوں کی ہڈیاں بہت چوڑی ہیں، سر کے اگلے حصّے کے بال بھی نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں، شیروں اور درندوں جیسے ہاتھ پاؤں ہیں، ہر وقت ہنستے رہتے ہیں۔ پھر اُن کے پاس نہ مال ہے نہ دولت وحشمت، بالکل مفلس اور فقیر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بیٹی کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ نے جب دنیا پر پہلی نظرِ انتخاب ڈالی تو سارے عالمین کے مَردوں میں مجھے منتخب فرمالیا، پھر دوسری نظرِ انتخاب ڈالی تو عالمین کے مَردوں میں علیؑ کا انتخاب فرمالیا، پھر جب تیسری نظرِ انتخاب ڈالی تو عالمین کی عورتوں میں تمھیں منتخب فرمایا۔

اے فاطمہؑ! سنو، جب شبِ معراج مجھے آسمان کی طرف لیجایا گیا تو میں نے صخرۂ

بیت المقدس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ (سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جن کی مدد میں نے اُن کے وزیر کے ذریعے سے کی جن کی نصرت میں نے اُن کے وزیر کے ذریعے سے کی)

میں نے جبریل سے پوچھا، میرا وزیر کون ہے ؟

انھوں نے کہا، علی ابنِ ابی طالب ہیں۔

پھر جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچا تو اس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ " انی انا اللہ لآ الٰہ الّا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہٗ بوزیرہ " (بیشک میں ہی اللہ ہوں مجھ تنہا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمدؐ میری مخلوق میں میرے منتخب بندے ہیں، ان کی مدد میں نے اُن کے وزیر کے ذریعے سے کی اور ان کی نصرت میں نے ان کے وزیر کے ذریعے سے کی ہے)

میں نے جبرلیے پوچھا، میرا وزیر کون ہے ؟

اُنھوں نے کہا، علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزر کر عرشِ رب العٰلمین تک پہونچا، تو اُس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ " انا اللہ لا الٰہ الّا انا محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ " (میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے محمدؐ میرے حبیب ہیں جن کی مدد میں نے اُن کے وزیر کے ذریعے سے کی اور جن کی نصرت میں نے اُن کے وزیر کے ذریعے سے کی)

اِس کے بعد میں جنّت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ شجرۃ طوبیٰ کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے اور جنّت میں کوئی قصر اور کوئی مکان ایسا نہیں جہاں اس درخت کی (طوبیٰ کی) شاخیں نہ پہونچی ہوں اور اس کی ہر شاخ سے سُندس واِستبرق کے حُلّے جھڑ رہے تھے اور یہ شاخیں بندۂ مومن کے لیے ہزار ہزار بار جھڑتی رہیں گی اور ہر مرتبہ لاکھ لاکھ حلّے جھڑیں گے جو مختلف رنگ کے ہوں گے، ایک رنگ دوسرے سے مشابہہ نہ ہوگا، یہی اہلِ جنّت کا لباس ہوگا۔ اور اس میں پھیلے ہوئے سائے ہوں گے۔

جنّت کا عرض زمین وآسمان کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ یہ وہ جنّت ہے جسے اللہ نے اپنے اُن بندوں کے لیے بنایا ہے جو اُس پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں۔ اس جنّت کے وسط میں ایک طویل سایہ ہے جو اتنا طویل اور پھیلا ہوا ہے کہ اگر اس سائے میں ایک تیز گھوڑا سوار سو سال تک مسلسل اپنا تیز دوڑنے والا گھوڑا دوڑاتا رہے، تب بھی اس کو طے نہیں کر سکتا، جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (سورۂ واقعہ آیت ۲۹)

جنّت کے نچلے حصّہ میں اہلِ جنت کے لیے پھل ہوں گے جو اُن کے کھانے کے لیے اُن کے

گھروں میں لٹک رہے ہوں گے۔ ایک ایک شاخ میں سو سو طرح کے پھل ہوں گے۔ کچھ اُن میں سے وہ ہوں گے جن کی نظیر دنیا میں دیکھی گئی ہے کچھ عدیم النظیر ہوں گے اور جب کوئی اُن میں سے ایک پھل توڑے گا تو فوراً اُس کی جگہ دوسرا پھل نمودار ہو جائے گا اور اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا اور نہ کسی کو توڑنے سے منع کیا جائے گا۔ اس درخت کی جڑ سے چار نہریں جاری ہوں گی۔ ایک نہر ٹھنڈے اور صاف وشفاف پانی کی، دوسری نہر دودھ کی جس کا مزا کبھی نہ بدلے گا، تیسری نہر شراب کی، جس سے پینے والے لذّت اندوز ہوں گے اور چوتھی نہر شہدِ خالص کی ہو گی۔

اے فاطمہؑ، علیؑ کے ساتھ مجھ کو اللہ نے سات خصلتیں عطا کی ہیں۔

(۱) علیؑ وہ پہلے انسان ہیں جو روزِ قیامت میرے ساتھ ہی اپنی قبر سے نمودار ہوں گے

(۲) علیؑ وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ پلِ صراط پر کھڑے ہوں گے اور آتشِ جہنم سے کہیں گے کہ اس کو لیلے اور اس کو چھوڑ دے۔

(۳) علیؑ وہ پہلے انسان ہیں جن کو میرے ساتھ ہی روزِ قیامت حلّہ پہنایا جائے گا۔

(۴) علیؑ وہ پہلے انسان ہیں جو میرے ساتھ یمینِ عرش میں ایستادہ ہوں گے۔

(۵) علیؑ وہ پہلے انسان ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ دروازۂ جنّت پر دستک دیں گے۔

(۶) علیؑ ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ علّیین میں قیام کریں گے۔

(۷) علیؑ ہی وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے میرے ساتھ جنّت میں وہ سر بہ مہر جام پئیں گے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَخِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِىْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ (اور جس کی مہر مُشک کی ہو گی پس رغبت رکھنے والوں کو چاہیے کہ اس میں اور رغبت بڑھائیں۔) (سورۂ المطففین پارہ ۳۰ آیت ۲۶)

اے فاطمہؑ! یہ ہیں وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں علیؑ کو عطا کی ہیں اور جنّت میں اُن کے لیے فراہم کی ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔

اور تم نے جو اُن کے متعلق کہا کہ اُن کا پیٹ نکلا ہوا ہے۔ تو دراصل وہ ایسے علم سے بھرا ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری دانست میں صرف ان ہی کو دیا ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ اُن کے سر پر سامنے کی طرف بال نہیں ہیں اور اُن کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو بالکل حضرت آدمؑ کی شکل پر پیدا کیا ہے۔

اب یہ کہ ان کے ہاتھ لمبے لمبے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں لمبے لمبے ہاتھ اس لیے عطا

کیے ہیں کہ ان سے وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ ان ہی کے ذریعے سے اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔ ان ہاتھوں پر اللہ تعالےٰ فتوحات دے گا" ان ہی ہاتھوں سے وہ مشرکین سے تنزیلِ قرآن پر جنگ کریں گے اور تاویلِ قرآن پر منافقین، مارقین، ناکثین اور فاسقین سے جہاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے صلب سے سردارانِ جوانانِ اہلِ جنّت کو پیدا کرے گا اور ان دونوں سے اپنے عرش کو زینت بخشے گا۔

اے فاطمہؑ! اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذرّیت اُس کے صلب سے قرار دی ہے اور میری ذرّیت علیؑ کے صلب سے قرار دی ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میری کوئی ذرّیت نہ ہوتی۔

یہ سب کچھ منقبتِ علیؑ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! روئے زمین پر میں کسی کو بھی علیؑ پر ترجیح نہیں دیتی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دیا۔

اسی حدیث کی بناء پر ابنِ عباس کہا کرتے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

(تفسیر علی بن ابراہیم قمیؒ)

(۸) حدیثِ محمود

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔ آپؑ نے فرمایا: جناب رسول مقبولؐ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپؐ کے پاس ایک فرشتہ وارد ہوا جس کے چوبیس عدد چہرے تھے۔

آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا اے میرے دوست جبریل! میں نے تو کبھی تم کو اس شکل میں نہیں دیکھا۔

وہ فرشتہ بولا، یا رسول اللہ! میں جبریل نہیں ہوں۔ میرا نام محمود ہے مجھے اللہ تعالےٰ نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں نور کا نکاح نور سے پڑھ دوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کس کا نکاح کس سے؟

اُس نے کہا، فاطمہؑ زہرا کا نکاح علیؑ سے۔

الغرض جب وہ فرشتہ واپس جانے لگا تو میں نے دیکھا کہ اس کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان تحریر تھا: محمد رسول اللہ علی وصیہ' (محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ ان کے وصی ہیں۔)

آنحضرتؐ نے اس فرشتے سے پوچھا، تیری پشت پر یہ کلمہ کب سے تحریر ہے؟

اُس نے جواب دیا، آدمؑ کی پیدائش سے بائیس ہزار سال قبل سے تحریر ہے (خصال، امالی صدوقؒ، معانی)

- مناقب ابن شہر آشوب میں بھی علی بن جعفر سے یہی روایت مرقوم ہے۔ اس کے بعد یہ بھی تحریر ہے کہ ایک روایت میں بائیس ہزار کے بدلے چوبیس ہزار ہے۔
- جابر بن عبداللہ انصاری نے بھی محمود نامی فرشتے کی روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ اس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور اس کا نام اصل میں صرصائیل تھا۔
- ابوبکر مردویہ کے فضائل امیرالمومنین میں انس بن مالک سے اور کتاب ابوالقاسم سلیمان طبری میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ زہرا کا عقد علیؑ سے کر دوں۔
- کشف الغمہ میں حضرت امام حسین ابن علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ نازل ہوا جس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبانیں تھیں اور وہ ہر زبان سے اللہ کی تسبیح و تقدیس الگ الگ لغتوں میں کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں سات آسمانوں اور زمینوں سے بھی چوڑی تھیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا "اے جبریل! اس شکل میں تو تم کبھی میرے پاس نہیں آئے آج کیا بات ہے؟

اُس فرشتے نے کہا، "یا حضرت! میں جبریل نہیں ہوں، میرا نام صرصائیل ہے مجھے اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ آپ نور کا نکاح نور سے کر دیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کس کا نکاح کس سے؟

اُس نے کہا، آپؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا کا نکاح علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام سے۔

آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا اور حضرت جبریل اور میکائیل و صرصائیل کو اس نکاح کا گواہ بنایا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے صرصائیل کے دونوں شانوں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ تحریر ہے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا کہ اے صرصائیل تمہارے شانوں پر یہ کب سے لکھا ہوا ہے؟

صرصائیل نے جواب دیا کہ اس دنیا کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے یہ تحریر میرے شانوں پر لکھی جا چکی تھی۔ (الکافی)

(۹) بھائی بھی اور داماد بھی

عبداللہ علوی نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے جد سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے اور اُمِ ایمن سے دریافت فرمایا:

اے اُمِ ایمن! میرا بھائی کہاں ہے؟

اُمِ ایمن نے عرض کیا، آپؐ کا بھائی کون؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، علیؑ۔

اُمِ ایمن نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپؐ نے تو اُن سے اپنی بیٹی کی شادی کردی ہے اس کے بعد بھی وہ آپؐ کے بھائی ہی رہ گئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں، اے اُمِ ایمن! خدا کی قسم، میں نے ان ہی کو دنیا و آخرت میں صاحبِ وجاہت اور شریف ترین پایا، ان ہی کو فاطمہؑ کا کفو پایا، اس لیے ان ہی سے شادی کردی۔ (امالی شیخ مفیدؒ)

(۱۰) نَسَبًا وَّصِهْرًا کی تفسیر

تفسیر فرات میں آیت وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (سورۂ فرقان آیت ۵۴) (اور وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا بشر کو پانی سے اور پھر اُس کو خاندان اور سسرال والا بنایا۔) کی تفسیر میں ابنِ عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نطفۂ نورانی پیدا کیا جو خزانۂ غیب میں پوشیدہ تھا، پھر اس کو صلبِ آدمؑ میں ودیعت فرمایا اور وہ صلبِ آدمؑ سے منتقل ہو کر صلبِ شیثؑ میں آیا، پھر صلبِ انوشؑ میں آیا، پھر صلبِ قینان میں آیا اور اسی طرح وہ نسلاً بعد نسلٍ پاک اصلاب و ارحام سے گذرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صلبِ عبدالمطلب میں ودیعت فرمایا، پھر اس کے دو حصے کیے ایک حصہ صلبِ عبداللہ میں اور دوسرا حصہ صلبِ ابوطالبؑ میں منتقل ہو کر حضرت عبداللہؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت ابوطالبؑ سے حضرت علی علیہ السلام تولد ہوئے اور آیۂ مذکورہ کا یہی مطلب ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس سے نسب اور سبب یعنی صہر (دامادی) کو قرار دیا۔

پس حضرت فاطمہؑ کی شادی حضرت علی علیہ السلام سے ہوئی۔ لہٰذا علیؑ محمدؐ سے ہیں اور محمدؐ علیؑ سے اور حسنؑ وحسینؑ و فاطمہؑ نسب ہیں اور علی ابنِ ابی طالبؑ صہر (داماد) ہیں۔ (تفسیر فرات ص۱۰۷)

(۱۱) تاریخِ عقد

(۱) کتاب مصباح میں ہے کہ یکم ذی الحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد حضرت امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام سے کیا۔ اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ چھ ذی الحجہ تھی۔

• (۲) حضرت امام جعفر صادق ابن محمد باقرؑ علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد ماہ رمضان ۲ھ میں ہوا۔ اور رخصتی اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔

• (۳) کتاب اقبال الاعمال میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب حدائق الریاض کے حوالے سے تحریر ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا ۲۱ محرم ۳ھ پنجشنبہ اپنے پدرِ بزرگوار کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کے گھر تشریف لائیں۔ لہٰذا اس تاریخ کو شکرانہ کا روزہ مستحب ہے۔ اس لیے کہ اس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت اور اپنی صفوت کو ایک جا جمع کر دیا۔

• (۴) جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ بدر سے واپس ہونے کے بعد ماہِ شوّال کے چند دن گذرے تھے کہ فاطمہؑ کی رخصتی ہوئی۔

• (۵) دوسری روایت میں ہے کہ چھ ذی الحجہ بروز سہ شنبہ فاطمہؑ کی رخصتی ہوئی۔ (امالی)

(۱۲) عقدِ فاطمہؑ زہرا آسمانوں میں

امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے درمیان اخوّت قرار دی۔ اُن سے میری بیٹی کا عقد سات آسمانوں کے اوپر پڑھا اور اپنے ملائکۂ مقربین کو اس عقد کا شاہد بنایا۔ پھر اُن کو میرا وصی اور جانشین قرار دیا۔ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اُن کا دوست میرا دوست ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے اور ملائکہ بھی ان ہی کی محبت کے ذریعے سے اللہ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے ہیں۔

(۱۳) رخصتی کی شان

تاریخ بغدادی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے پدرِ گرامی قدر کے گھر سے رخصت ہو کر حضرت علی علیہ السلام کے گھر چلیں تو آپ کی سواری کے آگے آگے خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ داہنی جانب جبریل امین، بائیں جانب میکائیل اور پیچھے پیچھے ستّر ہزار فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہوئے چلے یہانتک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

(۱۴) ـــ آسمانی حلّے اور جواہر کی بوچھار

امالی شیخ صدوقؒ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے۔ حضرت علیؑ امیر المومنین نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ اُمِ ایمن حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اُن کے دوپٹّے کے آنچل میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی۔

آپؐ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟

اُمّ ایمن نے عرض کیا، فلاں لڑکی کی شادی میں گئی تھی، وہاں جو کچھ اس شادی میں تصدق ہوا تھا اس میں سے میں کچھ اپنے دوپٹّے کے آنچل میں باندھ لیا ہے۔

یہ کہہ کر اُمِ ایمن رونے لگیں اور کہا، یا رسولؐ اللہ! مگر آپؐ نے فاطمہؑ کی شادی میں کچھ تصدق نہیں کیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے اُمِ ایمن! غلط کیوں کہتی ہو۔ سنو! جب اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کی تزویج علیؑ سے کی تو جنّت کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ زیورات، حلّے، یاقوت، موتی اور زمرّد وغیرہ ساکنینِ جنت پر تصدّق کریں۔

چنانچہ اہلِ جنّت نے اس تصدّق کو بے اندازہ اکٹھا کر لیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے شجرۂ طوبیٰ کو فاطمہؑ زہرا کے مہر میں قرار دیا۔ اور اس درخت کو علیؑ کے گھر میں قرار دیا ہے۔

(۱۵) ـــ سدرۃ المنتہیٰ پر عقد اور رخصتی کی شان

جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ زہرا کی تزویج حضرت علیؑ سے کر دی تو خاندانِ قریش کے چند لوگ آپؐ کے پاس آئے اور بولے:

آپؐ نے اپنی بیٹی کی تزویج بہت معمولی اور حقیر مہر پر کر دی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، میں نے فاطمہؑ کی تزویج علیؑ سے نہیں کی بلکہ جب میں شبِ معراج

سدرۃ المنتہی پر پہونچا تو وہاں اللہ تعالٰے نے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دیا، پھر درخت سدرہ کو بذریعے وحی حکم دیا کہ جو کچھ تیری شاخوں پر ہے وہ سب اس تزویج کی خوشی میں تصدّق کر دے چنانچہ اُس نے موتی، جواہرات اور مرجان سب تصدّق کر دیے۔ جن کو لوٹنے کے لیے حور و غلمان دوڑے اور اُنھوں نے سب لوٹ لیا وہ اُس صدقے کو پاکر فخریہ کہتے کہ یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کی تزویج کا صدقہ ہے جو ہمیں بھی مل گیا۔

(۱۶) رخصتی کا اہتمام

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ عقد کے ایک ماہ بعد تک فاطمہؑ کی رخصتی کے متعلق میں نے آنحضرتؐ سے کوئی بات نہ کی۔ مسجد میں آپؐ کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنے گھر چلا آتا تھا۔ لیکن ازواجِ نبیؐ نے مجھ سے کہا کہ تم جناب رسول اللہ سے فاطمہؑ کی رخصتی کے لیے درخواست کیوں نہیں کرتے؟

میں نے عرض کیا کہ بہتر تو یہی ہے کہ آپ حضرات خود ہی تذکرہ کریں۔

چنانچہ وہ حضرت علیؑ کو لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچیں اور ام ایمن نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! اگر آج خدیجہؑ زندہ ہوتیں تو فاطمہؑ کی شادی سے کس درجہ خوش ہوتیں اب علیؑ رخصتی کی خواہش رکھتے ہیں لہٰذا اپنی بیٹی کو علیؑ کے گھر رخصت فرما دیجیے تاکہ ہمیں بھی خوشی منانے کا موقع ملے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر خود علیؑ مجھ سے کیوں نہیں کہتے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے حیا مانع تھی۔

آنحضرتؐ ازواج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، یہاں پر اس وقت کون کون موجود ہے؟

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا، کہ ہم سب فلاں فلاں موجود ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا میری بیٹی اور میرے پسرِ عم کے لیے ایک کمرہ آراستہ کرو۔

حضرت اُم سلمہ نے عرض کیا، کون سا کمرہ آراستہ کروں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم اپنا ہی کمرہ آراستہ کردو۔

پھر دیگر ازواج کو حکم دیا کہ حجلۂ عروسی کے آراستہ کرنے میں اُم سلمہ کا ہاتھ بٹائیں۔

حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہؑ سے پوچھا، کیا تمھارے پاس کچھ خوشبو ہے؟

اُنھوں نے کہا، جی ہاں!

اور مجھے ایک شیشی لاکر دی جس میں عطر تھا۔ جب میں نے اُس میں سے تھوڑا سا اپنی

ہتھیلی پر اُنڈیل کر سونگھا تو میرا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ اُس جیسی خوشبو تو میں نے اپنی عمر میں کبھی سونگھی ہی نہ تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کون سی خوشبو ہے ؟

فاطمہؑ نے کہا، جب وحیہ کلبی (جبریل) میرے بابا کے پاس آیا کرتے تھے تو بابا فرمایا کرتے کہ بیٹی! اپنے چچا کے لیے مسند بچھا دو۔

میں اُن کے لیے مسند بچھا دیا کرتی۔ جب وہ بیٹھنے لگتے تو اُن کے لباس سے کوئی چیز مسند پر گرتی تو بابا فرماتے تھے کہ بیٹی اس کو اُٹھا کر رکھ لو۔

حضرت علیؑ پوچھا کرتے تھے یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟

آپؐ فرمایا کرتے، یہ جنّت کا عنبر ہے جو جبریل کے پروں سے جھڑتا ہے۔

(۱۷) رخصتی

پھر جب رخصتی اور زفاف کی شب آئی تو آنحضرتؐ نے اپنا شہبار نامی خچر منگوایا، اس کی پُشت پر چادر ڈالی اور فاطمہؑ زہراؑ سے فرمایا، بیٹی اس پر سوار ہو جاؤ۔ پھر سلمان کو حکم دیا کہ اس کی لجام تم تھام کر لے چلو۔ آنحضرتؐ خچر کے پیچھے پیچھے تھے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ کچھ قدموں کی چاپ محسوس ہوئی، ناگاہ دیکھا کہ جبریلِ امیں کی معیّت میں ستّر ہزار فرشتے اور اتنے ہی میکائیل لیکر پہونچ گئے۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، تم اس وقت زمین پر کیوں نازل ہوئے ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم فاطمہؑ زہرا کی رخصتی میں شرکت کے لیے آئے ہیں اور انھیں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے گھر تک پہونچائیں گے۔

پھر ایک طرف جبریل نے تکبیر کہی اور دوسری جانب میکائیل نے تکبیر کہی اور اُن کے ساتھ تمام ملائکہ نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اُن کے ساتھ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اللہ اکبر کہا اسی شب سے شادیوں میں تکبیر کہنے کی سنّت جاری ہوئی۔

• ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا حضرت علیؑ کے گھر رخصت ہونے لگیں تو ستّر ہزار فرشتوں کو لیکر حضرت جبریلؑ، حضرت میکائیل و حضرت اسرافیل نازل ہوئے۔ آنحضرتؐ کا خچر دلدل نامی لایا گیا، اس پر جناب فاطمہؑ زہرا کو بٹھایا گیا۔ جبریلِ امیں نے لجام پکڑی اسرافیل نے رکاب تھامی اور میکائیل پیچھے پیچھے ہو لیے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی چادر کو درست کرتے جاتے تھے۔ جبریل نے تکبیر کہی، اسرافیل نے تکبیر کہی میکائیل نے تکبیر کہی پھر تمام ملائکہ نے ملکر تکبیریں کہیں اور اس کے بعد عروس کی رخصتی پر تکبیر کہنا قیامت تک کیلئے سنّت قرار پایا۔ (کشف الغمہ)

(۱۸) رخصتی اور دعوتِ ولیمہ کا اہتمام

ابوبکر بن مردویہ نے
ایک حدیث میں بیان کیا ہے کہ نکاح کے بعد حضرت علی علیہ السلام اُنتیس راتوں تک حضرت فاطمہ زہرا کی رخصتی کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر ایک روز حضرت عقیل و حضرت جعفر طیار نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ سے کہو کہ فاطمہ زہرا کو رخصت فرمادیں۔

جب یہ بات جناب امِ ایمن نے سُنی تو اُنھوں نے کہا کہ یہ کام عورتوں کے کرنے کا ہوتا ہے۔ لہٰذا جناب اُمِ سلمہ نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ پیغام جنابِ رسول اللہؐ تک پہونچایا۔

یہ سن کر آنحضرتؐ خوش ہوئے، حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا، میں تیار ہوں۔ اصحاب کرام نے جب سُنا تو وہ ہدیے اور تحفے لیکر آئے۔

آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ گیہوں پیس کر روٹیاں تیار کی جائیں اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم گائے اور بکرے ذبح کرو۔ پھر آنحضرتؐ گوشت بنانے میں اُن کی مدد فرماتے رہے۔ الغرض جب کھانا تیار ہوگیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اعلان کردو کہ رسول اللہ کے گھر دعوتِ ولیمہ ہے آپ سب لوگ اسے قبول کریں۔ اور یہ اعلان بالکل ایسا ہی تھا جیسے اللہ نے اپنے گھر لوگوں کو آنے کی دعوت دی ہے اور یہ فرمایا ہے: وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (سورہ الحج ۲۸)

آنحضرتؐ کے اس اعلان کو سن کر لوگ اپنے باغات اور اپنے کھیتوں تک سے آنے شروع ہوگئے۔ مسجد میں فرش بچھادیا گیا، مدینہ کے مرد و عورتیں سب مل کر چار ہزار سے زائد آدمی جمع ہوگئے۔ دسترخوان پر جس نے جو مانگا وہی اس کو دیا گیا۔ پھر بھی کھانے میں کسی چیز کی کوئی کمی واقع نہ ہوئی، پھر لوگ دوسرے دن بھی آئے اور کھانا کھایا، تیسرے دن بھی لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ یعنی تین شب و روز برابر دعوتِ ولیمہ کا سلسلہ جاری رہا (پھر بھی کھانا ختم نہ ہوا) تب آنحضرتؐ نے قاب بھر بھر کر اپنی ازواج میں بھی تقسیم فرمایا۔ ایک قاب بھر کر ایک طرف رکھ دیا۔ فرمایا کہ یہ فاطمہ اور اُن کے شوہر کے لیے ہے۔

پھر جناب فاطمہ زہرا کو بُلایا، اُن کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا اے علیؑ! یہ رسول اللہ کی بیٹی تمھیں مبارک ہو۔ دیکھو! یہ فاطمہ تمھاری کتنی اچھی زوجہ ہے۔ اور اے فاطمہ! یہ علیؑ تمھارے کتنے اچھے شوہر ہیں۔

ادھر آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کو حکم دیا تھا کہ فاطمہؑ کیلئے حجرۂ اُم سلمہ کو آراستہ کریں۔ اور معطّر کریں۔

چنانچہ ازواج نے جناب فاطمہؑ زہرا سے خوشبو طلب کی۔ آپ نے ایک شیشی لاکر دی جس میں بہترین خوشبو تھی۔

ازواج میں سے کسی نے پوچھا، فاطمہؑ بیٹی! یہ خوشبو کہاں سے آئی ہے؟

اُنھوں نے فرمایا، جب بھی وحیہ کلبی (جبریل) میرے بابا کے پاس آتے تھے تو بابا مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹی! اپنے چچا کے لیے توشک و مسند وغیرہ لاکر بچھا دو اور جب وہ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد واپس جاتے تو اُن کے لباس اور پروں سے ایک چیز توشک پر گر جاتی تھی، بابا مجھ سے فرمایا کرتے کہ اس کو ایک شیشی میں اکٹھا کرلو۔ تو میں اکٹھا کر لیا کرتی تھی۔ ایک بار میں نے بابا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! یہ جنّت کا عنبر ہے جو جبریل امیں کے پروں اور لباس سے جھڑتا ہے۔

الغرض اس شیشی کے علاوہ آپ ایک شیشی اور لائیں، جس میں گلاب سے بھی عمدہ عرق موجود تھا۔

ازواج نے پوچھا، یہ کیا ہے؟

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، یہ میرے بابا کا پسینہ ہے۔ جس وقت آپ میرے حجرے میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے تو میں آپؐ کا پسینہ جمع کر لیا کرتی تھی۔

روایت میں ہے کہ جبریلِ امیں حضرت فاطمہؑ زہرا کے لیے ایک حُلّہ لائے تھے۔ جب حضرت فاطمہؑ زہرا نے اسے پہنا تو زنانِ قریش اسے دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور پوچھنے لگیں:

اے فاطمہؑ! یہ حلّہ تمھارے پاس کہاں سے آگیا؟

آپ نے فرمایا، یہ حلّۂ بہشت ہے اللہ کی طرف سے جبریلِ امیں لائے ہیں۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

• تاریخ خطیب و کتاب ابنِ مردویہ و ابنِ موذن و شیرویہ دیلمی میں اپنے اپنے اسانید کے ساتھ ابنِ عباسؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ جس شب کو حضرت فاطمہؑ زہرا رخصت ہو کر حضرت علی علیہ السلام کے گھر جانے لگیں تو سواری کے آگے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے داہنی جانب جبریلِ اور بائیں جانب میکائیل تھے اور ستّر ہزار فرشتے پیچھے پیچھے تسبیح و تقدیس پروردگار کرتے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی۔

• کتاب مولد فاطمہؑ ابنِ بابویہ قمی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بناتِ عبدالمطلب اور مہاجرین وانصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہؑ زہرا کے ساتھ ساتھ چلیں اور خوشی منائیں، تکبیر کہیں، اللہ کی حمد وثنا میں اشعار پڑھیں۔ مگر کوئی ایسا شعر نہ پڑھیں جو مرضیٔ رب کے خلاف ہو۔

جابر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا کو ایک ناقہ پر سوار کیا، اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اپنے شہباء نامی خچر پر سوار کیا۔ سلمانؓ نے لجام سنبھالی اور ہر چہار جانب ستّر ہزار حور معیت میں چل رہی تھیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحضرت حمزہ وعقیل وجعفر اور اہلِ بیت ان کے پیچھے پیچھے برہنہ تلواریں لیے ہوئے چل رہے تھے۔ اور آگے آگے ازواجِ نبیؐ تھیں جو اشعار پڑھتی ہوئی چل رہی تھیں۔ چنانچہ جناب اُمِ سلمہ نے یہ اشعار پڑھے:

سرن بعون اللہ جاراتی ◉ اے پڑوسنو چلو اللہ کی مدد تمھارے ساتھ ہے
واشکرنہ فی کل حالات ◉ اور ہر حال میں اُس کا شکر ادا کرو۔

(۲) واذکرن ما انعم رب العلےٰ ◉ اور جن پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کر کے
من کشف مکروہ وآفات ◉ اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے اسے یاد کرو۔

(۳) فقد ھدانا بعد کفر وقد ◉ آسمانوں کے پروردگار نے ہمیں کفر کی تاریکیوں
انعشنا ربّ السمٰوات ◉ سے نکالا اور ہر طرح کا عیش وآرام دیا۔

(۴) وسرن مع خیر نساء الوریٰ ◉ اے پڑوسنو! چلو سیدۂ زنانِ عالم کے ساتھ
تفدی بعمات وخالات ◉ جن پر اُن کی پھوپھیاں اور خالائیں نثار ہوں۔

(۵) یا بنت من فضلہ ذوالعلے ◉ اے اُس عالی مرتبت پیغمبرؐ کی بیٹی جسے اللہ تعالےٰ
بالوحی منہ والرسالات ◉ نے وحی اور رسالت کے ذریعے سے تمام لوگوں پر فضیلت دی۔

اِس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) یا نسوۃ استرن بالمعاجز ◉ اے عورتو! چادر اوڑھ لو اور یاد رکھو کہ یہ
واذکرن ما یحسن فی المحاضر ◉ چیز مجمع میں اچھی سمجھی جاتی ہے۔

(۲) واذکرن رب الناس اذ یخصنا ◉ یاد رکھو اس پروردگار کو جس نے اپنے دوسرے
بدینہ مع کل عبد شاکر ◉ شکر گذار بندوں کے ساتھ ہمیں بھی اپنے دینِ حق کے لیے مخصوص فرمایا۔

(۳) والحمد للہ علیٰ افضالہ ◉ اللہ تعالیٰ کی حمد اس کے فضل وکرم پر اور شکر ہے
والشکر للہ العزیز القادر ◉ اس کا جو عزّت وقدرت والا ہے۔

(۴) سرن بها فالله اعطی ذکرها وخصها منه بطهر طاهر ◉	فاطمۃ زہراؔ کو لیکر چلو اللہ نے ان کے ذکر کو بلند کیا ہے اور ان کے لیے ایک ایسے پاک و پاکیزہ مرد کو مخصوص کیا ہے ۔جو ان ہی کے خاندان سے ہے ۔

○ پھر حضرت حفصہ نے یہ اشعار پڑھے :

(۱) فاطمۃ خیر نساء البشر ومن لها وجه کوجه القمر ◉	اے فاطمہؓ ! تم عالمِ انسانیت کی تمام عورتوں سے بہتر ہو، تمھارا چہرہ چاند کے مثل ہے ۔
(۲) فضلك الله علیٰ کل الوریٰ بفضل من خُصّ بآی الزُمر ◉	تمھیں اللہ نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے ۔اس شخص کی فضیلت کے ساتھ جس کا فضل و شرف سورۂ زمر کی آیتوں میں مذکور ہے ۔
(۳) زوّجك الله فتیً فاضلاً اعنی علیا خیر من فی الحضر ◉	اللہ نے تمھاری تزویج ایک صاحب فضائل و مناقب نوجوان سے کی ہے یعنی علیؓ سے جو تمام لوگوں سے بہتر ہے ۔
(۴) فسرن جاراتی بها انها کریمۃ بنت عظیم الخطر ◉	پس اے میری پڑوسنو ! فاطمہؓ کو لیکر چلو کیونکہ یہ ایک بڑی شان والے باپ کی عزت مآب بیٹی ہے ۔

○ اس کے بعد معاذہ ام سعد بن معاذ نے یہ نظم پڑھی :۔

(۱) اقول فیه ما فیه واذکر الخیر وابدیه ◉	میں ایک بات کہتی ہوں جو ان میں موجود ہے میں ان کا ذکرِ خیر کرتی ہوں (سنو)
(۲) محمد خیر بنی آدم ما فیه من کبر ولا تیه ◉	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بنی آدم میں سب سے بہتر ہیں ۔ ان میں نہ کوئی تکبر ہے نہ غرور
(۳) فضله عرفنا رشدنا فالله بالخیر یجازیه ◉	ان ہی کی مہربانی سے ہم لوگوں نے راہِ ہدایت پہچانی اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے
(۴) ونحن مع بنت نبی الهدیٰ ذی شرف قد مکنت فیه ◉	ہم لوگ آج اسی نبیؐ ہادی کی اس دختر کے ساتھ چل رہے ہیں جو بڑی صاحب شرف ہیں ۔
(۵) فی ذروۃ شامخۃ اصلها فما اری شیئًا یدانیه ◉	ان کا تعلق ایک ایسے اعلیٰ خاندان سے ہے جس کی برابری کوئی کر ہی نہیں سکتا ۔

عورتیں ہر نظم کا پہلا شعر بار بار پڑھتی ہوئی تکبیر کہتی ہوئی گھر میں داخل ہوئیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آدمی بھیج کر مسجد میں بلایا پھر جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بلوایا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: اے علیؑ! تمھیں رسولؐ کی بیٹی مبارک۔

- کتاب ابن مردویہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا پانی منگوایا اس میں سے ایک گھونٹ منہ میں لے کر گردش کیا، پھر ایک پیالے میں ڈالا اور اس میں سے تھوڑا سا فاطمہ زہرا کے سر پر چھڑکا تھوڑا سا سینے پر، پھر تھوڑا سا دونوں شانوں کے درمیان پشت پر چھڑکا اور ان دونوں کے لیے یہ دعا کی کہ پروردگارا! تو یہ شادی ان دونوں کو مبارک فرما، ان پر اپنی طرف سے برکتیں نازل فرما، اور ان کی اولاد میں برکت دے۔
- ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا، پروردگارا! تیری ساری مخلوق میں یہ دونوں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو بھی ان سے محبت کر، ان دونوں کی ذرّیت میں برکت عطا فرمایا، اور اپنی طرف سے ان دونوں کا کوئی حفاظت کرنے والا مقرر فرمادے، پروردگارا! میں ان دونوں اور ان کی ذرّیت کے لیے شیطان رجیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
- ایک روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو یہ دعا دی۔ بیٹی! اللہ تجھے ہر رجس سے دور رکھے اور اتنا پاک رکھے جتنا پاک رکھنے کا حق ہے۔
- ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا "بہت خوب دو دریا آپس میں مل گئے دو ستارے ایک بُرجِ شرف میں آگئے"۔ الغرض اس کے بعد آپؐ یہ فرماتے ہوئے دروازے کی طرف چلے کہ اللہ تم دونوں کو پاک رکھے، تم دونوں کی نسل کو پاک رکھے۔ میری صلح اس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے میری جنگ اس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے۔ میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم دونوں کو اس کے حوالے کرتا ہوں" حضرت خدیجہ کی وصیت کی بنا پر اسما بنت عمیس فاطمہؑ زہرا کے پاس ایک ہفتہ تک شب بسر کرتی رہیں۔ تو آنحضرتؐ نے انھیں دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دعا دی۔

دوسرے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی اَلسَّلامُ عَلَیکُمْ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟

اسماء نے جا کر دروازہ کھولا۔ آپؐ اندر تشریف لے گئے اور حضرت علی علیہ السلام سے دریافت فرمایا: کیوں! علیؑ! تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، یہ اطاعتِ الٰہی میں میری بہترین مددگار ہیں۔

پھر حضرت فاطمہ زہرا سے دریافت فرمایا، بیٹی! تم نے علیؑ کو کیسا پایا؟

حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا، بابا، یہ بہترین شوہر ہیں۔

آپؐ نے دعاء کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ اور عرض کیا، پروردگارا! تو ان دونوں کی جوڑی سلامت رکھ، دونوں کے دلوں کو جوڑ دے، ان دونوں کو اور ان کی ذریت کو جنتِ نعیم کا وارث قرار دے۔ ان دونوں کو طیب و طاہر اور مبارک اولاد عطا فرما، ان کی ذریت میں برکت عطا فرما، اور اس ذریت کو امام بنا، جو تیرے حکم سے تیری اطاعت کی طرف لوگوں کی ہدایت کریں اور تیری مرضی کے مطابق انھیں حکم دیں۔

پھر حضرت اسماء سے فرمایا، اب تم جا سکتی ہو، اللہ تمھیں جزائے خیر دے وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہاں سے چلی گئیں۔

• شرجیل نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ شبِ عروسی کی صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پیالے میں دودھ لیے ہوئے تشریف لائے اور حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا، تمھارا باپ تم پر قربان لو، یہ دودھ پی لو۔ پھر حضرت علیؑ سے فرمایا تمھارا ابنِ عم تم پر قربان، لو یہ دودھ پی لو۔ (مناقب ابنِ شہر آشوب)

(۱۹) = رخصتی کے لیے گفتگو

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میرے عقد کو ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا تو میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے اور بولے:

اے بھائی! مجھے آج تک کسی بات پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی اس بات پر ہوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کی تزویج تم سے کر دی، لیکن کیا بات ہے کہ تم آنحضرتؐ سے فاطمہ زہرا کی رخصتی کے لیے گذارش نہیں کرتے۔ اب تو تمھیں کہنا چاہیے تاکہ فاطمہ زہرا تمھارے گھر آجائیں اور تمھارا گھر بسائیں اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈک پہونچے۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا۔ بھائی جان! خدا کی قسم میری بھی یہی خواہش ہے مگر شرم و حیا مانع ہے۔

حضرت عقیل نے کہا، خدا کی قسم (اگر تمھیں شرم مانع ہے تو) میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ ہم دونوں حضرت رسول اللہؐ کی خدمت میں جا رہے تھے کہ راستہ میں جنابِ اُمِ ایمن سے ملاقات ہو گئی جو آنحضرتؐ کی کنیز خاص تھیں۔ ہم نے ان سے اپنا مقصد بیان کیا، انھوں نے کہا، آپ حضرات کچھ نہ کہیں، ہم عورتیں ملکر آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے ہیں۔

کیونکہ ایسے معاملات میں عورتیں ہی خوب بات چیت کیا کرتی ہیں۔

یہ کہہ کر اُمِ ایمن، حضرت اُمِ سلمہ کے پاس گئیں اور اُن سے نیز دیگر ازواجِ نبیؐ سے یہ مسئلہ بیان کیا۔ یہ سن کر تمام ازواجِ نبیؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچیں۔ آنحضرتؐ اُس وقت حضرت عائشہ کے گھر میں تھے، وہاں پہونچ کر اُنھوں نے آنحضرتؐ سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آج حضرت خدیجہ زندہ ہوتیں اور وہ یہ باتیں سُنتیں تو اُن کی آنکھیں اور دل ٹھنڈک محسوس کرتے۔

حضرت اُم سلمہ کا بیان ہے کہ جب آپؐ نے جناب خدیجہ کا نام سُنا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو سے جاری ہو گئے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بھلا خدیجہ کا مثل کون ہو سکتا ہے، اُنھوں نے اُس وقت میری نبوّت کی تصدیق کی جب سب لوگ تکذیب کر رہے تھے، اُنھوں نے دینِ خدا میں اپنے مال سے میری مدد کی، میرا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں خدیجہ کو بشارت دیدوں کہ اُن کے لیے جنّت میں ایک گھر ہے جو زمرّد سے تراش کر بنایا گیا ہے جس میں نہ اُن کو کوئی زحمت ہوگی اور نہ تکلیف۔

حضرت اُم سلمہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے کہا، یا رسول اللہ آپؐ نے سچ ارشاد فرمایا حقیقتاً خدیجہ ویسی ہی تھیں، مگر اب تو وہ خدا کے پاس چلی گئیں اور اُس نے انھیں وہ قصر بھی عطا فرمادیا ہے۔ خدا ہمیں بھی اپنی جنّت و رحمت اور رضوان میں جگہ عطا فرمائے تاکہ ہم سب بھی اُن کے ساتھ ایک جا جمع ہو جائیں۔

اس کے بعد ازواجِ نبیؐ نے کہا، یا رسول اللہ! علیؑ آپؐ کے بھائی اور آپؐ کے ابنِ عم ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپؐ اُن کی زوجہ فاطمہؑ زہرا کو رخصت فرمادیں تاکہ ان کا گھر آپؐ کی بیٹی سے پُر رونق ہو جائے۔

آپؐ نے فرمایا، اے اُمِ سلمہ! علیؑ خود کیوں نہیں کہتے؟

حضرت اُم سلمہ نے کہا، انھیں آپؐ سے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

آپؐ نے اُمِ ایمن سے فرمایا، جاؤ اور علیؑ کو بُلا لاؤ۔

اُمِ ایمن کا بیان ہے کہ جب میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہونچی تو وہ انتظار میں بیٹھے تھے۔

اُنھوں نے مجھ سے پوچھا، اے اُمِ ایمن! کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا، چلیے، آپؐ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہونچا تو آپؐ کی ازواج سب کی سب وہاں سے اُٹھ کر اپنے اپنے حجروں میں چلی گئیں اور میں شرم وحیا سے گردن جھکا کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے علیؑ! کیا تم اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جانا چاہتے ہو؟

میں نے، اسی طرح گردن جھکائے ہوئے عرض کیا، جی ہاں، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ خواہش تو یہی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا، تو آج یا کل کی رات میں فاطمہؑ زہرا کو رخصت کر دیا جائے گا۔

یہ سُن کر میں وہاں سے خوش خوش واپس آ گیا۔

۲۰ — رخصتی اور دعوت کا انتظام

اس کے بعد آنحضرتؐ نے ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہؑ زہرا کو آراستہ کریں، انھیں خوشبو لگائیں اور ان کے لیے ایک کمرے میں فرش وغیرہ بچھا دیں تاکہ وہاں وہ اپنے شوہر سے ملاقات کریں۔

ازواج نبیؐ نے یہ سب کچھ کر دیا۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت اُم سلمہ کے پاس رکھوائے ہوئے دراہم میں سے دس درہم لیکر مجھے دیئے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے گھی، خرمے اور پنیر خرید کر لے آؤ تاکہ کھانے کا انتظام کیا جا سکے۔

جب میں یہ چیزیں خرید کر لے آیا، تو آنحضرتؐ نے اپنی آستینیں چڑھائیں اور ایک چمڑے کے دسترخوان پر ان تینوں کو باریک کر کے اتنا ملایا کہ حلوے کی طرح ہو گیا اور مجھ سے فرمایا:

اے علیؑ! اب جن لوگوں کو چاہو دعوت دے دو۔

یہ سُن کر میں مسجد میں آیا، وہاں اصحابِ رسولؐ کا ایک جمِ غفیر تھا، میں نے باآوازِ بلند پکار کر کہا، آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

یہ سُن کر سب لوگ اُٹھے، ادھر میں نے آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور آیا ہی چاہتے ہیں۔

آپؐ نے کھانے کو رومال سے ڈھانپ فرمایا، اچھا، اب دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے دسترخوان پر بھیجتے رہو۔

میں نے حکم کی تعمیل کی، دس دس آدمی آتے گئے اور شکم سیر ہو کر واپس جاتے گئے تا اینکہ

تقریباً سات سو مرد اور عورتوں نے کھانا شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت اُمِ سلمہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو بلایا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بھی بلایا۔ علیؑ کو دائیں جانب سینے سے لگایا اور فاطمہؑ کو بائیں جانب سینے سے لگایا۔ دونوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا اور فاطمہؑ زہرا کو حضرت علیؑ کے حوالہ کر کے فرمایا: اے علیؑ! یہ تمھاری کتنی اچھی زوجہ ہے پھر خطاب فاطمہؑ سے فرمایا' اے فاطمہؑ! یہ تمھارے کتنے اچھے شوہر ہیں، پھر آپؐ ان دونوں کے درمیان چلتے ہوئے حجلۂ عروسی تک آئے اور دونوں کو اندر بھیج کر دروازے کے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر ارشاد فرمایا:

"اللہ نے تم دونوں کو اور تمھاری نسل کو پاک کیا ہے، میری صلح اُس سے ہے جو تم دونوں سے صلح رکھے اور میری جنگ اُس سے ہے جو تم دونوں سے جنگ کرے، میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُسی کے بھروسے پر چھوڑتا ہوں"

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم لوگ تین دن تک اسی حجرے میں رہے اور اس اثناء میں آنحضرتؐ ہمارے پاس تشریف نہیں لائے۔ چوتھے دن کی صبح کو آئے تو دیکھا کہ ہمارے حجرے میں اسماء بنتِ عمیس بھی ہیں۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا' اے اسماء! تم یہاں کیسے موجود ہو جبکہ یہاں پر ایک مرد بھی موجود ہے؟

اسماء نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، جب کسی لڑکی کی شادی ہوتی ہے اور وہ اپنے شوہر کے پاس جاتی ہے تو اس کو ایک خادمہ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے میں یہاں پر ٹھہر گئی، تاکہ آپؐ کی بیٹی کی خدمت کروں۔

یہ سُن کر آپؐ نے اسماء کو دعاء دی اور فرمایا' اے اسماء! اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تیری حاجتوں کو پورا فرمائے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھے، پھر فرمایا: اے علیؑ! ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آؤ۔

میں نے آپؐ کی خدمت میں پانی پیش کیا۔ تو آپؐ نے قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھ کر اس پر دم کیا اور مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! اس پانی کو تھوڑا سا پی لو۔

میں نے اس میں سے قدرے پی لیا۔ پھر آنحضرتؐ نے بقیہ پانی میرے سر و سینے پر چھڑک دیا اور فرمایا: اے علیؑ! خدا تمھیں ہر ناپاکی سے دور ہی رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے تھوڑا پانی اور طلب کیا، میں نے حاضرِ خدمت کیا، آپؐ نے اس پر بھی چند آیاتِ قرآنی پڑھ کر دم کیا اور اپنی بیٹی کو دیا اور فرمایا، تم بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی پی لو، فاطمہؑ نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے باقی ماندہ پانی اُن کے سر و سینے پر چھڑک دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ اس سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور اسے اس طرح پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھے حجرے سے باہر بھیج دیا۔ جب فاطمہؑ تنہا رہ گئیں تو آپؐ نے ان سے پوچھا؛ بیٹی! کیا حال ہے۔؟ تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا۔

فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا! علیؑ بہترین شوہر ہیں، مگر خاندانِ قریش کی چند عورتیں میرے پاس آئی تھیں اُنھوں نے کہا کہ تمھارے بابا نے تمھاری شادی ایک مردِ فقیر سے کردی ہے جس کے پاس مالِ دنیا میں سے کچھ نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، بیٹی سنو! نہ تمھارا بابا فقیر ہے نہ تمھارا شوہر۔ میرے سامنے زمین کے خزانے سونے کی شکل میں پیش کیے گئے لیکن میں نے اپنے لیے اُس چیز کو اختیار کیا جو اللہ نے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے۔ اے بیٹی! اگر تجھ کو وہ کچھ معلوم ہو جائے جو تیرے بابا کو معلوم ہے تو تیری نگاہ میں بھی دنیا ہیچ و بے قدر ہو جائے گی۔ اے بیٹی! میں نے تجھ سے خلوص و محبت میں کوئی کمی نہیں کی۔ تیری شادی ایک ایسے مرد سے کردی جو اسلام میں سب سے اوّل ہے، علم میں سب سے افضل ہے حلم میں سب سے برتر و اکمل ہے۔ بیٹی! اللہ تعالےٰ نے تمام روئے زمین پر نگاہِ انتخاب ڈالی اور اس میں سے صرف دو کو منتخب فرمایا، ایک کو تیرا بابا بنا دیا، دوسرے کو تیرا شوہر بنا دیا۔ بیٹی! تمھارا شوہر بہت ہی عمدہ ہے کبھی اس کے حکم کی مخالفت نہ کرنا۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھے حجرے میں بلا لیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اب اپنی زوجہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اس کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آنا کیونکہ فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جو بات اس کو اذیت دے گی وہی مجھے بھی اذیت پہونچائے گی، جو چیز اس کو مسرور کرے گی وہی میری مسرّت کا باعث ہوگی۔ اچھا خدا حافظ، میں نے دونوں کو خدا کے حوالے کیا۔

(۲۱) ــــ رسمِ رونمائی

جب سب کھانا کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ طباق (قاب) منگوائے اور ان میں کھانا بھر بھر کر ازواج کے لیے بھجوائے پھر آپؐ نے ایک قاب بھر کر فرمایا، یہ فاطمہؑ اور ان کے شوہر کے واسطے ہے۔ یہانتک کہ جب کافی رات ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا

اے اُمِ سلمہ! میری بیٹی کو میرے پاس لاؤ۔

جنابِ اُمِ سلمہ کہتی ہیں کہ میں فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتؐ کے پاس لائی اور فاطمہؑ کا یہ حال تھا کہ شرم وحیا کے باعث پسینہ پسینہ ہو رہی تھیں۔ آپ کے پیراہن کا دامن زمین پر خط دیتا جاتا تھا۔ جب وہ اپنے بابا کے بالکل سامنے پہونچیں تو دامن میں آپ کا پاؤں الجھا تو آپ ذرا لڑکھڑائیں۔

آنحضرتؐ نے فوراً ہی فرمایا، بیٹی! تجھے اللہ دنیا و آخرت کی ہر لغزش سے بچائے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنی بیٹی کے چہرے سے ذرا ردا ہٹا کر ایک طرف کر دی۔ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کا چہرہ دیکھا۔ پھر آپؐ نے بیٹی کا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیکر فرمایا: اے علیؑ! تم کو رسول اللہؐ کی دختر مبارک ہو۔ یہ فاطمہؑ تمھارے لیے بہترین زوجہ ہے۔ اور اے فاطمہؑ! یہ علیؑ تمھارے لیے بہترین شوہر ہے۔ اچھا اب تم دونوں اپنے حجرے میں جاؤ۔ میں بھی ابھی ابھی وہاں آتا ہوں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس حجرے میں آیا جو آراستہ کیا گیا تھا۔ اس حجرے میں ایک مسند بچھی ہوئی تھی جس کے ایک جانب میں بیٹھ گیا اور دوسری جانب فاطمہؑ بیٹھ گئیں، مگر شرم وحیا کی وجہ سے دونوں کی نگاہیں زمین کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کے لیے آپؐ نے اجازت لی۔

ہم دونوں نے عرض کیا بسم اللہ، تشریف لائیے۔ پھر آپؐ اندر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا، بیٹی! تھوڑا پانی لاؤ۔

یہ سن کر فاطمہؑ اٹھیں اور لکڑی کے ایک پیالے میں پانی لے آئیں۔ آپؐ نے اس میں سے ایک گھونٹ پانی اپنے دہنِ اقدس میں لیا اور مضمضہ کر کے (منھ میں گردش دے کر) پھر وہ پانی اُس پیالے میں ڈال دیا، اور اُس پانی کو ہاتھ میں لیکر فاطمہؑ کے سر و سینہ پر چھڑکا، ان کی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان چھڑک دیا اس کے بعد فرمایا:

"پروردگارا! یہ میری بیٹی ہے جو ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ خدایا، یہ میرا بھائی ہے جو ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میرے معبود اس کو اپنا ولی اپنا اطاعت گذار بنا دے اور اس کے اہل میں برکت عطا فرما۔"

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا، یا علیؑ! اب میں جاتا ہوں، اللہ تمھیں تمھارے اہل میں برکت عطا فرمائے اور تم لوگوں پر ہمیشہ اپنی رحمت نازل فرمائے

بیشک وہ صاحبِ بزرگی ہے اور عزت جلال والا ہے اور لائقِ حمد ہے (امالی شیخ مفیدؒ)

۲۲ دعوتِ ولیمہ

(۱) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! اپنی عروسی کے سلسلے میں ولیمہ کی تیاری کرو، میری طرف سے گوشت روٹی ہوگی اور تم گھی اور خرمے کا انتظام کرلو۔

میں نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے بموجب گھی اور خرمے خریدے اور آپؐ کے سامنے لاکر رکھ دیے۔ آپؐ نے اپنی آستینیں چڑھائیں اور ان کھجوروں (خرموں) کو باریک کرکے گھی میں ملانا شروع کیا، تا اینکہ وہ ایک قسم کا حلوہ تیار ہوگیا۔ پھر آپؐ نے ایک بہت موٹا دنبہ منگواکر میرے حوالے کیا، جس کو ذبح کرکے گوشت بنایا سالن اور روٹیاں بھی تیار کیں۔ پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا؛ اب تم جس کو چاہو دعوت دیدو۔

یہ سُن کر میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ ساری مسجد اصحاب سے بھری ہوئی ہے۔ مجھے شرم دامنگیر ہوئی کہ بعض کو دعوت دوں اور بعض کو محروم رکھوں۔ اس لیے ایک بلندی پر کھڑے ہوکر میں نے اعلان کیا کہ اے لوگو! فاطمہؑ کی شادی کا ولیمہ (کھانا) ہے اس میں شرکت کرو۔ میری یہ آواز سُن کر ہر طرف سے لوگ کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ کھانے کی کمی اور لوگوں کی کثرت دیکھکر مجھے تشویش ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کرو میں اللہ سے برکت کی دعا، مانگتا ہوں۔

اس کے بعد لوگوں نے کھانا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام لوگ شکم سیر ہوکر کھاتے رہے، سب نے مجھ کو برکت کی دعا دی اور رخصت ہوگئے۔ دعوت میں شریک ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی لیکن وہ کھانا جوں کا توں اپنی حالت پر باقی رہا اس میں کوئی کمی نظر نہ آئی۔

(۲) الخرائج والجرائح میں روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا کی رخصتی کا وقت آیا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تیار کرایا اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ لوگوں کو دعوت دیدو

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بھیجو۔

لہٰذا دس دس آدمیوں کو دسترخوان پر بلایا جاتا اور ان کے سامنے طعام وثرید (گوشت روٹی) رکھا جاتا۔ جب وہ اسے کھالیتے تو پھر انھیں اور رطب (بطور حلوہ یا سوئٹ ڈش)

کھلایا جاتا، مگر کھانا کم نہ ہوتا، بلکہ اس میں برکت ہوتی جاتی اور جب تمام مردوں نے کھالیا تو آپؐ کھانے کے پاس گئے اُس پر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ اس میں مزید برکت ہوگئی تو اس میں سے آپؐ نے اپنی ازواج کو بھیجا اور کہلایا کہ اس میں سے تم بھی کھاؤ اور اپنی میل جول والیوں کو بھی کھلاؤ۔

پھر آنحضرتؐ نے ایک بڑی پلیٹ میں کچھ کھانا اتار کر مجھے دیا اور فرمایا: یہ لو یہ کھانا تمھارے لیے اور تمھاری زوجہ کے لیے ہے۔

اس کے بعد جبریلؑ ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کچھ ہدیہ لے کر نازل ہوئے۔

ادھر آنحضرتؐ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا، ایک پیالے میں پانی بھر کر لاؤ۔

جب وہ پانی بھر کر لائیں تو آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! اس میں سے نصف پانی تم پی لو اور فاطمہؑ کو بھی پانی پینے کے لیے فرمایا۔ ہم دونوں کے پانی پی لینے کے بعد جو کچھ باقی رہ گیا وہ فاطمہؑ کے چہرے، سر و گردن وغیرہ پر چھڑکا۔ پھر ایک ٹوکری کھولی تو اس میں خشک و تر میوے مثلاً کیلا، کشمش و بہی وغیرہ نظر آئے،

آپؐ نے فرمایا، یہ جبریلؑ کا ہدیہ ہے۔ آپؐ نے اس میں سے ایک بہی اٹھائی اس کے دو حصے کیے۔ ایک حصہ حضرت علی علیہ السلام کو دیا اور دوسرا حصہ جناب فاطمہؑ زہرا کو دیا۔

(۲۳) ــــ شادی کا حال

کشف الغمہ اور مناقب میں عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے فاطمہؑ! میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں سب کا سردار ہے اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ تمھیں علیؑ کے عقد میں دے تو اُس نے جبریل کو حکم دیا کہ تم چوتھے آسمان پر کھڑے ہو کر ملائکہ کی صفوں کے سامنے خطبۂ نکاح پڑھو؛ جبریلؑ نے اللہ کے حکم کی اطاعت میں ایسا ہی کیا۔ اور اللہ نے تمھارا عقد علیؑ سے کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے درختوں کو حکم دیا، اور ان پر (پھلوں کی جگہ) حلّے اور زیورات پیدا ہوگئے تو اللہ نے انھیں پھر حکم دیا اور ان درختوں نے حلّے اور زیورات وغیرہ ملائکہ میں تصدّق کر دیے۔ اس صدقے کو ایک مَلک نے دوسرے سے زیادہ پایا وہ تا قیامت تمام ملائکہ پر فخر کرتا رہے گا۔

(۲۴) ــــ حضرت علیؑ کا گھر اور شادی کا اہتمام

جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب حضرت علی علیہ السلام کی شادی جناب فاطمہ زہرا سے ہوئی تو اُنھوں نے گھر کے اندر باریک اور نرم ریت بچھائی مینڈھے کی کھال کا بستر اور لیفِ خرما سے بھرا ہوا تکیہ رکھا۔ مشک وغیرہ لٹکانے کے لیے ایک لکڑی گاڑ دی اور اسے چادر سے چھپا دیا۔

حسین بن نعیم نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب آنحضرتؐ نے فاطمہ زہرا کو حضرت علی علیہ السلام کے گھر (اپنے گھر سے) رُخصت فرمایا تو وہاں عبا کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ مینڈھے کی کھال کا فرش تھا، چمڑے کا تکیہ تھا جس میں لیفِ خرما بھرا ہوا تھا۔ (مکارم الاخلاق)

(۲۵) حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کا خطبہ اور راحیل کی خطبہ خوانی

مندرجۂ ذیل خطبہ بیت معمور میں پڑھا گیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الاول قبل اولیۃ الاولین الباقی بعد فناء العٰلمین نحمدہ اذ جعلنا ملائکۃ روحانیین وبربوبیتہ مذعنین ولہ علیٰ ماانعم علینا شاکرین حجبنا من الذنوب وسترنا من العیوب اسکننا فی السمٰوٰت وقربنا الی السرادقات وحجب عنا النھم للشھوات وجعل نھمتنا وشھوتنا فی تقدیسہ وتسبیحہ الباسط رحمتہ الواھب نعمتہ جل عن الحاد اھل الارض من المشرکین وتعالیٰ بعظمتہ عن افک الملحدین (ثم قال بعد کلام) اختار الملک الجبار صفوۃ کرمۃ وعظمتہ لامتہ سیدۃ النساء بنت خیر النبیین وسید المرسلین امام المتقین فوصل حبلہ بحبل رجل من اھلہ وصاحبہ المصدق دعوتہ المبادر الیٰ کلمتہ علیؑ الوصول بفاطمۃ البتول ابنۃ الرسول ص

(ترجمہ) اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اُس خدا کی حمد جو تمام اولین سے اول ہے اور تمام عالمین کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گا۔ ہم اس خدا کی حمد کرتے ہیں کہ جس نے ہم کو روحانی مخلوق ملائکہ قرار دیا اور اپنی ربوبیت کا معتقد بنایا اور جو نعمتیں اُس نے ہم کو عطا

کیں اُن پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمیں گناہوں سے پاک رکھا اور عیوب سے بچایا ہمیں آسمانوں میں ساکن کیا اور اپنے جبروت کے پردوں کے قریب رکھا۔ ہمیں مادّی خواہشات سے دور رکھ کر ہماری پوری خواہش یہ قرار دی کہ ہم اُس کی تسبیح و تقدیس میں محو رہیں۔ وہ اپنی رحمت پھیلانے والا اور اپنی نعمتیں عطا فرمانے والا ہے۔ وہ روئے زمین کے مشرکین کے شرک سے بالاتر ہے اور ملحدین کے بہتان و الحاد سے کہیں بلند ہے (اس کے بعد سلسلۂ کلام کو مزید بڑھاتے ہوئے راحیل نے یہ کہا کہ) خداوند جبّار نے اپنی رحمت و عظمت کی خلاصہ یعنی اپنی کنیز سیدۃ النساء دختر سید المرسلین و افضل الانبیاء کے لیے امام المتقین کو منتخب فرمایا اور ان کے رشتہ کو وابستہ کیا ایک ایسے انسان سے جو اُن حضرتؐ کے اہل سے ہے آپ کا ساتھی ہے آپ کی دعوتِ اسلام کی تصدیق کرنے والا ہے، آپؐ کا سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والا ہے جس کا نام علیؑ ہے جو بڑا صلۂ رحم کرنے والا ہے اس کی شادی اللہ نے دختر رسول فاطمہؑ بتول سے کر دی۔

اور روایت میں ہے کہ جبرئیل نے بیان کیا کہ اس کے بعد خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اے میرے ملائکہ) حمد میری رِدا ہے، میری شان و عظمت بڑی ہے تمام مخلوق میرے بندے اور میری کنیزیں ہیں (میں ان سب کا مالک و مختار ہوں لہٰذا) میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ کا عقد اپنے منتخب بندے علیؑ سے کر دیا، اے میرے ملائکہ تم سب اس کے گواہ رہنا۔

آسمان پر حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہؑ زہرا کے عقد اور زمین پر ان کی تزویج کے مابین چالیس دن کا وقفہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکم ذی الحجہ کو فاطمہؑ کی تزویج حضرت علیؑ سے کی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ تھی۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

(۲۶) حضرت علیؑ اور خطبۂ نکاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ شکراً لانعمہ و ایادہ و لا الٰہ الا اللہ شھادۃ تبلغہ وترضیہ وصلی اللہ علی محمد صلوۃ تزلفہ وتحظیہ والنکاح مما امر اللہ عزوجل بہ ویرضیہ ومجلسنا ھٰذا مما قضاہ اللہ واذن فیہ وقد زوجنی رسول اللہ ابنتہ فاطمۃ وجعل صداقھا درعی ھٰذا وقد رضیت بذٰلک فاسئلوہ واشھدوا۔ (اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو رحمٰن و رحیم ہے)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ نہیں ہے کوئی

اللہ سوائے اس اللہ کے، یہ وہ گواہی ہے جو اُس کی بارگاہ میں پہونچ کر اسے خوش کرتی ہے اور درود وسلام ہو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ایسا درود جس سے آپ کا مرتبہ بلند نظر آئے اور آپ کو خوشی حاصل ہو۔ نکاح ایک ایسا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس میں اُس کی رضا ہے۔ چنانچہ خصوصیت کے ساتھ آج کی یہ تقریب اللہ کے حکم خاص سے منعقد کی گئی ہے اور اُس نے اِس کی اجازت دی ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا نکاح (تزویج) مجھ سے کر دیا ہے اور میری اس زرہ کو اُن کا صداق (مہر) قرار دیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ اب تم لوگ بھی جناب رسول اللہؐ سے دریافت کر لو اور اس پر گواہ بن جاؤ

یہ سن کر اصحابِ کرام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا

یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ شادی کی ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں میں نے یہ تزویج کی ہے۔

اصحاب نے عرض کیا، خدا آپؐ کو اور ان دونوں کو یہ شادی مبارک فرمائے اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ مسجد سے اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور ازواج سے فرمایا، تم سب بھی فاطمہؑ کی شادی کی خوشی مناؤ۔

• (۲) ابن مردویہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے علیؑ! تم اپنی طرف سے خطبۂ نکاح خود پڑھو۔

حضرت علی علیہ السلام نے یہ خطبہ پڑھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

○ الحمد لله الذی قرب من حامدیه ودنا من سائلیه ووعد الجنة من یتقیه وانذر من النار من یعصیه نحمده علی قدیم احسانه وایادیه حمد من یعلم انه خالقه وباریه ومميته ومحییه ومسائله عن مساویه ونستعینه ونستهدیه ونؤمن به ونستکفیه ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له شهادة تبلغه وترضیه وان محمداً عبده ورسوله صلی الله علیه واٰله وسلم صلٰوةً تزلفه وتحظیه وترفعه تصطفیه والنکاح مما امر الله به ویرضیه واجتماعنا مما قدره الله واذن فیه وهٰذا رسول الله صلی الله علیه واٰله زوجنی ابنته فاطمة علی خمس مأة درهم وقد رضیتُ فاسئلوه واشهدوا۔ ○

ترجمہ : اللہ کے نام سے ابتداء ہے جو رحمٰن و رحیم ہے :

حمد اُس خدا کی جو اپنی حمد کرنے والوں کے قریب اور سوال کرنیوالوں سے نزدیک ہے۔ اُس نے جنّت کا وعدہ کیا ہے اُس شخص سے جو اُس سے ڈرے اور جہنّم سے ڈرایا ہے اُس شخص کو جو اس کی معصیّت کرے۔ میں اُس کے قدیم احسانات اور انعامات پر اُس کی حمد کرتا ہوں اُس شخص کے مانند جو اُس کو اپنا باری، اپنا مارنے والا اور اپنا زندہ کرنے والا اور باز پرس کرنے والا سمجھ کر حمد کرتا ہے۔ ہم اُسی سے مدد چاہتے ہیں اور اُسی سے ہدایت کے خواہاں ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کو (اپنے لیے) کافی سمجھتے ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اُس خدائے واحد کے جس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو اُس تک پہونچے اور وہ اس پر راضی ہو۔ نیز اللہ کے بندے اور اُس کے رسول حضرت محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں ایسا درود جس سے اُن کا مرتبہ بلند نظر آئے، اُن کی خوشنودی حاصل ہو، اُن کی رفعت ظاہر ہو اور پتہ چلے کہ وہ واقعتاً مصطفٰے (منتخب شدہ) ہیں۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جس کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں اُس کی خوشی ہے۔ خصوصاً آج ہمارا یہ اجتماع وہ شے ہے جو اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور اُس نے اِس کی اجازت دی ہے۔ اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنھوں نے اپنی دختر فاطمہؑ زہرا کی تزویج مجھ سے پانچ سو درہم پر کردی ہے اور میں اس پر راضی ہوں تم لوگ انؐ سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا :

وقد زوّجتك ابنتى فاطمة على ما زوجك الرحمٰن وقد رضيت بما رضى الله لها فدونك اهلك فانك احق بها منّى۔

(اور میں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کی تزویج تمھارے ساتھ ان اوصاف کی بناء پر کی جن اوصاف کی بناء پر اللہ نے اس کی تزویج تم سے کی ہے اور اللہ نے اس کے لیے جس کو پسند فرمایا ہے میں نے بھی پسند کیا۔ اے علیؑ ! اب یہ تمھاری زوجہ تم کو مبارک ہو تم مجھ سے زیادہ اس کے حقدار ہو۔)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا :

فنعم الاخ انت ونعم الختن انت ونعم الصاحب انت وكفاك برضا الله رضا : (اے علیؑ !) تم میرے لیے بہترین بھائی بھی ہو، اور بہترین داماد بھی ہو اور بہترین صحابی بھی، تمھارے لیے اللہ کی رضا کافی ہے۔)

آنحضرتؐ کا یہ کلام سن کر حضرت علی علیہ السلام فوراً سجدۂ شکر میں گر پڑے اور عرض کیا

رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ (سورۃ النمل آیت ۱۹)

ترجمہ آیت: "پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے۔"

یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا "آمین"

جب حضرت علی علیہ السلام نے سجدۂ شکر سے سر اُٹھایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اس تزویج کو تم دونوں کے لیے مبارک و مسعود قرار دے، تم دونوں میں اتفاق و اتحاد فرمائے اور تم دونوں سے پاک و پاکیزہ نسلِ کثیر پیدا کرے۔

پھر آپؐ نے ایک طبق کھجوریں منگوائیں اور حاضرین سے فرمایا انھیں لوٹ لو۔

(۲۷) جنابِ رسول اللہ کا خطبۂ نکاح

انس بن مالک سے روایت ہے کہ

میں ایک مرتبہ حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آپؐ پر وحی کے آثار نمایاں ہوئے۔ جب وحی سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

اے انس! جانتے ہو، اس وقت جبریل امین، پروردگارِ عرش کا کیا حکم لیکر آئے تھے؟

میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں

آپؐ نے فرمایا، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمۂ زہراؑ کی تزویج علیؑ سے کردوں۔

لہٰذا جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، علیؑ، طلحہ، زبیر اور چند انصار کو بُلا لاؤ۔

میں جاکر سب کو بُلا لایا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آنحضرتؐ نے

یہ خطبہ پڑھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله المحمود بنعمته المعبود بقدرته المطاع فی سلطانه المرهوب من عذابه المرغوب الیه فیما عنده، النافذ امره فی ارضه وسمائه، الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیه محمدؐ ثم ان الله جعل المصاهرة نسبًا لاحقا، وامرًا مفترضًا وشج بها الارحام والزمها الانام فقال تبارك اسمه وتعالیٰ جده "وهو الذی خلق من الماء بشرًا فجعله نسبًا وصهرًا وكان ربك قدیرًا" (سورۂ الفرقان آیت ۵۴) فامر الله یجری الی قضائه وقضاؤه یجری الی قدره فلكل قضاء قدر ولكل

قدر اجل ولکل اجل کتاب "یمحوا الله مایشآء و یثبت وعندہ اُم الکتٰب" (سورۃ الرعد آیت ۳۹) ثم انی اشھدکم انی قد زوجت فاطمۃ من علیؑ علی اربعماۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علیؑ

ترجمہ: (اللہ کے نام سے ابتداء ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔)

حمد ہے اللہ کی جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے محمود ہے۔ اپنی قدرت کی وجہ سے معبود ہے۔ اپنی حکومت کی وجہ سے واجب الاطاعت ہے اس کے عذاب کی وجہ سے اُس سے خوف کیا جاتا ہے، اس کے ثواب کی وجہ سے اس کی طرف رغبت کی جاتی ہے۔ اس کا حکم اس کی زمین اور آسمان میں نافذ ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو خلق فرمایا اور اُن کو اپنے احکام سیکھنے کی تمیز بخشی۔ اور انھیں اپنے دین کے ساتھ عزت بخشی اور اپنے نبی محمدؐ کی وجہ سے ان کو مکرم فرمایا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مصاہرت (دامادی) کو نسبِ لاحق (بعد میں ہونے والا رشتہ) قرار دیا اور اس کو تمام لوگوں پر واجب و لازم قرار دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ "خدا وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب و صہر (دامادی) قرار دیا اور تمھارا رب ہر بات پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

اللہ کا امر اس کی قضا پر جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا (حکم) اس کی قدر پر جاری ہوتی ہے۔ پس ہر قضا کے لیے قدر ہے اور ہر قدر کے لیے ایک اجل (وقت) ہے اور ہر اجل کے بارے میں کتاب (تحریر) ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) "اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔"

(اے لوگو!) میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال چاندی پر فاطمہؑ کی تزویج (نسبت) علیؑ سے کر دی ہے بشرطیکہ علیؑ اس پر راضی ہو جائیں"۔ (اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو کسی کام سے بھیجا تھا۔) انس کا بیان ہے کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک طباق بھر کر چھوارے لائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جب طباق ہمارے سامنے لا کر رکھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اسے لوٹ لو۔

ابھی ہم لوگ لوٹ ہی رہے تھے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ آ گئے۔ انھیں دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

اے علیؑ! اللہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں فاطمہؑ کی تزویج تم سے کر دوں چنانچہ میں نے اُن کی تزویج تم سے چار سو مثقال چاندی پر کر دی ہے، کیا تم راضی ہو؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا، جی ہاں، میں راضی ہوں، یا رسول اللہ۔

پھر حضرت علی علیہ السلام اُٹھے اور جاکر سجدۂ شکر بجالائے۔
آنحضرتؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تم دونوں میں خیرِ کثیر و طیب ودیعت فرمائے۔
انس کا بیان ہے کہ ایسا ہی ہوا، اللہ نے ان دونوں کی نسل سے خیرِ کثیر و طیب پیدا کیے۔ (کشف الغمہ)

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ یحیٰ بن معین نے اپنی امالی میں اور ابن بطہ نے اپنی کتاب "الابانہ" میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی شادی کا خطبہ منبر پر پڑھا اور یہی خطبہ جو مذکورہ ہوا، تحریر کیا ہے۔ (مناقب)

۲۸ — زرِ مہر کی صحیح تعداد اور اختلافِ روایات

حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ سے ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج (عقد) حضرت علی علیہ السلام سے چار سو اسّی درہم زرِ مہر پر کردی۔

- دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا۔
- تیسری روایت یہ ہے کہ آپ کا مہر پانچ سو درہم تھا اور یہی اِن تمام روایات میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔
- زرِ مہر میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ عمرو بن ابی مقدام اور جابر جعفی نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا زرِ مہر ایک یمنی چادر اور بکری کی کھال تھی۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے: آپؑ نے فرمایا کہ: حضرت فاطمہ زہرا کا زرِ مہر ایک حطمی زرہ اور مینڈھے یا گئو سالہ کی کھال تھی۔ یہ روایت ابو لیلی نے اپنے مسند میں مجاہد سے کی ہے۔

علامہ شیخ کلینیؒ نے کافی میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام ایک اونی چادر کے زرِ مہر پر کی تھی۔
کسی شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ زمین پر حضرت فاطمہ زہرا کا زرِ مہر کیا تھا، لیکن یہ ارشاد فرمائیے کہ آسمانوں پر ان کا مہر کیا مقرر کیا گیا تھا؟

آپؐ نے فرمایا، سنو! جس چیز کا تعلق تم سے ہو اس کے متعلق سوال کیا کرو اور جس کا تعلق تم سے نہ ہو اُس کے متعلق نہ پوچھا کرو۔

اُس شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! مہر کا تعلق تو ہم سے بھی ہے۔

آپؐ نے فرمایا، اچھا سنو! فاطمہؑ کا زرِ مہر آسمانوں پر زمین کا پانچواں حصہ (خمس) ہے لہٰذا اُس شخص کو اس زمین پر چلنا قیامت تک حرام ہے جو حضرت فاطمہؑ یا اُن کی ذرّیت کا دشمن ہو۔

(۲۹) ــــ جناب فاطمہؑ زہرا کا مہر معجّل و موجّل

خباب بن ارت کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اے علیؑ! میں نے تم سے اپنی بیٹی کا (فاطمہؑ کا) عقد بحکمِ خدا دنیا کے پانچویں حصّے اور چار سو اسّی درہم پر کیا، جس میں چار سو اسّی درہم مہرِ معجّل ہے اور دنیا کا پانچواں حصّہ مہر موجّل ہے۔

• کتاب "جلاء وشفا" میں ایک طویل روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے مرقوم ہے کہ: جس میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السّلام کی طرف سے جناب فاطمہؑ زہرا کو مہر میں دنیا کا پانچواں حصّہ اور جنّت کا تیسرا حصّہ اور زمین کے چار دریا، فرات نیل نہر اور نہروان و نہر بلخ دیے۔ پھر آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اے محمدؐ! اب تم اپنی طرف سے اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کا عقد چار سو اسّی درہم پر کردو تاکہ یہ تمھاری امّت کیلئے سنّت قرار پائے۔

زمین کے پانچویں حصّہ والی روایت میں یعقوب بن شعیب و اسحاق بن عمّار اور ابوبصیر کی روایات کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کا مہر دنیا کا ایک چوتھائی حصّہ قرار دیا تو یہ چوتھائی اُن کی ملکیت ہے پھر اُن کے مہر میں جنّت و جہنّم کو بھی قرار دیا۔ لہٰذا وہ اپنے دوستداروں کو جنّت میں اور اپنے دشمنوں کو جہنّم میں داخل کریں گی۔

• امالی ابوجعفر طوسیؒ میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب حضرت علی علیہ السّلام نے یہ دراہم آنحضرتؐ کے حوالے کردیے تو آپؐ نے اس میں سے ایک مٹھی درہم اُمِّ ایمن کو دیے جو چھیاسٹھ درہم تھے، تاکہ وہ اس سے گھر کا سامان خریدیں۔ پھر ایک مٹھی درہم اسماء بنتِ عمیس کو دیے تاکہ اس سے خوشبو خریدیں۔ تیسری مٹھی اُٹھا کر اُمِّ سلمہ کو دی تاکہ اس سے کھانے کا انتظام کریں اور بقیہ رقم عمّار و حضرت ابوبکر اور بلالؓ کو دی تاکہ وہ اس سے جہیز کا سامان خریدیں۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے پہلے امالی شیخ سے جہیز کے سامان والی روایت نقل کر چکا ہوں کہ جس میں مٹی کے ہرے رنگ کا ایک گھڑا اور دو مٹی کے پیالے وغیرہ کا ذکر ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس جہیز کے سامان میں ایک چمڑے کا فرش اور سوتی عبا، اور پانی کی ایک مشک بھی تھی۔

• ابن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ، آپؑ نے فرمایا، حضرت علی علیہ السلام کی تزویج، حضرت فاطمہ زہراؑ سے ایک پرانی چادر، ایک زرہ اور ایک مینڈھے کی کھال کے عوض ہوئی۔ (کافی)

• ابن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے ایک حطمیہ زرہ پر کی جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ (کافی)

• ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا، اللہ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے مہر میں پوری دنیا کا ایک چوتھائی حصہ دیا، اور پھر آخرت میں پوری جنّت اور پوری جہنّم آپؑ کے مہر میں دیدی۔ وہ اپنے دشمنوں کو جہنّم میں داخل کریں گی اور اپنے دوستداروں کو جنّت میں۔

آپ صدیقۂ کبریٰ ہیں، آپ کی معرفت پر قرونِ اولیٰ والے بھی مامور تھے۔

(امالی شیخ مفیدرہ)

(توضیح) علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ آئندہ امام محمد تقی علیہ السلام کے حالات میں آئے گا کہ آپؑ نے ام الفضل بنت مامون سے عقد فرمایا تو وہی مہر ادا کیا جو آپؑ کی جدّہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا تھا اور وہ پانچ سو درہم تھے

• معاویہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے جناب فاطمہ زہراؑ کی تزویج ایک زرہ حطمیہ کے عوض کی۔ اور اُن کا بستر مینڈھے کی کھال تھا جب دونوں اس پر لیٹتے تو اُون والا رُخ اپنے پہلوؤں کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ (کافی)

• ابو مریم انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا مہر ایک بوسیدہ چادر اور ایک زرہ حطمیہ تھا اور ان کا فرش ایک مینڈھے کی کھال تھی جس کو یہ دونوں بچھاتے تھے اور اسی پر سوتے تھے۔ (کافی)

• یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

جناب فاطمہ زہرا کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے کی اور گھر کے اندر بیٹی کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔

آپ نے پوچھا، بیٹی! کیوں روتی ہو؟ خدا کی قسم، اگر میرے خاندان میں کوئی اس سے بہتر شخص ہوتا تو پھر تمھاری تزویج اُس سے کرتا، اور در حقیقت میں نے تمھاری تزویج علیؑ سے نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے اور تمھارے مہر میں خمس رکھا ہے جبتک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ (کافی)

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: بابا، آپ نے بہت ہی کم مہر پر میری تزویج کردی:

آپ نے فرمایا، بیٹی! میں نے تمھاری تزویج نہیں کی ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے آسمان پر علیؑ سے تمھاری تزویج کی ہے اور تمھارے مہر میں ساری دنیا کا پانچواں حصّہ (خمس) رکھا جبتک کہ یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ (کافی)

(۳۰) حضرت علیؑ کو جنابِ فاطمہؑ سے شادی پر فخر

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ سنو! میں اپنے متعلق وہ بات کہتا ہوں کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اپنے متعلق نہیں کہہ سکتا، اور اگر کہے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ میں نبیٔ رحمت کا وارث ہوں، اُنھوں نے اپنی بیٹی فاطمہ خیر النساء کی تزویج مجھ سے کی ہے اور میں تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہوں۔ (کشف الغمہ)

(۳۱) جناب فاطمہ زہرا؛ مرکزِ فضائل

کتاب الخصال میں ابو ایوب انصاری سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری سے صحتیاب ہوئے مگر ضعف و ناتوانی حد درجہ تھی جناب فاطمہ زہرا عیادت کے لیے آئیں، پدر بزرگوار کی یہ ضعف و ناتوانی دیکھی تو گریہ کرنے لگیں اور آنسو بہہ کر رخسار تک آئے۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ زہرا! سنو! اللہ تعالیٰ نے پورے روئے زمین پر نظر ڈالی اور اس میں سے تمھارے شوہر (علیؑ) کو منتخب فرمایا، پھر مجھے بذریعہ

وحی حکم دیا کہ میں تمہارا نکاح اُن سے کردوں۔ اے فاطمہؑ! کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ کا تم پر کتنا کرم ہے کہ تمھاری تزویج ایک ایسے شخص سے کرنے کا حکم دیا جو اسلام میں سب سے مقدم ہے، حلم میں سب سے آگے ہے اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا خوش ہوگئیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ وہ فضل و شرف جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کو عطا فرمائے ہیں انھیں بیان کر کے جناب فاطمہؑ زہرا کو اور زیادہ مسرور کریں اس لیے آپؐ نے فرمایا، اے فاطمہؑ! سنو! علیؑ کو اللہ نے آٹھ خصلتوں سے نوازا ہے:

(۱) اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان (۲) علم (۳) حکمت (۴) تم جیسی زوجہ (۵) حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند (۶) امر بالمعروف کی توفیق (۷) نہی عن المنکر کی جرأت (۸) اللہ کی کتاب کی روشنی میں فیصلے کرنے کی قوت۔

اے فاطمہؑ! ہم اہلبیت کو اللہ نے سات ایسی خصلتیں عطا فرمائی ہیں جو نہ اولین میں سے کسی کو ملیں اور نہ ہمارے بعد آخرین میں سے کسی کو مل سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

ہمارا نبیؐ، خیر الانبیاء ہے اور وہ تمھارے بابا ہیں۔ ہمارا وصی خیر الاوصیاءؑ ہے اور وہ تمھارے شوہر ہیں۔ ہمارا شہید سید الشہداء ہے اور وہ حضرت حمزہ ہیں جو تمھارے بابا کے چچا ہیں۔ ہم ہی میں جعفر طیار ہیں جن کو اللہ نے جنت میں دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ ہر طرف پرواز کرتے ہیں جو تمھارے چچا ہیں۔ ہم ہی میں سے اس اُمت کے سبطین ہیں اور وہ تمھارے دونوں فرزند ہیں۔ (خصال شیخ صدوق رح)

(۳۲) شیعانِ حضرت علیؑ و فاطمہؑ کیلئے برأت نامہ اور شجرۂ طوبیٰ

کتاب مناقب خوارزمی میں بلال بن حمامہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے برآمد ہوئے تو آپؐ کا چہرۂ اقدس اس طرح چمک رہا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا، یا حضرت! آج تو آپؐ کا چہرۂ اقدس بہت ہی زیادہ نورانی ہے۔ کیا وجہ ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا، ہاں آج اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے اپنے بھائی اپنے ابن عم

اور اپنی بیٹی کے متعلق بشارت ملی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کا عقد فاطمہؑ سے کر دیا ہے اور خازنِ جنّت رضوان کو حکم دیا کہ وہ درختِ طوبیٰ کو حرکت دیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کو ہلایا جس کی حرکت سے اہلبیت کے دوستوں کی تعداد کے برابر پتّے گرے، اُن پتّوں کو نوری فرشتوں نے اُٹھالیا۔ اب جب قیامت کا دن ہوگا، تو یہ فرشتے آواز دیں گے اور شیعانِ اہلبیتؑ کو نام بنام پکار کر یہ پتّے ان کے حوالے کریں گے اور یہ پتّے آتشِ جہنّم سے برأت کی سند ہوں گے اور جس مرد یا عورت کو یہ سند ملے گی وہ میرے بھائی اور میری بیٹی کی برکت سے جہنّم سے محفوظ ہو جائے گا

تاریخِ بغداد میں اتنا اور اضافہ ہے کہ ان پتّوں پر یہ عبارت تحریر ہوگی:

براءۃ من العلی الجبار لشیعۃ علیؑ وفاطمۃ من النار

(یہ برأت نامہ ہے علی جبار کی طرف سے آتشِ جہنم سے (نجات کیلئے) شیعانِ علیؑ وفاطمہؑ کیلئے)

کتاب "الخرائج والجرائح" میں بھی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت ہے۔

کتاب "مناقب" میں مرقوم ہے کہ تاریخِ بغداد میں اپنے اسناد کے ساتھ بلال بن حمامہ سے یہی روایت تحریر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ برأت کے پروانے ہوں گے جن پر یہ تحریر ہوگا:

براۃ من العلی الجبار لشیعۃ علیؑ و فاطمۃ من النار

(تاریخِ بغداد اور مناقب)

(۳۳) = زمین کا حضرت علیؑ سے کلام کرنا

حافظ محمد بن محمود نجار نے اپنے اسناد کے ساتھ اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے مجھے بتایا کہ شادی کی پہلی شب میں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے مجھے ڈرا دیا۔

میں نے عرض کیا اے سیدۂ عالم! کیا آپ ڈر گئیں؟

آپ نے فرمایا "ہاں۔ میں نے سنا کہ زمین علیؑ سے گفتگو کر رہی ہے اور وہ بھی زمین سے مصروفِ گفتگو ہیں۔ (یہ دیکھ کر مجھے خوف محسوس ہوا) صبح کو میں نے یہ واقعہ اپنے پدرِ بزرگوار سے بیان کیا، تو آپؐ فوراً سجدۂ شکر بجالائے اور تا دیر سجدے کے بعد مجھ سے فرمایا:

اے فاطمہؑ! مبارک ہو تمھاری نسل پاک ہوگی اللہ نے تمھارے شوہر کو تمام مخلوقات سے افضل کیا ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ روئے زمین پر مشرق و مغرب میں جو کچھ رونما ہو اس سے علیؑ کو مطلع کرتی رہے۔ (کشف الغمہ)

(۳۴) حضرت علیؑ کی دعا، برائے تشکّر

احمد بن عبداللہ شیبانی نے حضرت محمد بن امام جعفر صادقؑ بن امام محمد باقر بن امام علی بن امام حسین علیہم السّلام سے اُنھوں نے اپنے آبائے کرام سے اُنھوں نے حضرت علی علیہ السّلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ایسی عمدہ نعمتیں فراہم کر رکھی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سُنی ہیں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السّلام نے اس طرح شکرِ خداوندی ادا کیا:

"رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ"

(سورۃ النمل آیت ۱۹)

ترجمہ: (پروردگارا! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو بخشی ہیں۔ نیز اس امر کی بھی توفیق عطا فرما کہ میں ایسے اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی اور خوش ہو جائے۔) "اور میری اولاد (ذرّیت) کو بھی میرے لیے صالح قرار دے" اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا، آمین ربّ العالمین یا خیر الناصرین۔

(۳۵) نَسَبًا وَّصِهْرًا کی تفسیر

ابنِ عباس، و ابن مسعود، جابر، براء، انس، اُمِ سلمہ، سدی، ابن سیرین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام "هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا" (سورۃ الفرقان آیت ۵۴) کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں، اور كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝ سے مراد قائم آلِ محمدؐ ہیں۔ آخر زمانے میں کیونکہ سوائے ان کے نسبی وسببی دونوں رشتے صحابہ میں سے کسی سے قائم نہیں ہوئے۔ اسی رشتۂ نسب و سبب کیوجہ سے یہ مستحقِ میراث ہیں۔

- ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس آیت میں بَشَرًا سے مراد جناب رسولِ مقبولؐ ہیں اور نَسَبًا سے مراد جناب فاطمہ زہراؑ ہیں اور صِهْرًا سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔
- تفسیرِ ثعلبی میں ابنِ سیرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور

جناب فاطمہؑ زہرا کے شوہر حضرت علیؑ کے لیے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ آپؑ رسول اللہؐ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور آپؐ کی دختر کے شوہر بھی ہیں۔ اس لیے نسب اور دامادی دونوں ہی آپؑ میں جمع ہو گئی ہیں۔

• حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ فاطمہؑ سے کہہ دیجیے کہ علیؑ کی نافرمانی کبھی نہ کریں گی، اِس لیے کہ ان کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔

• حضرت فاطمہؑ زہرا کی شادی حضرت علی علیہ السلام سے کرنے پر کچھ لوگ آپؐ پر خفا ہوئے۔ اور چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ (اس پر)
آنحضرتؐ نے فرمایا "سنو! اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ تھا۔

• ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر ہی نہ تھا۔

• مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:
آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اگر جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو روئے زمین پر حضرت فاطمہؑ کا کوئی کفو ہی نہ ملتا، خواہ وہ آدم ہوں یا کوئی اور۔

علّامہ مجلسیؒ کا تنقیدی جائزہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخین کی لڑکیوں کو اپنے عقد میں لے لیا اور اپنی دو لڑکیوں کو عثمان کے عقد میں دے دیا۔

اس کے جواب میں، میں یہ کہتا ہوں کہ کسی کی لڑکی سے رسول اللہؐ کا عقد کر لینا یہ اُس کے لیے فضیلت کی دلیل نہیں ہے۔ ہاں، اگر یہ دلیل ہے تو صرف اس امر کی کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور کلمۂ شہادتین پڑھتے تھے۔ علاوہ بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف شیخین ہی کی لڑکیوں سے تو عقد نہیں فرمایا، بلکہ آپؐ نے تو اور لوگوں کی لڑکیوں سے بھی عقد فرمایا: اس میں فضیلت (صرف ان ہی کو کیوں ہے بلکہ) دوسروں کو بھی ایسی ہی ہونی چاہیے جیسی فضیلت شیخین کو دی جاتی ہے۔

اب رہ گئی عثمان کی بات، تو اس میں بڑا اختلاف ہے کہ جن لڑکیوں کا عقد عثمان سے ہوا تھا وہ درحقیقت آپؐ کی لڑکیاں بھی تھیں یا نہیں؟ اور پھر یہ کہ ان ہی لڑکیوں کی شادی آپؐ نے عثمان سے پہلے کافروں سے کر دی تھی۔ لہٰذا، اگر ان کے لیے یہ کوئی شرف ہے تو اس شرف میں کافر بھی ان کے

شریک ہیں لیکن جناب فاطمہؑ زہرا کا معاملہ ایسا نہیں ہے، اِس لیے کہ آپ عہدِ اسلام میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار آلِ عبا میں ہے، آپ اہلِ مباہلہ میں سے بھی ہیں اور بہت ہی ناگزیر حالات میں اسلام کی خاطر ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں، آپ کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی، جبریلِ امین نے اہلِ کساء میں شریک ہونے پر فخر کیا ہے جبکہ آپ اہلِ کساء میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیت (جن میں حسنؑ و حسینؑ اور علیؑ و فاطمہؑ ہیں) آپ کی صداقت پر گواہی دی ہے۔ آپ گیارہ ائمۂ معصومین و طاہرین کی والدۂ ماجدہ ہیں جن میں حسنؑ و حسینؑ جیسے جوانانِ جنّت کے سردار بھی ہیں، آپ ہی سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک و پاکیزہ نسل چلی۔ آپ ہی سیدۃ نساء العالمین ہیں۔ آپ کی شادی آپ کے خاندان میں ایسے شخص سے ہوئی جو آپ کے لیے اجنبی نہ تھا (جو مرتبے میں اللہ کی نظر میں مصطفٰےؐ کے بعد مرتضٰےؑ ہیں) شیخین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنا رشتہ جوڑا اور علی ابنِ ابی طالبؑ سے خود رسول اللہؐ نے اپنا رشتہ قائم کیا۔ آپ نے شیخین کے پیغامِ شادی کو رد کر دیا، پھر علیؑ و فاطمہؑ کی شادی بھی عجیب شان سے ہوئی، عقد پڑھنے والا اللہ اور قبول کرنے والے جبریلِ امین خطبۂ نکاح پڑھنے والے راحیل شادی کے گواہ حاملانِ عرش، تصدق کرنے والے رضوان خازنِ جنّت تھے، تصدق کرنے کے لیے طبق شجرۂ طوبیٰ تھا، صدقے کی چیزیں موتی، یاقوت و مرجان تھیں، صدقے کو لوٹنے والے اہلِ جنّت، آپ کو سنوارنے اور آراستہ کرنے کا حکم دینے والے رسول اللہؐ سنوارنے والی اور آراستہ کرنے والی ازواجِ نبیؐ اور حجلۂ عروسی کو سجانے والی اسماء تھیں اور نکاح کے نتیجے میں جناب ائمۂ طاہرین پیدا ہوئے۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(۳۶) ــــ سامانِ جہیز کی خریداری

حضرت علی علیہ السّلام کا بیان ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا، اے علیؑ! ابھی جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، تاکہ اس سے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا جہیز اور تمھارے گھر کا ساز و سامان خریدا جائے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ یہ حکم پا کر میں بازار گیا اور اپنی زرہ چار سو درہم پر فروخت کر کے ساری رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان درہموں میں سے ایک مٹھی اٹھا کر مقداد بن اسود کو دی اور فرمایا، یہ لو، اس سے فاطمہؑ کا جہیز خریدو، خوشبو زیادہ خریدنا۔

مقداد بازار گئے اور یہ چیزیں خریدیں : ایک چکی ، ایک مشکیزہ ، چمڑے کا ایک تکیہ ایک چٹائی ۔ اور یہ سب چیزیں لاکر آنحضرتؐ کے سامنے رکھ دیں۔ اُس وقت اسماء بنتِ عمیس بھی وہاں موجود تھیں ۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ :

آپؐ نے حضرت ابوبکر کو بلایا اور فرمایا ، لو اِن درہموں سے میری بیٹی فاطمہؑ کے لیے سامانِ جہیز خرید لاؤ۔

پھر آپؐ نے حضرت سلمانؓ اور حضرت بلالؓ کو بھی ان کے ساتھ بھیجا ، تاکہ سامان کی خریداری اور باربرداری میں اُن کی مدد کریں ۔

حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سامان کی خریداری کے لیے ترسٹھ درہم عنایت فرمائے تھے ۔ جن سے میں نے مندرجۂ ذیل چیزیں خریدیں ۔

(۱) مصری کتان سے بنی ہوئی ایک توشک جس میں اون بھرا ہوا تھا ۔
(۲) چمڑے کا ایک فرش (۳) چمڑے کا تکیہ جس میں لیفِ خرما بھرا ہوا تھا ۔
(۴) ایک خیبری عبا ، (۵) ایک مشکیزہ (۶) کچھ مٹی کے پیالے
(۷) چند عدد گھڑے (۸) ایک مٹی کا لوٹا (۹) ایک اونی ہلکا پردہ

یہ چیزیں ہم لوگ اُٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے اور سامنے رکھ دیں۔

آنحضرتؐ نے جب اس مختصر سے سامان کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور آسمان کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔ پروردگارا ! تو برکت عطا فرما ، ان لوگوں کو جن کے تمام برتن مٹی کے ہیں ۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرتؐ نے زرہ کی باقی قیمت حضرت ام سلمہ کے پاس جمع کرادی اور فرمایا ، یہ درہم اپنے پاس رکھو۔

(۳۷) حضرت خدیجہ کا اسماء بنتِ عمیس سے عہد لینا

علی بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سید جلال الدین عبدالحمید بن فخار موسوی نے بھی الفاظ کے مختصر سے اختلاف کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ اسماء بنتِ عمیس کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے وقت میں پہونچی تو وہ رونے لگیں ۔ میں نے عرض کیا ، آپ تو سیدۂ نساء ہیں آپ زوجۂ نبیؐ ہیں آپ کو تو

آنحضرتؐ نے خود اپنی زبان سے جنّت کی بشارت دی ہے پھر بھی آپ روتی ہیں ؟
اُنھوں نے کہا، میں اس لیے نہیں روتی، بلکہ مجھے خیال آتا ہے کہ جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو اسے ایک ایسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی ضروریات پوری کرے اُس کی دیکھ بھال کرے ۔ میری بیٹی فاطمہ ابھی بہت کمسن ہے اگر میں مر جاؤں گی تو اس کی شادی کے وقت کون اس کی دیکھ بھال کرے گا۔

میں نے عرض کیا، میری مالکہ! میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ اگر میں اس وقت تک زندہ رہی تو آپ کی جگہ میں اُن کی دیکھ بھال کروں گی۔

الغرض فاطمہؑ زہرا کی رخصتی کی شب جب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا:
تمام عورتیں اب یہاں سے چلی جائیں اور حجرہ خالی کر دیں۔

سب تو چلی گئیں مگر میں نہ گئی۔ جب آنحضرتؐ وہاں سے چلنے لگے تو آپ نے مجھے غور سے دیکھا اور فرمایا:

تم کون ہو ؟

میں نے عرض کیا، میں اسماء بنتِ عمیس ہوں۔

آپؐ نے فرمایا، کیا میں نے تم سے جانے کے لیے نہیں کہا تھا ؟

میں نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، میرا ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی کروں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میں نے حضرت خدیجہ سے عہد کر لیا تھا۔

اس کے بعد اسماء نے آنحضرتؐ کو پورا واقعہ سنایا تو آنحضرتؐ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: اچھا تو پھر تم اس لیے یہاں رُکی ہوئی ہو۔؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، واللہ اسی لیے رُکی ہوئی ہوں۔

یہ سُن کر آپؐ نے مجھے دعا دی۔

۶

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حضرت علی علیہ السّلام کے ساتھ برتاؤ

(۱) = زنانِ قریش کا طعنہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سے کچھ عورتوں نے یہ کہا کہ فلاں فلاں لوگوں نے تمھارے پدرِ بزرگوار سے تمھارا پیغام دیا، مگر انھوں نے اُسے رد کر دیا اور ایک مردِ فقیر سے تمھاری شادی کر دی۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا رسول اللہ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا، بابا! آپ نے میری شادی ایک مفلس شخص سے کر دی۔

آپ نے حضرت فاطمہ زہرا کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا اور فرمایا، اے فاطمہ! ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے تیری شادی ایک ایسے شخص سے کی ہے جو اسلام میں سب سے اوّل ہے علم میں سب سے اکمل ہے اور حلم میں سب سے افضل ہے۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ علیؑ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں؟

یہ سن کر حضرت فاطمہ زہرا ہنسنے لگیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اس پر راضی اور خوش ہوں۔ (مناقب شہر آشوب)

• ابو قبیل کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ میں نے تمھاری اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک کہ جبریلِ امین حکمِ خدا لیکر نہ آگئے۔

• عمران بن حصین وحبیب بن ابی ثابت کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمھاری شادی اس سے کی ہے جو علم میں سب سے بہتر ہے۔

• ابنِ غسان کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے تمھاری شادی اس سے کی ہے جو سب سے افضل ہے (میرے بعد)

• کتاب ابن شاہین عبدالرزاق میں اپنے اسناد کے ساتھ عکرمہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے تمھاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو میرے خاندان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (مناقب)

• ابنِ عباس نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ: میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا آپؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا افسردہ خاطر آئیں۔

آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا اے حوریہ! تمھاری افسردگی کی کیا وجہ ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا جان! قریش کی کچھ عورتوں نے مجھ پر اور میرے ابنِ عم پر طنزیہ جملے استعمال کیے ہیں۔

آنحضرتؐ نے پوچھا، آخر وہ عورتیں کیا کہہ رہی تھیں؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا کہ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہؐ پر ان کی بیٹی اتنی بھاری تھی کہ آپؐ نے اس کی تزویج قریش کے ایک ایسے مردِ فقیر سے کردی جو مال میں سب سے کم ہے۔ اس کے پاس مالِ دنیا سے کچھ بھی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! خدا کی قسم میں نے یہ شادی نہیں کی ہے یہ تزویج تو خود خدا نے کی ہے۔ پہلے تو فلاں فلاں اشخاص نے تم سے شادی کا پیغام دیا، لیکن میں نے تمھارے معاملے کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا اور لوگوں سے کوئی مطلب نہ رکھا۔ جمعہ کے روز میں نمازِ فجر میں مشغول تھا کہ میں نے ملائکہ کے پروں کی آواز سُنی۔ دیکھا تو جبریل امیں ملائکہ کی ستّر صفیں لیکر نازل ہوئے اس حالت میں کہ تمام ملائکہ اپنے سروں پر تاج پہنے ہوئے تھے اور قیمتی زیورات اور جنّتی حلّوں سے آراستہ تھے۔

میں نے پوچھا، اخی جبریل! یہ اجتماعِ ملائکہ اور اس قدر شادمانی کی کیا وجہ ہے؟

جبریل امیں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ نے زمین کی طرف نظر کی تو مَردوں میں علیؑ کا انتخاب کیا اور عورتوں میں سے فاطمہؑ زہرا کا۔ پھر دونوں کی آپس میں تزویج فرمادی، (اس لیے ہم سب بے انتہا مسرور ہیں)

یہ سن کر فاطمہؑ زہرا، ایک دم مسکرادیں اور عرض کیا، بابا جان! جس بات پر اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہیں میں بھی راضی اور خوش ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے فاطمہؑ! کچھ اور بیان کروں تا کہ تمھارے دل میں علیؑ سے محبت پیدا ہو جائے۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، جی ہاں۔ ارشاد فرمائیے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، اچھا سنو! میدانِ حشر میں جو لوگ اللہ کی بارگاہ میں سوار ہو کر جائیں گے ان میں ہم چار سے زیادہ کوئی مکرم و محترم نہ ہوگا۔ ایک تو میرے بھائی صالحؑ

اپنے ناقے پر سوار ہوں گے۔ دوسرے میرے چچا حمزہ جو میرے ناقے (غضباء) پر ہوں گے، تیسرے میں براق پر سوار ہوں گا، چوتھے تمھارے شوہر علیؑ جو جنّت کے ایک ناقے پر سوار ہوں گے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا جان! وہ ناقہ کیسا ہوگا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! اس ناقے کی تخلیق نور سے ہوگی۔ اس کے پہلو مخمل کی طرح نرم ہوں گے، اُس کا رنگ زرد، سر اُس کا سرخ، آنکھوں کے حلقے سیاہ، اس کے پیر سونے کے، مہار، تازہ موتیوں کی، آنکھیں یاقوت کی، پیٹ سبز زبرجد کا، اور اُس ناقے پر ایک سفید موتیوں کا قبہ ہوگا، جو اِس قدر شفاف ہوگا کہ اس کا ظاہر باطن سے اور باطن اُس کے ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ یہ اللہ کے ناقوں میں سے ایک ناقہ ہوگا، اس کے ستّر رُکن ہوں گے، اور ایک رُکن سے دوسرے رُکن تک ستّر ہزار مَلک ہوں گے جو طرح طرح کی زبانوں میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوں گے اور جس وقت علیؑ ابن ابی طالبؑ اس ناقے پر سوار ہو کر ملائکہ کی صفوں میں سے گذریں گے تو ملائکہ کہیں گے کہ دیکھو! یہ بندہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا محترم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نبیٔ مرسل ہے یا کوئی ملکِ مقرّب ہے یا حاملِ عرش ہے یا حاملِ کرسی ہے۔

اُس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئے گی، اے لوگو! سنو! یہ شخص نہ کوئی نبیٔ مرسل ہے، نہ مَلکِ مقرب ہے بلکہ یہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔

یہ آواز سب سنیں گے اور پھر ہر چہار جانب سے خلقتِ خدا انھیں دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے گی۔ اور حضرت علی علیہ السّلام کی شان دیکھ کر کہیں گے انا للہ وانا الیہ راجعون ہم دنیا میں ان کے متعلق حدیثیں سُنتے تھے مگر تصدیق نہیں کرتے تھے۔ لوگ ہمیں نصیحتیں کرتے تھے مگر ہم قبول نہیں کرتے تھے اور جو لوگ حضرت علی علیہ السّلام کے دوستدار ہوں گے وہ اس عروۃُ وثقٰی (علیؑ) کے دامن کو تھام لیں گے۔

اے فاطمہؑ! علیؑ کے دوستدار اس طرح نجات پائیں گے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیا میں کچھ اور بیان کروں تاکہ تم علیؑ سے اور محبت کرنے لگو۔؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے ارشاد فرمایا: بابا جان! اور بھی بیان فرمائیے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ جبرئیلِ امیں نازل ہوئے اور بولے! یا رسول اللہ! آپؐ اللہ کی طرف سے علیؑ کو سلام پہونچا دیجیے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا کھڑی ہوگئیں اور کہنے لگیں: بابا جان! میں اِس بات

پر بجید خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اور اے بابا جان! آپؐ نبی خاتم ہیں اور میرے ابنِ عم میرے شوہر اور ولیٔ خدا ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

۲ — شوہر کی اطاعت کا حکم

ابنِ ابی یعفور نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: آپؑ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف وحی نازل فرمائی کہ فاطمہؑ زہرا سے کہدو کہ (اپنے شوہر) علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی نافرمانی کبھی نہ کریں گی، اس لیے کہ اگر وہ ان سے ناراض ہو گئے تو میں بھی فاطمہؑ سے خوش نہ ہوں گا (امالی شیخ مفید)

۳ — آلِ محمدؐ کے گھروں میں ایک ماہ سے آگ بھی روشن نہیں ہوئی

سوید بن غفلہ سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ مالی سختی میں مبتلا ہو گئے تو جناب فاطمہؑ زہرا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں دروازہ کھٹکھٹایا؛

آنحضرتؐ نے فرمایا، اے اُمِ ایمن! میں اپنی پیاری بیٹی کی آہٹ محسوس کر رہا ہوں ذرا دیکھو تو سہی دروازے پر کون ہے؟

اُمِ ایمن نے دروازہ کھولا تو جناب فاطمہؑ زہرا داخل ہوئیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! آج خلافِ معمول اس وقت کیسے آئی ہو؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، باباجان! یہ ارشاد فرمایئے کہ فرشتے کس چیز کو اپنی غذا بناتے ہیں؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، حمدِ الٰہی فرشتوں کی غذا ہے۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے پوچھا، اور ہماری غذا کیا ہے؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، بیٹی اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک ماہ سے سارے آلِ محمدؐ کے گھروں میں آگ بھی روشن نہیں ہوئی۔ اچھا میں تم کو وہ پانچ کلمات بتاتا ہوں جو جبریل نے مجھ کو بتائے ہیں۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، باباجان! ارشاد فرمایئے۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، وہ پانچ کلمات یہ ہیں :

یا رب الاولین والآخرین۔ یا ذا القوۃ المتین۔ یا راحم المساکین
یا ارحم الراحمین

یہ سن کر جناب فاطمہ زہرا واپس آگئیں
حضرت علیؑ نے پوچھا، اے فاطمہؑ! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آنحضرتؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، میں دنیا کے لیے گئی تھی، آخرت لیکر آئی ہوں۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بیشک تمہارے سامنے خیر ہی خیر ہے۔
(دعوات راوندی)

(۴) جناب فاطمہؑ کو شکایت کہ حضرت علیؑ سب کچھ راہِ خدا میں دیدیتے ہیں

حضرت جعفرؑ بن محمدؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ زہرا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! علیؑ تو گھر میں کوئی چیز نہیں چھوڑتے، سب کچھ مساکین کو دیدیتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، فاطمہؑ بیٹی! علیؑ کے کارِ خیر کے معاملات میں بھلا میں کس طرح دخیل ہو سکتا ہوں؟ (جس طرح ہو سکے علیؑ کے ہر معاملہ میں خوش رہنے کی کوشش کیا کرو) کیونکہ علیؑ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے اور میری ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔ (مصباح الانوار)

(۵) جناب فاطمہؑ کی حیات میں حضرت علیؑ پر دوسری عورت حرام تھی

ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام پر جناب فاطمہ زہرا کی زندگی میں تمام عورتوں کو حرام کر دیا تھا۔

سائل نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں تھا؟
آپؑ نے فرمایا کہ جنابِ فاطمہ زہرا طاہرہ و مطہرہ تھیں آپ کو حیض نہیں آتا تھا (امالی شیخ مفید)

(۶) سورۂ ھل اتیٰ میں احترامِ جنابِ فاطمہؑ

عالم علیہ السلام یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ھل اتی اہل بیت کی شان میں نازل فرمائی ہے اس میں جنت کی تمام نعمتوں کا ذکر ہے مگر حود عین کا ذکر نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا اس لیے کیا گیا ہے تاکہ جناب فاطمہؑ زہرا کا احترام باقی رہے (کیونکہ آپ بھی حورا ہیں۔) (مناقب ابن شہر آشوب)

• سفیان ثوری نے ابو صالح سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آیت "اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ" (سورۃ التکویر آیت ۷) سے مراد یہ ہے کہ روز قیامت تمام مومنین جب پلِ صراط کو طے کرکے دوسری جانب پہونچیں گے تو اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے پر دنیا کی عورتوں میں سے چار کے ساتھ اس کی شادی کرے گا اور اس کے علاوہ ستر ہزار حور بھی اس کے حصہ میں آئیں گی سوائے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہ بتولؑ کے آپؑ دنیا میں بھی شوہر ہیں اور آخرت میں بھی آپؑ ان کے شوہر رہیں گے۔ دنیا کی عورتوں میں سے کوئی عورت وہاں آپؑ کی زوجہ نہ بن سکے گی، البتہ ستر ہزار حور اللہ تعالیٰ ان کو بھی عطا فرمائے گا۔ اور ہر حور کے ستر ہزار خادم ہوں گے۔

○ ○ ○

۷

آپ پر مظالم، آپ کا گریہ وبُکا اور آپ کی شہادت کا بیان

(١) دنیا کے پانچ مشہور رونے والے

سہیل بحرانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرفوع روایت کی ہے. آپؑ نے فرمایا کہ دنیا میں کثرت سے رونے والے پانچ گذرے ہیں۔

(١) حضرت آدم علیہ السلام ، (٢) حضرت یعقوب علیہ السلام (٣) حضرت یوسف علیہ السلام (٤) جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بنت حضرت محمد مصطفٰیؐ (٥) حضرت امام علی ابن الحسین (امام زین العابدین علیہ السلام)

حضرت آدم علیہ السلام فراقِ جنّت میں اتنا روئے کہ آپ کے رخساروں پر نہروں کی طرح نشانات پڑ گئے تھے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جُدائی میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی ، یہانتک کہ اُن سے یہ کہا گیا (جس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل فرمایا ہے) تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھٰلِکِیْنَ ٥

(سورہ یوسف آیت ٨٥)

ترجمہ : (خدا کی قسم آپ برابر یوسفؑ ہی کو یاد کرتے رہیں گے یہانتک کہ آپ بیمار پڑ جائیں یا ہلاک ہی ہو جائیں ۔)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی فراقِ پدر میں اتنا روئے کہ قید خانے کے دوسرے قیدی آپ کے رونے سے پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ رونے کے لیے دن رات میں سے کوئی ایک وقت مقرّر کر لیجیے ۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کی بات مان لی ۔

حضرت فاطمہ زہرا بھی اپنے پدرِ بزرگوار کی جدائی میں اتنا روئیں کہ اہلِ مدینہ نے آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ کے ہر وقت رونے سے ہم لوگ بہت تنگ آ گئے ہیں آپؑ اس کے بعد مقابرِ شہداء میں جا کر رویا کرتی تھیں ۔

حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام اپنے پدرِ عالی قدر پر تمام عمر روتے ہی رہے۔ جب بھی آپؑ کے سامنے کھانا رکھا جاتا، آپ گریہ فرماتے تھے یہانتک کہ ایک دن آپؑ کے غلام نے آپ سے کہا، مجھے خوف ہے کہ روتے روتے آپ کی جان نہ چلی جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رنج وغم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ مجھے جب بھی بنی فاطمہؑ کا مقتل یاد آتا ہے گریہ گلوگیر ہو جاتا ہے۔ (خصال شیخ صدوق)

- شیخ صدوق کی امالی میں بھی ابنِ معروف سے اسی قسم کی روایت ہے۔

(۲) آنحضرتؐ کا عالمِ نزع اور جنابِ فاطمہؑ کا گریہ

امالی شیخ مفید رح میں عبداللہ ابنِ عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وقتِ وفات قریب آیا تو آپؐ اتنا روئے کہ آپؐ کی ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

کسی نے آپؐ سے سببِ گریہ دریافت کیا

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، میں اپنی ذرّیت کے لیے گریہ کناں ہوں کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ شریر لوگ میرے بعد میری ذرّیت پر کیسے کیسے مظالم ڈھائیں گے" گویا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد میری بیٹی فاطمہؑ پر نوع بہ نوع ظلم کیے جا رہے ہیں" اور وہ بابا، بابا کہہ کر پکار رہی ہے" مگر میری اُمت میں کوئی ایسا نہیں جو اس کی مدد کرے"

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ زہرا رونے لگیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی میرے سامنے نہ رو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا، میں اپنی مصیبت پر گریہ نہیں کر رہی ہوں، بلکہ آپؐ کی جُدائی مجھ پر شاق ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی! تم کو بشارت ہو کہ تم بھی بہت جلد مجھ سے ملوگی۔ کیونکہ تم میرے اہلِ بیت میں میرے پاس آنے والوں میں پہلی ہوگی۔ (امالی شیخ مفید رح)

- ابوبکر جعالی اور ابونعیم فضل بن ذلین وشعبی نے مسروق سے اور سُنن میں قزوینی سے اور ابانہ میں عبکری سے اور مسند میں موصل سے اور فضائل میں احمد سے اپنے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ سے اور اس نے مسروق سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔
- شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے

کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپؐ نے وفات پائی، تو جناب فاطمہ زہراؑ آپؐ کے پاس آئیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، بیٹی مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے۔

یہ سن کر فاطمہ زہراؑ رونے لگیں۔

آپؐ نے فرمایا، بیٹی! روؤ نہیں، میرے بعد تم پر ساڑھے بہتّر دن نہ گذریں گے کہ تم مجھ سے آملوگی، اور تم مجھ سے اُس وقت تک نہ ملوگی جبتک کہ تم کو جنّت کے پھولوں کا تحفہ نہ مل جائے۔

یہ سُن کر جناب فاطمہ زہرا ہنسنے لگیں۔ (قصص الانبیاء)

• صحیح بخاری، وصحیح مسلم وحلیۃ الاولیاء اور مسند احمد بن حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مرضِ موت میں جناب فاطمہ زہرا کو بلایا۔ اور انھیں اپنے نزدیک بُلا کر کان میں کچھ کہا، جسے سن وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد پھر آپؐ نے کچھ سرگوشی فرمائی تو فاطمہ زہراؑ مسکرانے لگیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب میں نے ان سے رونے اور مسکرانے کا سبب پوچھا:

اُنھوں نے جواب دیا کہ میرے بابا نے جب اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگی اور جب یہ فرمایا کہ اُن کی وفات کے بعد سب سے پہلے میں اُن سے جاملوں گی تو میں مسکرانے لگی۔

• کتاب ابن شاہین میں حضرت ام سلمہ وحضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت فاطمہؑ سے مسکرانے اور گریہ کرنے کا سبب پوچھا:

اُنھوں نے جواب دیا کہ بابا نے اپنی موت کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میرے بعد میرے اہلِ بیت پر سختی کی جائے گی اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے؛ یہ سن کر میں رونے لگی لیکن اُنھوں نے فرمایا کہ تم مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کروگی؛ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

• حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جناب فاطمہؑ زہرا، صرف پچھتّر دن زندہ رہیں اور اس عرصے میں آپ ہر وقت غمزدہ وافسردہ رہتیں۔ آپ کی تسلّی دینے کے لیے حضرت جبریل امین برابر آیا کرتے اور اُن سے اُن کے پدرِ گرامی قدر کے جنّت میں مکان کی کیفیات اور آپ کی ذرّیت پر جو واقعات گذرنے والے تھے، اُن کو بیان کرتے اور حضرت علی علیہ السّلام اُن کو لکھ لیا کرتے تھے۔

(کتاب الخرائج والجرائح)

• تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس آئیں۔

آپ نے پوچھا اے بنتِ رسول! کیسا مزاج ہے آپ کا؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا، بہت کرب و بےچینی میں بسر کر رہی ہوں، پدرِ بزرگوار نے وفات پائی، اُن کے وصی پر ظلم کیا گیا، رسول اللہؐ کا حجاب تار تار کر دیا گیا۔ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسولؐ کے بالکل خلاف امامت و وصایت پر قبضہ کر لیا گیا۔ مگر یہ بدری و اُحدی کینے تھے جو اہلِ نفاق کے دلوں میں پرورش پا رہے تھے اور اب تک اس لیے چھپائے ہوئے تھے کہ ممکن ہے کہ رسولؐ سے چغلی لگا دے۔ اب جبکہ یہ لوگ حکومت پر قابض ہو چکے ہیں تو ہم پر مظالم کی بارش شروع کر دی، اور اب وہ رسّی کٹ جائے گی جو ایمان کے دونوں سروں کو ملائے ہوئے تھی اور اللہ نے جو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ رسالت حفاظت اور مومنین کی کفایت کرے گا، وہ ضعیف الایمان لوگوں کی نظر میں مشکوک دکھائی دے گا۔ اُدھر وہ لوگ اس پُرفریب دنیا سے مال و دولت سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور اِدھر یہ لوگ مدد کے لیے پکار رہے ہیں جن کے آباء و مورثِ اعلیٰ کربناک معرکوں میں کام آئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ (مناقب)

۳ — آنحضرتؐ کی پیشین گوئیاں

ابنِ عباس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل روایت کی جس میں آنحضرتؐ نے اپنے اہلِ بیت پر آئندہ ہونے والے مظالم کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپؐ نے فرمایا:

"میری بیٹی فاطمہؑ تو سیدہ نساء عالمینِ اوّلین و آخرین ہے، میرا ایک ٹکڑا ہے، میری آنکھوں کا نور ہے، میرا میوۂ دل ہے، میری وہ روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، حوراءِ انسیہ ہے۔ جس وقت وہ اپنی محرابِ عبادت میں اپنے رب کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور ملائکہ اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح زمین کے رہنے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں، اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے:

"اے میرے ملائکہ! ذرا میری کنیزِ خاص فاطمہ زہرا کو دیکھو جو میری تمام کنیزوں کی سیدہ ہے، یہ میرے سامنے اس طرح کھڑی ہوئی ہے کہ میرے خوف اور رُعب و جلال سے اس کے ہاتھ، پاؤں کانپ رہے ہیں اور پورے رجوعِ قلب کے ساتھ میری عبادت میں مشغول ہے اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس کے شیعوں کو جہنم سے نجات دیدی۔"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں فاطمہ کو دیکھتا ہوں

تو مجھے وہ مظالم یاد آجاتے ہیں جو میرے بعد اس پر ڈھائے جائیں گے۔ گویا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تو ع یہ تو ع اس کے گھر کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ اس کے احترام کو برباد کیا جا رہا ہے، اس کا حق غصب کیا جا رہا ہے، اس کو میراث سے محروم کیا جا رہا ہے، اس کا پہلو شکستہ کیا جا رہا ہے جس سے اس کا بچہ (محسن) اپنی ماں کے شکم میں شہید ہو گیا۔ اور وہ " وا محمّداہ " کہہ کر پکار رہی ہے اور کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، وہ فریاد کر رہی ہے اور کوئی فریاد رس نہیں ہے۔ میرے بعد وہ مسلسل حزن و کرب میں بسر کر رہی ہے۔ ہر وقت روتی رہتی ہے، کبھی وہ اپنے گھر سے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کو یاد کرتی ہے، کبھی میری جُدائی کو یاد کرتی ہے خصوصاً رات کے وقت وہ بہت ہی بے چین ہو جاتی ہے کیونکہ اب نمازِ شب میں میری تلاوتِ کلامِ پاک کی آواز نہیں سُنتی۔ پھر وہ دیکھتی ہے کہ: اپنے بابا کے زمانے میں تو اس کی بڑی عزت ہوتی تھی مگر اب لوگوں کے درمیان ذلیل و خوار ہے۔

اُس وقت پروردگارِ عالم ملائکہ کو بھیج کر اُس کی دلجوئی فرمائے گا اور وہ آکر اسی طرح اُس کو پکاریں گے جس طرح مریمؑ بنتِ عمران کو پکارا تھا۔ وہ کہیں گے: "یا فاطمۃ اِنّ اللّٰہ اصطفٰکِ وطھّرکِ واصطفٰکِ علٰی نساء العٰلمین۔ یا فاطمۃ اقنتی لربّکِ واسجدی وارکعی مع الراکعین "

"اے فاطمہؑ! اللہ نے تجھ کو منتخب کیا اور پاک رکھا اور انتخاب کیا تجھے عالمین کی عورتوں میں سے۔ اے فاطمہؑ! اپنے رب کے حضور قنوت پڑھو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

اس کے بعد فاطمہؑ زہرا کو درد کی تکلیف شروع ہو گی، وہ بیمار پڑ جائے گی تو اللہ اس کی تیمار داری کے لیے مریمؑ بنت عمران کو بھیجے گا اور وہ آکر میری بیٹی کی تیمار داری کریں گی، اور اس کا دل بہلائیں گی، پھر جب مرض شدت اختیار کرے گا تو فاطمہؑ زہرا اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرے گی اور کہے گی "اے میرے معبود! اب میں زندگی سے اُکتا گئی ہوں، دنیا والوں سے بیزار ہو چکی ہوں، اب تو مجھے میرے باباجان سے ملا دے۔"

چنانچہ اللہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور وہ میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے اس حال سے ملے گی کہ محزون و مکروب ہو گی، مغموم و مغضوب اور مقتول ہو گی۔ اُس وقت میں اس کو دیکھ کر کہوں گا، "خدایا تو لعنت کر اس پر جس نے میری فاطمہؑ پر ظلم کیا، عذاب کر اس پر جس نے اس کو ناراض کیا، ذلیل کر اس کو جس نے اس کو ذلیل کرنا چاہا، اور آتش جہنم میں رکھ اس کو جس نے اس کے پہلو کو مجروح کیا، یہاں تک کہ اس کے شکم کا بچہ بھی ساقط ہو گیا۔"

میری اس دعا پر فرشتے آمین کہیں گے۔

(۴) جناب فاطمہؑ زہرا کا خواب بعدِ وفاتِ رسولؐ

ابوبصیر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفات پائی تو آپ دو چیزیں چھوڑ کر گئے۔ ایک کتابِ خدا اور دوسری اپنی عترت واہلِ بیت۔ اور آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ زہرا سے بطور راز کے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ان کے اہلِ بیت میں سب سے پہلے ان کے پاس پہونچنے والی ہیں۔

جناب فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے چند دن بعد میں ایک مرتبہ نیم خوابی کے عالم میں تھی کہ میں نے دیکھا، گویا میرے پاس پدرِ بزرگوار تشریف لائے ہیں اور جوں ہی میں نے آپؐ کو دیکھا، بیقرار ہو کر چیخی کہ بابا! ہم سے آسمانی خبریں منقطع ہوگئیں، اور میں ابھی اسی عالم میں تھی کہ دیکھا، آسمان سے ملائکہ صف در صف نازل ہو رہے ہیں اور اُن کے آگے آگے جو دو فرشتے ہیں وہ مجھے اُٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو بیشمار قصور، باغات، نہریں نظر آئیں۔ ایک قصر کے بعد دوسرا قصر، ایک نہر کے بعد دوسری نہر، ایک باغ کے بعد دوسرا باغ۔ اور ان قصور کی حور مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی ہیں جن کا حسن وجمال موتیوں کی طرح آبدار تھا۔ اُنھوں نے مجھے ہنس ہنس کر خوش آمدید کہا، اور بولیں "مرحبا، اے خاتونِ جنّت، آپ ہی کے طفیل میں جنّت کی اور ہماری خلقت ہوئی ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا فرماتی ہیں کہ ملائکہ مجھے لیے ہوئے اوپر چلے جا رہے تھے، یہانتک کہ وہ مجھے ایک ایسے محل میں لے گئے جس میں بہت سے قصر تھے، ہر قصر میں ایسے گھر تھے جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اُن میں تخت بچھے ہوئے تھے جن پر سندس واستبرق کے فرش بچھے ہوئے، حریر ودیبا کے لحاف پڑے ہوئے، جگہ جگہ سونے چاندی کے برتن رکھے ہوئے، دسترخوان طرح طرح کے کھانوں سے سجے ہوئے تھے۔

ان باغوں میں ایک نہر جاری تھی جس کا پانی برف سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا "یہ نہر کونسی ہے اور یہ گھر کس کا ہے؟

اُنھوں نے جواب میں عرض کیا، "یہ گھر علیؑ کا ہے، یہ جنّت کا سب سے اونچا حصّہ ہے اس کے اوپر جنّت کا کوئی اور درجہ نہیں ہے۔ اور یہ آپ کے پدرِ بزرگوار اور اُن کے ساتھ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ یہاں رکھنا چاہتا ہے، اُن کا گھر ہے۔

پھر میں نے پوچھا "یہ نہر کونسی ہے؟

اُنھوں نے کہا، یہ نہرِ کوثر ہے جس کا وعدہ اللہ نے کیا تھا کہ تمھارے بابا کو دے گا
میں نے پوچھا، میرے بابا کہاں ہیں ؟
اُنھوں نے کہا، وہ ابھی تمھارے پاس آیا ہی چاہتے ہیں۔
ابھی میں یہ باتیں کر ہی رہی تھی کہ میرے سامنے کچھ ایسے قصر ظاہر ہوئے جو سابقہ قصور سے زیادہ سفید اور نورانی تھے اور ان کے فرش بھی سابقہ فرشوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اتنے میں، میں نے دیکھا کہ بہت سے اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہیں جن پر بہترین فرش بچھائے گئے ہیں جن پر میرے بابا اور آپؐ کے بہت سے اصحابِ کبار وغیرہ تشریف فرما ہیں۔ جب اُنھوں نے مجھے دیکھا تو اپنے پاس بُلا کر گلے سے لگالیا اور میری پیشانی کو بوسہ دیا، پھر فرمایا:
مرحبا، اے میری دختر!
یہ فرما کر آپؐ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا:
اے بیٹی! کیا تم نہیں دیکھتیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے یہاں مہیا فرمایا ہے
اس کے بعد بابا نے مجھے بہت سے قصور کی سیر کرائی جو ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ تھے اور فرمایا:
اے فاطمہؑ! یہ تمھارے اور تمھارے شوہر، تمھارے بچوں اور تمھارے دوستوں کے لیے جائے سکون و قرار ہیں (جو ہمیشہ ان میں رہیں گے) اب تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تم چند روز میں مجھ سے ملنے والی ہو۔
جناب فاطمہؑ زہرا کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرا دل خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا، اور میرا شوق بڑھ گیا اور جو حالتِ خواب مجھ پر طاری تھی وہ دور ہوگئی۔
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب فاطمہؑ زہرا خواب سے بیدار ہوئیں تو اُنھوں نے مجھے بلایا۔ میں نے پوچھا، کیا حال ہے ؟
اُنھوں نے اپنا پورا واقعہ جو خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اور اُنھوں نے خدا اور رسولؐ کی قسمیں دیں کہ جب اُن کی وفات ہو جائے تو اس کی کسی کو اطلاع نہ دیں سوائے زوجۂ رسولؐ جناب اُمِ سلمہ، ام ایمن اور فضّہ کے۔ اور مردوں میں دونوں فرزند (حسنؑ و حسینؑ) عبداللہ ابن عباس سلمان فارسی، عمّار یاسر، مقداد، ابوذر اور حذیفہ کے۔ یہ بھی کہا کہ میں نے آپ کے لیے حلال قرار دیا کہ میری موت کے بعد میرے جسم پر نظر کریں۔ لہٰذا جس وقت عورتیں مجھے غسل دیں آپ بھی غسل میں اُن کے ساتھ شریک ہوں اور مجھ کو پردۂ شب میں دفن کریں اور کسی کو میری قبر کا پتہ و نشان نہ بتائیں۔
حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ شب آئی جس میں فاطمہؑ زہرا

کی وفات واقع ہوئی تو اُنھوں نے کچھ دیکھ کر کہا "وعلیکم السّلام" اس کے بعد کہا:

اے ابنِ عم رسولؐ! میرے پاس جبریل آئے ہیں مجھے سلام کیا ہے اور کہا ہے کہ:
اللہ نے آپ کو سلام کہلا بھیجا ہے۔ اور فرمایا اللہ کے حبیب کی حبیبہ اور ان کی میوۂ دل آج آپ جنّت الفردوس کی طرف چلی جائیں گی۔

یہ پیغام دے کر جبریل امین چلے گئے۔

حضرت علی علیہ السّلام کا بیان ہے کہ پھر میں نے دوبارہ فاطمہؑ کو کہتے ہوئے سُنا "وعلیکم السّلام" اے ابنِ عم رسولؐ! یہ میکائیل ہیں، انھوں نے بھی وہی پیغام دیا، جو جبریل نے دیا تھا۔

اس کے بعد فاطمہؑ نے پھر کہا، "وعلیکم السّلام" یہ کہتے ہی اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور کہا، اب عزرائیل آگئے ہیں۔ مشرق سے مغرب تک ان کے پر پھیلے ہوئے ہیں جو شکل ان کی میرے پدرِ بزرگوار نے بتائی تھی بالکل وہی ہے۔

اس کے بعد کہا "وعلیکم السّلام یا قابض الارواح"

اس طرح اُنھوں نے ملک الموت کے سلام کا جواب دیا اور کہا جلدی کرو، مجھے تکلیف نہ دینا۔

پھر ہم نے سُنا کہ وہ کہہ رہی تھیں "اے میرے اللہ، اے میرے پروردگار! میں تیری طرف آتی ہوں آتشِ جہنّم کی طرف نہیں۔

یہ کہہ کر فاطمہؑ زہرا نے آنکھیں بند کرلیں، ہاتھ پھیلا دیے اور روح اُن کے جسمِ اطہر سے یوں پرواز کرگئی جیسے وہ کبھی اُن کے جسم میں نہ تھی۔ (دلائلِ حمیری)

⑤ رحلتِ رسولؐ پر فاطمہؑ زہرا کا مرثیہ اور نوحہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو وفاتِ حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق بعض کتابوں میں ایک روایت ملی ہے چاہتا ہوں کہ اسے بھی پیش کردوں، اگرچہ یہ روایت کسی دوسری مستند کتاب میں مجھے نہیں مل سکی: وہ یہ ہے:

ورقہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مکّہ مکرّمہ حج کے ارادے سے گیا اور خانۂ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک گندم گوں خوبصورت اور شیریں بیان کنیز کو دیکھا جو بکمالِ فصاحت اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ رہی تھی کہ "اے بیت الحرام و زمزم و مقام و مشاعرِ عظام و حضرت محمد مصطفےٰؐ خیر الانام اور ان کی ذرّیتِ کرام کے مالک! میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھ کو

میرے آقا و مولا اور ان کی ذریت پاک کے ساتھ محشور کرنا۔

پھر اس نے حاضرین سے خطاب کر کے کہا، اے جماعتِ حجّاج تم لوگ گواہ رہنا میرا یہ ایمان ہے کہ میرے آقا اور اُن کی ذریت دنیا کے تمام بہترین لوگوں سے بہتر اور نیکو کاروں میں منتخب ہیں ان لوگوں کا ذکر تمام دیار و امصار میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ سب صاحبِ افتخار ہیں۔

ورقہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا، اے کنیز! میرا خیال ہے کہ تو اہلِ بیتِ رسولؐ کی دوستدار ہے؟

اُس نے کہا، جی ہاں۔

میں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرے آقا کون ہیں؟

اُس نے جواب دیا، میرا نام فضّہ ہے، میں حضرت فاطمہؑ زہرا بنت حضرت محمدؐ مصطفٰی کی کنیز ہوں، اللہ تعالٰی اُن پر اور اُن کے پدرِ بزرگوار پر، اُن کے شوہر اور ان کے فرزندوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

میں نے کہا، مرحبا، بہت اچھا ہوا تجھ سے ملاقات ہو گئی۔ مجھے تجھ سے ملنے اور گفتگو کرنے کا بیحد اشتیاق تھا، اب چاہتا ہوں کہ تجھ سے چند باتیں مزید دریافت کروں، لہٰذا طواف سے فارغ ہونا تو طعام فروشوں کے بازار میں میرا انتظار کرنا، میں بھی طواف سے فارغ ہو کر وہیں پہونچتا ہوں۔

الغرض جب میں طواف سے فارغ ہوا اور اپنے گھر جانے لگا تو طعام فروشوں کے بازار سے ہو کر گذرا۔ میں نے فضّہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے بالکل الگ ایک جانب بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور کچھ رقم پیش کی جو ہدیہ تھی صدقہ نہ تھی۔ پھر میں نے کہا کچھ اپنی شہزادی فاطمہؑ زہرا کی وفات کے حالات بیان کرو اور یہ بھی سُناؤ کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن پر کیا گذری۔

یہ سُنتے ہی فضّہ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے اور زار و قطار رونے لگیں:

کہنے لگیں، اے ورقہ! تو نے ان چنگاریوں کو بھڑکا دیا جو میں نے دل میں چھپا رکھی تھیں خیر جب تم نے پوچھا ہے تو بیان کرتی ہوں۔ سنو! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی تو مدینہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا شخص ایسا نہ تھا جو غم سے نڈھال نہ ہوا ہو۔ اعزا و اقربا، اور اصحاب سب ہی نے آپؐ کی وفات پر گریہ کیا، سب آپؐ کے غم میں مبتلا ہوئے، مگر ان سب میں کسی کا غم جناب فاطمہؑ زہرا سے زیادہ نہ تھا۔ اُن کا غم روز بروز شدید تر ہوتا جاتا تھا۔ سات روز تک آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ کی گریہ و زاری کسی وقت نہ رُکتی تھی۔ دن بہ دن نالہ و شیون میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ جب آٹھواں دن آیا تو آپ کا پیمانۂ صبر چھلک اُٹھا اور رات کے وقت اپنے مکان سے

نوحہ کرتی ہوئی برآمد ہوئیں۔ آپؑ کی آواز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل مشابہ تھی اِس لیے لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرتؐ اپنی قبر سے برآمد ہوگئے ہیں۔ ہر طرف سے مرد، عورتیں اور بچے اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور شہزادی کو اپنے حلقے میں لے لیا۔ لوگوں نے اپنے گھروں کے چراغ گُل کردیے کہ عورتوں کے چہروں پر نظر نہ پڑے۔ اُس وقت آپ کے نوحے سے لوگوں کے دل پھٹے جارہے تھے۔ آپ فرماتی تھیں: واابتاہ وا صفیاہ وامحمّداہ واابا القاسماہ، واربیع الأرامل والیتامیٰ، مَن للقبلة والمصلّیٰ ومن لابنتك الوالهة الثکلی۔ اے بابا آپ کہاں ہیں، اے یتیموں اور بیواؤں کے والی آپؐ کدھر ہیں، ہائے اب کون خانۂ کعبہ و مصلی (مقام ابراہیم) کی خبر لے گا، اب کون آپ کی درد رسیدہ بیٹی کی فریاد کو پہونچے گا۔

اس کے بعد جناب فاطمہؑ زہرا اپنے دامن میں الجھتی ہوئی قدم قدم پر لڑکھڑاتی ہوئی قبر رسولؐ کی جانب بڑھیں۔ حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو رواں تھے راستہ دکھائی نہ دیتا تھا گرتی پڑتی قبر رسولؐ پر جا پہونچیں۔ جیسے ہی آپ کی نظر باپ کی قبر پر پڑی اور گلدستۂ اذان کو دیکھا تو غش کھاکر گر پڑیں، عورتوں میں ہلچل پڑ گئی، کسی نے انھیں گود میں سنبھالا، کوئی دوڑ کر پانی لائی اور آپ کے سر و چہرے پر پانی چھڑکا۔ جب ہوش آیا تو یوں بین کرنے لگیں۔

بابا! میری قوت جواب دے گئی، سکون ناپید ہوگیا، دشمن برائی پر کمربستہ ہیں، دل میں غم کی آگ بھڑک رہی ہے۔ بابا! میں آپؐ کے بعد سرگشتہ و پریشان ہوں، میری آواز دب گئی، میری کمر ٹوٹ گئی، زندگی تباہ و برباد ہوگئی، بابا! آپؐ کے بعد نہ کوئی میری تنہائی کا انیس ہے اور نہ کوئی میرے آنسو پونچھنے والا ہے، نہ کوئی میری کمزوری و ناطاقتی میں میرا معین ہے۔ بابا! آپؐ کے بعد قرآنِ محکم کی آیات کا خاتمہ ہوگیا، جبرئیل و میکائیل نے آنا ترک کردیا۔ بابا! آپؐ کے بعد سب تدبیریں اُلٹی ہوگئیں اور مجھ پر ہر طرف کے دروازے بند کردیے گئے۔ اب میں اس دنیا سے بیزار ہوں۔ جبتک میرے سینہ میں سانس آتی جاتی رہے گی میں یونہی آپؐ پر روتی رہوں گی، نہ تو آپؐ سے ملاقات کا شوق کم ہوگا اور نہ آپؐ کی جدائی کا غم کم ہوگا۔

پھر باآوازِ بلند پکارنے لگیں:

اے بابا! آپؐ کی جُدائی پر میرا رنج و غم ہر وقت تازہ ہے اور خدا کی قسم میرا کلیجہ غم سے پھٹا جاتا ہے۔ روز بروز میرے رنج و غم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کم نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا:

بابا! آپؐ کے مرنے سے دنیا تاریک ہوگئی، دنیا کے باغ پر خزاں آگئی، اب میں مسلسل آپؐ کی جُدائی میں نوحہ کرتی رہوں گی یہانتک کہ آپؐ سے آکر ملوں۔

بابا ! جب سے آپ مجھ کو چھوڑ کر گئے ہیں میرا صبر و سکون ختم ہو گیا۔
بابا ! آپؐ کے بعد بیواؤں اور مسکینوں کی کون خبر لینے والا ہے آپؐ کے بعد قیامت تک اس اُمت کا کون والی و وارث ہے ؟

بابا ! آپؐ کے بعد ہم بالکل ضعیف و کمزور ہو گئے۔

بابا ! آپؐ کے بعد لوگ ہم سے روگرداں ہو گئے، حالانکہ وہی لوگ آپؐ کی زندگی میں ہمارا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ کی جدائی میں آنسو کیوں نہ رواں ہوں۔ آپؐ کے فراق پر حزن و ملال سدا کیوں نہ رہے۔ آپؐ کے بعد کیوں کر نیند آئے۔ آپؐ ہی تو دین کی بہار تھے، انبیاء کے نور تھے، اس مصیبت میں پہاڑ اپنی جگہ کیوں نہیں چھوڑ دیتے، سمندر کیوں نہیں خشک ہو جاتے زمین کو زلزلے کیوں نہیں آتے۔ ہائے آپؐ کی جُدائی کی مصیبت کیا کم تھی کہ لوگوں نے آپؐ کے بعد ہم پر مصیبتوں کے اور بھی پہاڑ توڑ دیے۔

بابا ! آپ پر آسمان کے فرشتے گریہ کر رہے ہیں، وہاں بھی ایک تلاطم برپا ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کا منبر ویران ہے۔ آپؐ کی محرابِ عبادت سونی ہے، مناجات سے خالی ہے آپؐ کی لحد آپؐ کو اپنی آغوش میں لیکر نازاں ہے۔

بابا ! آپؐ کے بعد آپؐ کی بارگاہ بالکل سنسان اور سوگوار ہے۔ میں بھی جبتک زندہ ہوں آپؐ کی عزادار رہوں گی اور ابوالحسن بھی آپؐ کے عزادار رہیں گے۔ وہ ابوالحسن جو آپؐ کے دونوں فرزندوں کے باپ ہیں، آپ کے بھائی ہیں، دوست ہیں، محبوب ہیں، وہی جن کی پرورش آپؐ نے بچپن سے کی، اور پھر بڑے ہوئے تو آپؐ نے اُن کو اپنا بھائی بنایا، اور تمام مہاجر و انصار، سابقین و لاحقین پر اُن کو شرف عطا فرمایا۔ یہ مصیبت کا بادل ہم سب اہلِ بیت پر چھایا ہوا ہے۔ ہم روتے روتے مرے جا رہے ہیں، حزن و ملال ہم سے دور نہیں ہوتا۔

یہ کہہ کر آپؑ نے ایک ایسی آہِ سرد بھری کہ معلوم ہوتا تھا گویا روح جسم سے مفارقت کر جائے گی۔ پھر فرمایا:

نوحہ (ترجمہ اشعار)

آہ ! جب سے میں نے خاتم النبیینؐ کو کھویا میرے صبر میں کمی آگئی، سکون رُخصت ہو گیا۔ ہاں ! اے آنکھ خوب آنسو برسا، اور آنسوؤں کا سیلاب بہانے میں بخل نہ کر۔

اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے برگزیدہ، اے یتیموں اور ضعیفوں کے ملجا و ماوا آپؐ کے غم میں کیا پہاڑ اور کیا وحوش سب رو رہے ہیں، زمین اور فضا کے طیور سب ہی گریہ کناں ہیں، حجون و رکن و مشعر ماتم کر رہے ہیں۔ بطحا نوحہ کر رہا ہے آپؐ کی محراب اور آپؐ کی مجلسِ درس

روتی ہے کہ اب وہ درسِ قرآن دینے والا باقی نہ رہا، اسلام رو رہا ہے کہ وہ آپؐ کی وفات کے بعد غریب ہو گیا، کاش آپؐ اپنے منبر کو دیکھتے کہ ہر چہار طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ پروردگارا! میری وفات نزدیک کر دے کیونکہ، اب میری زندگی ویران ہو گئی۔"

⑥ ـــ آنحضرتؐ کی وفات پر جناب فاطمہؑ کا مرثیہ

مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد یہ مرثیہ پڑھا:

مرثیے کا ترجمہ:

درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے ہم پر ایک ایسی مصیبت پڑی ہے (جو ناقابلِ برداشت ہے، کیونکہ) آپؐ بے کینہ، صاف دل، صاف طبیعت پاک و پاکیزہ نسل و خاندان سے تھے۔

بابا! آپؐ چاند تھے اور ایسا نور تھے جس سے لوگ روشنی حاصل کرتے تھے آپؐ کے پاس خدائے عزیز کی طرف سے وحی آتی تھی۔ جبریل روح الامین آپؐ کے ہوتے ہوئے ہمارے گھر میں آتے تھے، افسوس وہ بھی غائب ہو گئے اور اب ہر طرح کی خبریں پوشیدہ ہو گئیں کاش! آپؐ کی وفات اور پردہ میں چھپ جانے سے پہلے مجھ کو موت آ گئی ہوتی۔ آہ، ہم پر ایسی مصیبت پڑی جو آجتک کسی عجمی اور عربی پر نہیں پڑی۔ اللہ کی یہ زمین باوجود وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی ہے۔

بابا! آپؐ کے دونوں نواسے آپؐ کے غم میں نڈھال ہیں اور مجھ پر بڑا رنج و غم طاری ہے۔ خدا کی قسم، آپؐ سارے زمانے سے افضل و بہتر تھے اور جس جگہ صدق و کذب موجود ہوں ایسے ماحول میں آپؐ سب سے بڑے صادق تھے۔ اب جبتک ہماری آنکھیں باقی ہیں ہم آپؐ پر رویا کریں گے۔

عمرو بن دینار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا، جناب رسول اللہ صلّی اللہ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؑ زہرا جبتک زندہ رہیں کسی نے اُن کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔

⑦ ـــ حضرت بلالؓ سے اذان کی فرمائش

کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" سے

"باب الاذان" میں مرقوم ہے کہ بعدِ وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، بلالؓ نے اذان کہنی ترک کر دی اور کہا کہ میں آنحضرتؐ کے بعد اب کسی کے لیے اذان نہیں کہوں گا۔

ایک روز جنابِ فاطمہ زہراؑ نے فرمایا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بابا کے موذّن کی اذان سُنوں۔

اس کی اطلاع حضرت بلالؓ کو ملی تو جناب فاطمہ زہراؑ کی خاطر گلدستہ اذان پر پہونچے اور اذان شروع کی۔ جونہی حضرت بلالؓ نے اللہ اکبر کہا، شہزادی کو بابا کا زمانہ یاد آ گیا بیقرار ہو کر رونے لگیں۔ اذان کہتے کہتے جب حضرت بلالؓ نے اشھد ان محمداً رسول اللہ کہا تو جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑیں۔ لوگوں نے بڑھ کر بلالؓ سے کہا اب کس کے لیے اذان کہتے ہو، دخترِ رسولؐ کا تو انتقال ہو گیا۔

بلالؓ نے اذان موقوف کر دی۔ جب آپ کو ہوش آیا اور پتہ چلا کہ بلالؓ نے اذان موقوف کر دی ہے تو کہلا یا کہ:

بلالؓ سے کہو، کہ اذان کو مکمل کریں۔

بلالؓ نے عرض کیا، دخترِ رسولؐ! مجھے آپ کی موت کا خوف ہے اس لیے اب مجھے معاف فرمائیں۔ (اب میں اذان نہ کہوں گا۔) (من لا یحضرہ الفقیہ باب الاذان)

شیوخِ اہلِ مدینہ کی التجا

جناب فضہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے گھر واپس آئیں اور شب و روز مصروفِ گریہ وزاری رہیں، نہ اُن کی آہیں رُکتی تھیں، نہ آنسو تھمتے تھے۔ بالآخر شیوخِ اہلِ مدینہ حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

اے ابوالحسن! فاطمہؑ دن رات گریہ کرتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے نہ تو ہم رات کو چین سے سو سکتے ہیں اور نہ دن میں اپنے کام کاج ہی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپؑ اُن سے ہماری جانب سے یہ التجا کریں کہ وہ یا تو دن کو رو یا کریں یا رات میں گریہ کر لیا کریں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام جنابِ فاطمہ زہراؑ کے پاس آئے اور شیوخِ مدینہ کا پیغام اُن تک پہونچایا۔

آپ نے کہا، اے ابوالحسن! آپؑ ان لوگوں سے فرما دیں کہ فاطمہؑ اب تم لوگوں کے درمیان زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے گی۔ لہٰذا اپنے جیتے جی وہ گریہ وزاری ترک نہ کرے گی

اسی طرح شب و روز اپنے بابا کی جدائی میں گریہ وزاری کرتی رہے گی تا اینکہ اپنے بابا سے ملاقات کرے
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بنتِ رسولؐ! جو تمھارا جی چاہے کرو تمھیں کوئی
رونے سے روک نہیں سکتا۔

اِس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ زہرا کے لیے مدینہ سے باہر بقیع میں ایک حجرہ بنوا دیا جس کو بیت الحزن کہتے ہیں۔ چنانچہ جناب فاطمہؑ زہرا کا اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ صبح کے وقت حسنؑ و حسینؑ کو اپنے ساتھ لیکر جنت البقیع جاتیں اور دن بھر وہاں پر گریہ کرتیں، جب شام ہوتی تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام انھیں جا کر لے آتے تھے۔

(۸) جناب فاطمہؑ کا خطاب

امالی طوسیؒ میں ابن عباس سے معانی الاخبار میں فاطمہؑ بنت الحسینؑ سے اور احتجاج طبرسی میں سوید بن غفلہ سے یہ روایت مرقوم ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا مرضِ وفات میں مبتلا ہوئیں تو مہاجرین و انصار کی کچھ عورتیں آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئیں اور انھوں نے بعدِ سلام عرض کیا، بنتِ رسولؐ آپ نے کس حال میں صبح کی، طبیعت کا کیا حال ہے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: بخدا، میں نے اِس حال میں صبح کی کہ اب تمھاری دنیا سے کراہت اور تمھارے مردوں سے نفرت ہو گئی۔ میں نے ان خرموں کو دانت لگانے سے پہلے ہی تھوک دیا (دربارِ ابن ابی قحافہ میں) تجربے کے بعد اُن سے بیزار ہو چکی ہوں۔ اللہ بُرا کرے اس تلوار کا جو کُند ہو چکی ہو اور اس نیزے کا پھٹ چکا ہو اور اُس رائے کا جو فاسد ہو جائے کتنی بُری عاقبت اُن لوگوں نے اپنے لیے فراہم کرلی۔ اُن پر اللہ کا غضب نازل ہو اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں۔ لامحالہ پھر ہم نے بھی اُن کی مہار اُن کی گردن میں ڈال دی اور انھیں بالکل منتشر ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور ان کا بوجھ اُن ہی کے کاندھوں پر رکھ دیا، اب یہ ظالم قوم خواہ اپنے کان، ناک کٹوائے، پاؤں تڑوائے یا پِس (روند) دی جائے، ہم بری الذمہ ہیں۔ مگر ان پر افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ رسالت کی بلند چوٹیوں اور نبوت کی مضبوط چہار دیواریوں نیز منزلِ وحی والہام اور امورِ دین و دنیا کے ماہر سے اس امر خلافت کو ہٹا کر کہاں لے گئے۔ وہ آگاہ ہوں کہ اس میں اُن کا کھلا گھاٹا ہے اور خدا کی قسم یہ انتقام ابوالحسنؑ سے اس لیے لیا گیا ہے کہ اُن کی تلوار نے اُن لوگوں کے حلیے بگاڑ دیے تھے، اُنھوں نے اُن لوگوں کو کچل ڈالا تھا۔ ان کی جنگ اُن لوگوں کے لیے عذاب بن گئی تھی وہ خدا کی راہ میں بالکل شیر بن جاتے تھے۔

واللہ، وہ لجام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ابوالحسن کے سپرد کر کے گئے تھے اگر یہ لوگ چھین جھپٹ نہ کرتے تو یقیناً ابوالحسن اس کو اپنے ہاتھ میں رکھتے اور ایک ایسی معتدل رفتار سے سب کو لیے کر چلتے کہ، نہ تو سواری کی ناک نکیل سے زخمی ہوتی اور نہ سوار کو کوئی تکلیف و زحمت پہنچتی۔ وہ ان سب کو ایک وسیع و عریض، پانی کے صاف و شفاف اور ابلتے ہوئے چشمے پر پہونچا دیتے کہ جس کے دونوں کنارے پانی سے لبریز ہو کر چھلکنے لگتے، انھیں ظاہر و پوشیدہ ہر طرح نصیحت کرتے، خود دولت اکٹھی نہ کر لیتے، دنیا نہ بٹور لیتے، بس پیاس بجھا لیتے اور بھوک مٹا لیتے۔ پھر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ زاہد کون ہے اور حریص کون، صادق کون ہے، اور کاذب کون؟ واقعاً اگر اس آبادی والے ایمانداری سے کام لیتے، تقویٰ اختیار کرتے تو آسمان و زمین سے اُن کے لیے برکتوں کے دروازے کھل جاتے۔ مگر ان لوگوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جھٹلایا، اور اب وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کا ان سے مواخذہ ہوگا۔ ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے۔ وہ اللہ کو عاجز و مجبور نہیں کر سکتے۔ اچھا سنو! جب تک تم زندہ ہو دیکھنا کہ زمانہ تم کو کیا کیا عجائبات دکھاتا ہے، اور اگر اس پر بھی حیرت نہ ہو تو لوگوں کی باتوں پر حیرت کرنا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں نے کس دلیل و سَنَد پر بھروسہ کیا، کس ستون پر اعتماد کیا، کس رسی کو پکڑا اور کس کی ذریت کے خلاف اقدام کر کے ان پر حاوی ہو گئے۔ کتنا بُرا ہے ان کا مددگار، کتنا بُرا ہے ان کا ساتھی اور کتنا بُرا ہے وہ بدلہ جو ظالموں کو ملے گا؟ ان لوگوں نے خدا کی قسم، راہبر کے بدلے راہرو کو اور قائد کے بدلے پیرو کو لے لیا۔ پھر قوم کے علی الرغم، یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنھوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ وہ آگاہ ہوں کہ وہی لوگ فساد برپا کرنے والے ہیں، مگر ان کو محسوس نہیں ہوتا۔ افسوس، وہ شخص جو لوگوں کو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ اتباع کے لائق ہے، یا وہ شخص جو خود ہدایت نہیں پاتا، جب تک اس کو ہدایت نہ دی جائے؟ آخر، یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، تم لوگ کیسا فیصلہ کرتے ہو۔؟

میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ (خلافت کی اونٹنی) تو حاملہ ہو ہی چکی ہے اب اتنا ٹھہرو کہ اس کے بطن سے بچہ پیدا ہو جائے اور اس کے تھن دودھ سے بھرپور ہو جائیں، پھر دیکھنا کہ اس کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خونِ تازہ اور زہر ہلاہل کی دھاریں پھوٹ نکلیں گی۔ یہ وہ وقت ہوگا جب غلط کار گھاٹا اُٹھائیں گے اور بعد میں آنے والے اگلے جانے والوں کے عمل کا پھل چکھیں گے۔ آج تم اس فتنہ پر دل کھول کر خوش ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ وہ وقت آنے والا ہے جب ظلم و استبداد کی آندھیاں چلنے لگیں گی ستم کی تلواریں لوگوں کے سروں پر منڈلا رہی ہوں گی، ہر طرف بدامنی کا دور دورہ ہوگا، تمھارے اموال ناحق چھینے جائیں گے، تمھارے سر کچی کھیتیوں کی طرح کاٹ

ڈالے جائیں گے۔ ہائے افسوس ! اس وقت تمھاری حالت پر۔ اِس وقت تو تم اُن آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے تاریکی میں ہو مگر ہم بھی زبردستی تم کو راہِ راست پر نہیں لگا سکتے

- کتاب "احتجاج" میں بھی سوید بن غفلہ سے کم و بیش یہی خطبہ مرقوم ہے۔ اس کے بعد سوید کا یہ بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کی یہ تقریر سن کر عورتیں واپس ہوئیں تو انھوں نے اپنے مردوں کو سُنایا۔ چنانچہ چند سر برآوردہ مہاجرین و انصار آپ کی ڈیوڑھی پر آئے اور معذرت خواہ ہوئے۔

اُنھوں نے کہا، اے سیّدۂ زنانِ عالم ! اگر اس تقرری خلافت اور ہماری بیعت سے پہلے ابوالحسن نے اس کا تذکرہ ہم لوگوں سے کیا ہوتا تو ہم انھیں چھوڑ کر کسی اور کو خلیفہ مقرر نہ کرتے۔

جناب سیّدہؑ نے فرمایا : اب جاؤ، تمھیں جو کرنا تھا کر چکے، اب اس تقصیر کے بعد عذر و سماجت یا رَد سے کوئی فائدہ نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

- شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب التقیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
- امالی شیخ مفیدؒ میں بھی فقرات کے کم و بیش کے ساتھ ابن عباس سے جناب فاطمہؑ زہرا کا یہی خطبہ منقول ہے۔
- صاحب کشف الغمہ نے بھی یہ روایت تحریر کی ہے۔
- ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی شرح نہج البلاغہ میں یہ روایت نقل کی ہے۔

(۹) وقتِ احتضار کا حال

عبداللہ بن حسن نے اپنے پدرِ بزرگوار سے اور اُنھوں نے اُن کے جدِّ نامدار سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ جب جناب فاطمہؑ زہرا کا وقت احتضار آیا تو آپ نے ایک طرف غور سے دیکھا اور فرمایا :

سلام ہو جبرئیلؑ پر، سلام ہو رسول اللہؐ پر۔ پروردگارا ! میں تیرے رسولؐ کے پاس آرہی ہوں، تیری رضا، تیرے جوار اور تیرے اس گھر کی طرف آرہی ہوں جو دارالسلام ہے۔

اس کے بعد آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے کہا، بتاؤ، تم لوگ بھی وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہی ہوں۔

پاس والوں نے پوچھا، بتائیے آپؑ کیا دیکھ رہی ہیں۔ ؟

آپ نے فرمایا میں دیکھ رہی ہوں کہ آسمان سے فرشتوں کی صفیں اتر رہی ہیں۔

یہ جبرئیل ہیں، یہ میرے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو فرما رہے ہیں:
بیٹی! میرے پاس آجاؤ، تمھارے لیے یہاں جو کچھ بھی ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔

• زید بن علی سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا کا وقتِ احتضار آیا تو آپ نے جبریل امین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، پھر ملک الموت کو سلام کیا، اور جو آپ کے قریب تھے اُنھوں نے فرشتوں کی آہٹ محسوس کی اور وہاں بہترین قسم کی خوشبو پھیل گئی۔

• حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ بعدِ وفاتِ رسول اللہ جناب فاطمہؑ زہرا صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔

• نیز حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا پندرہ دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئیں۔

• حضرت جعفر بن محمدؑ علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کے دفن کے وقت مندرجۂ ذیل افراد موجود تھے۔
سلمانؓ فارسی، مقدادؓ بن اسود، ابوذر غفاری، ابنِ مسعود، عباس بن عبد المطلب، زبیر بن العوام۔

• حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا بنتِ رسولؐ بعدِ وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ اور اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

• آپؑ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کو سات پارچوں کا کفن دیا گیا۔

• سعد بن ظریف نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے پچاس دن بعد بیمار پڑیں اور سمجھ گئیں کہ یہ مرضِ موت ہے۔ تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا ان کو چند امور سپرد کیے، اُن سے وصیّت کی۔ حضرت علی علیہ السلام جزع و فزع کرتے جاتے اور اُن کی ہر بات پر عمل کرنے کا اقرار فرماتے جاتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے کہا:
"اے ابوالحسن! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں اہلبیت میں سب سے پہلے آنجنابؐ سے ملحق ہوں گی اور جو کچھ آپؐ نے فرمایا ہے وہی ہوگا۔ لہٰذا حکمِ خدا پر صبر کیجیے گا اور قضائے الٰہی پر راضی رہیئے گا۔"
پھر انھوں نے آپ سے اپنے غسل و کفن اور شب کے وقت دفن کرنے کی وصیّت کی

اور حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر انھوں نے آپؑ سے ترکہ اور صدقات کے بارے میں وصیت کی۔ چنانچہ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام، جناب فاطمہ زہرا کے دفن وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دو آدمی آپؑ سے ملے۔

اُنھوں نے آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ نے ایسا کیوں کیا؟

آپؑ نے فرمایا، فاطمہ زہرا کی یہی وصیت تھی۔ (مصباح الانوار)

• ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام نمازِ ظہر پڑھ کر گھر کی طرف جا رہے تھے کہ آپؑ نے دیکھا کہ کنیزیں روتی پیٹتی چلی آ رہی ہیں۔

آپؑ نے پوچھا، کیا بات ہے، کیوں رو رہی ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، یا امیر المومنین! جناب فاطمہ زہرا سیدۂ عالمیاں کی خبر لیجیے ان کی حالت بہت نازک ہے مشکل کہ آپ جائیں تو اُن کو زندہ پائیں۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام تیزی کے ساتھ گھر کی طرف چلے۔ جب دروازے کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ اپنے فرشِ خواب پر جو ایک مصر کی چادر پر مشتمل تھا لیٹی ہوئی ہیں اور کرب و بےچینی کی وجہ سے کبھی داہنا ہاتھ سمیٹ لیتی ہیں، بایاں پھیلا دیتی ہیں اور کبھی آپ بایاں ہاتھ سمیٹ کر داہنا پھیلا دیتی ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھتے ہی اپنے سر مبارک سے عمامہ اور اپنے دوش سے چادر اُتار دی اور آگے بڑھ کر اُنکا سرِ اقدس اپنی آغوش میں لے لیا اور کہا، اے زہرا!

اُنھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپؑ نے پھر پکارا، اے بنتِ محمد مصطفٰے!

اُنھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپؑ نے پھر کہا، اے اُس کریم کی بیٹی! جو زکوٰۃ کا مال اپنی عبا کے دامن میں ڈال کر فقراء کے گھروں میں پہونچایا کرتا تھا۔

پھر بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا: آپؑ نے پھر آواز دی اور کہا، اے اُس نبیؐ کی بیٹی! جس کے پیچھے آسمان کے فرشتوں نے دو دو کر کے نماز پڑھی۔

مگر کوئی جواب نہ پایا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا، اے فاطمہ زہرا! مجھ سے بات کرو، میں (نبیؐ کا) ابنِ عم علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہوں۔

(حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ) اس آواز پر فاطمہ زہرا نے آنکھیں کھول دیں اور میرے چہرے پر نظر ڈال کر رونے لگیں۔ میں بھی رونے لگا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا، اے فاطمہ زہرا! آپ اس وقت کیا محسوس کرتی ہیں؟ میں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہوں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، یا علیؑ! میں اس وقت اپنے سامنے موت کو دیکھ رہی ہوں جس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد آپ بغیر شادی کیئے نہ رہ سکیں گے لہٰذا، اگر آپ میرے بعد کسی عورت سے شادی کریں تو ایک روز اُس کے پاس گذاریں اور دوسرا روز میرے بچوں (حسنؑ و حسینؑ) کے پاس بسر کریں۔ اور ان دونوں کو کبھی نہ ڈانٹیں، کیونکہ وہ میرے بعد یتیم و غریب اور شکستہ خاطر ہو جائیں گے۔ ابھی تو انھوں نے اپنے جد کی جدائی کا غم اُٹھایا ہے اور آج یہ میرا غم دیکھیں گے۔ خدا اس اُمت کو ہلاک کرے جو ان کو قتل کرے گی اور ان کی دشمن ہو جائے گی۔

اس کے بعد آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے:

"یا علیؑ! اگر آپؑ رونا چاہیں تو میرے حال پر دل کھول رو لیں کیونکہ اب جدائی کا وقت آپہونچا ہے۔ اے میرے ہمدم! ذرا بچوں سے خبردار رہیئے گا یہ مجھ سے بہت مانوس ہیں میرے حال پر روئیے اور میرے یتیموں کے حال پر روئیے اور کربلا کے شہید کو نہ بھولیے گا۔ یہ بچے اب مجھ سے جُدا ہو رہے ہیں۔ یہ یتیم و حیران ہو جائیں گے کیونکہ بخدا جُدائی کا دن آپہونچا۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بنتِ رسولؐ! تمھیں یہ خبر کہاں سے مل گئی جبکہ اب ہمارے گھر میں وحی بھی نازل نہیں ہوتی؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، اے ابوالحسنؑ! ابھی ابھی میری آنکھ لگ گئی تھی، میں نے اپنے پیارے، اپنے چاہنے والے بابا کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ ایک سفید موتی کے قصر میں تشریف فرما ہیں آپؐ نے جونہی مجھے دیکھا تو آواز دی، بیٹی فاطمہؑ! ادھر میرے پاس آؤ، میں تمھارا مشتاق ہوں۔

میں نے عرض کیا، بابا، میرا اشتیاق تو آپؐ سے بھی زیادہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا، اچھا تو پھر آج شب تم میرے پاس آجاؤگی۔

یا علیؑ! میرے بابا کا قول سچا ہوتا ہے۔ لہٰذا جب آپؑ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کر چکیں تو سمجھ لیں کہ میں نے انتقال کیا۔ پھر مجھ کو اپنے ہاتھ سے غسل دیں لیکن میرے کپڑے الگ نہ کریں کیونکہ میں پاک و پاکیزہ ہوں، اور آپؑ کے ساتھ میرے قریب ترین اعزّہ میری نمازِ جنازہ میں شریک ہوں۔ اور رات کے وقت مجھے دفن کریں۔ ان باتوں کی مجھ کو میرے بابا نے خبر دی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں قسم بخدا، جیسا فاطمہؑ نے کہا تھا ویسا ہی میں نے عمل کیا، اور ان کو اُن کے پیراہن ہی میں غسل دیا۔ ان کے جسم سے کپڑے الگ نہیں کیے کیونکہ واللہ! وہ مبارک و پاک و پاکیزہ تھیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی ماندہ حنوط سے ان کو حنوط دیا، کفن پہنایا، جب ردا سے منھ ڈھانپنے لگا تو میں نے آواز دی اے اِم کلثوم! اے زینب!

اے فضہ! اے حسنؑ! اے حسینؑ! آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کرلو، کیونکہ اب ان سے قیامت کے روز ہی ملاقات ہوگی۔

یہ سن کر حسنؑ و حسینؑ یہ کہتے ہوئے دوڑے، ہائے افسوس، ابھی تو ہم نانا کا غم بھی نہ بھولے تھے کہ مادرِ گرامی بھی ہم سے جُدا ہو گئیں۔ اے مادرِ گرامی! جب آپ نانا کی خدمت میں پہونچیں تو ہم سب کا سلام پہونچا دیں اور عرض کریں، کہ "اے نانا جان! ہم آپؐ کے بعد یتیم ہو گئے۔

جناب امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ جب حسنینؑ نے یہ کلمات کہے تو فاطمہؑ زہرا کے کراہنے کی آواز آئی اور اُنھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دونوں شہزادوں کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ اتنے میں ہاتفِ غیبی کی آواز آئی، اے ابوالحسنؑ! ان بچوں کو اٹھا لیجیے کیونکہ ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں اور حبیبِ خدا کو اپنی پیاری دختر کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے دونوں بچوں کو اُن کی ماں کے سینہ سے جدا کیا اور ردا کی گرہوں کو باندھ دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

ترجمہ اشعار: "اے فاطمہؑ! تمھاری مفارقت میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے
اب میں جبتک زندہ رہوں گا آنسو بہاتا رہوں گا اپنی اس ہمدم کے لیے جو عالمِ بالا کے سفر پر چلی گئی۔ اے آنکھ! تو آنسوؤں سے میری مدد کر کیونکہ میرا حزن دائمی ہے
میں ہمیشہ اپنے ہمدم کے لیے گریہ کرتا رہوں گا۔"

اس کے بعد حضرت امیرالمومنین علیہ السلام، جناب فاطمہؑ زہرا کی میت کو لے کر مسجدِ رسولؐ میں آئے اور قبرِ رسولؐ کے سامنے رکھ کر پکارے:

" اے رسول اللہ! آپؐ پر میرا سلام ہو، اے حبیبِ خدا! آپؐ پر میرا سلام ہو، اے نورِ خدا آپؐ پر میرا سلام ہو، اے خدا کے منتخب! آپؐ پر میرا سلام ہو، میری طرف سے مسلسل سلام آپؐ کے دونوں فرزندوں کی طرف سے اور آپؐ کی اس پارۂ جگر کی طرف سے بھی سلام ہو، جو آج آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہے۔ افسوس، وہ امانت (جلدہی) واپس لے لی گئی، افسوس، رسولِ مقبولؐ اور فاطمہؑ زہرا کی جُدائی سے میری آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر ہوگئی۔"

اس کے بعد آپؑ جنازے کو لے کر روضۂ رسولؐ سے باہر نکلے اور اپنے اہلبیت و اصحابِ خاص و دوستوں اور چند مہاجرین و انصار کے ساتھ آپؑ نے نمازِ جنازہ پڑھی، جب آپؑ فاطمہؑ زہرا کی میت کو قبر میں اُتار چکے تو یہ مرثیہ پڑھا:

" میں دیکھ رہا ہوں کہ میں دنیا کے مصائب میں گھرا ہوا ہوں، اور اب تو یہ (یعنی میں)

اپنی موت تک علیل اور مصیبت میں مبتلا ہی رہے گا۔ جب بھی دو دوست آپس میں ملیں گے تو ان کا انجام جدائی کے سوا کچھ نہیں یا رسول اللہؐ فاطمہؑ زہرا کو کھو دینا اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی نہ رہے گا۔"

(۱۰) آپ کی جائے قبر کا تعین

مناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے کہ:

شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زیادہ صائب یہ ہے کہ آپ اپنے ہی مکان میں دفن ہوئیں یا پھر روضۂ رسولؐ میں دفن ہوئیں۔ اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"ان بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة"

یعنی "(بیشک، میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)"

صحیح بخاری میں منبری کے بجائے بیتی ہے۔ یہی موطاء، حلیۃ الاولیاء، ترمذی، اور مسند احمد بن حنبل میں بھی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ترعة من ترع الجنة" مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ روضہ کی حد قبرِ رسولؐ سے منبر کے درمیان کی وہ زمین ہے جو صحن شریف کے ساتھ والے ستونوں تک چلی گئی ہے۔

محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے قبر حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ معظمہؑ اپنے گھر میں دفن ہوئیں، لیکن جب بنی امیہ نے مسجد میں توسیع کی تو قبر بھی مسجد سے متصل ہوگئی۔

یزید بن عبدالملک نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے خود سلام کی ابتداء کی اور پوچھا: کیسے آنا ہوا؟

میں نے عرض کیا، برکت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا کہ: میرے پدر بزرگوار (جو سامنے قبر میں موجود ہیں) نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص نے اُن پر یا مجھ پر تین دن مسلسل سلام کیا، اللہ تعالےٰ اس پر جنّت واجب کر دیتا ہے۔

راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا: کیا آپ کی اور اُن کی حیات میں؟

آپ نے فرمایا، ہاں، اور ہمارے مرنے کے بعد بھی۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

⑪ جناب فاطمہؑ زہرا کی وصیتیں

کتاب روضۃ الواعظین میں مرقوم ہے۔

کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا سخت بیمار ہوئیں اور چالیس روز تک اس مرض میں مبتلا رہ کر آپ نے وفات پائی۔ جب آپ کو علم ہوا کہ اب وفات قریب ہے تو اُم ایمن اور اسماء بنت عمیس کو بلایا اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجا۔

جب آپ تشریف لائے تو فرمایا، اے (میرے بابا کے) ابن عم! مجھ کو میری وفات کی خبر دی گئی ہے اور اب میں اپنے اندر کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتی، خیال ہے کہ اب میں اپنے بابا سے ملحق ہونے والی ہوں، اِس لیے میں اُن چند امور کی وصیّت کرنا چاہتی ہوں جو میرے دل میں ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، بنتِ رسولؐ! جو وصیّت آپ کرنا چاہتی ہیں کریں۔

یہ فرما کر آپؑ ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور سب کو حجرہ سے باہر چلے جانے کیلئے حکم دیا۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، اے ابوالحسن! جب سے آپ کا اور میرا ساتھ ہوا ہے آپ نے مجھ کو جھوٹ بولتے یا خیانت کرتے نہیں پایا، اور نہ کبھی میں نے آپ کے حکم کے خلاف کوئی کام کیا، کہ جو آپ کو ناگوار ہوا ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، معاذ اللہ، بھلا یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا، کیونکہ تم میں معرفتِ الٰہی، تقویٰ، نیکیاں اور خوفِ خدا سب سے زیادہ ہے۔ بھلا ان اوصافِ حمیدہ کے ہوتے ہوئے شوہر کی حکم عدولی کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ کو کسی موقع پر تنبیہ بھی نہیں کی۔ میرے لیے آپ کی جدائی بہت شاق ہے لیکن یہ ایسا امر ہے جو لابدی ہے۔ خدا کی قسم، آپ کی وفات کے تصوّر نے میرے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم کو تازہ کر دیا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہائے افسوس! یہ کتنی عظیم مصیبت ہے اور ایسی عظیم کہ اس کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔

یہ فرما کر حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہؑ زہرا دونوں دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ زہرا کا سر اپنے سینۂ مبارک سے لگا لیا، اور فرمایا، دخترِ رسولؐ! جو چاہو وصیت کرو۔ میں انشاء اللہ، اس کو دل و جان سے پورا کرونگا اور اپنے ہر کام پر اس کو ترجیح دوں گا۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، "جزاك الله خير الجزاء"، خدا آپ کو میری جانب سے اس کی بہترین جزا دے۔ اے رسولؐ کے ابنِ عم! پہلی وصیت میری یہ ہے کہ: آپ میرے

بعد امامہ سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچوں کے لیے میری ہی طرح ہے۔ یہ اس لیے کہہ رہی ہوں کہ مرد کو بغیرِ زوجہ چارہ کار نہیں ہے۔

میری دوسری وصیت یہ ہے کہ میری میت تابوت میں رکھ کر اٹھائی جائے جس کو مجھے ملائکہ نے بنا کر دکھایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، مجھے بتاؤ وہ کیسا تابوت بنا کر دکھایا تھا۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے اس کی پوری شکل و کیفیت بیان کی اور حضرت علیؑ اسی طرح کا تابوت بناتے رہے۔ اور بعدِ موت اسی تابوت میں ان کی میت رکھ کر اٹھائی۔ اس سے قبل کوئی جنازہ نہ اس طرح سے اٹھایا گیا، نہ اس طرح کا تابوت کسی نے دیکھا تھا۔

اس کے بعد فرمایا، میری تیسری وصیت یہ ہے کہ میرے جنازے پر وہ لوگ نہ آئیں جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق چھینا ہے۔ یہ لوگ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ان کو اور ان کے متبعین کو میری نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھنے دیجیے گا۔

چوتھی وصیت یہ ہے کہ جب لوگ رات کو سو جائیں اور رات کا زیادہ حصّہ گذر جائے اُس وقت مجھ کو دفن کیجیے گا۔

• کشف الغمہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صندوق سے ایک کتاب نکالی، اس کو پڑھا، اس میں جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت درج تھی۔ اِس وصیت نامے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد درج تھا

"یہ وہ امور ہیں جن کی وصیت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کرتی ہے۔ وصیت یہ ہے کہ ان کے سات باغ علیؑ کے لیے ہیں۔ پھر اُن کا انتقال ہو جائے تو حسنؑ کے لیے، اُن کے انتقال کے بعد حسینؑ کے لیے اور اُن کے انتقال کے بعد اس املاک کا حقدار وہ ہوگا جو میری اولاد میں سب سے بڑا ہوگا۔ اس پر گواہ ہوئے مقداد اور زبیر بن العوام اور کاتب علی ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔"

اسماء بنتِ عمیس کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے مجھ سے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل سوا تمھارے اور علیؑ کے کوئی دوسرا نہ دے، اس بناء پر میں نے اور علی ابنِ ابی طالبؑ نے ان کو غسل دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب رات کا ایک حصّہ گذر گیا اور لوگوں کی آنکھیں بند ہو گئیں تو حضرت علی علیہ السلام، امام حسنؑ و امام حسینؑ و عمّار و مقداد و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان اور بریدہ دوسرے بنی ہاشم کے ساتھ جنازے کو لیکر باہر آئے اور بردۂ شب میں ان کو دفن کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اُن کی قبر کے اطراف چند نقلی قبریں بھی بنا دیں جن تعداد سات تھی تاکہ

اصلی قبر کی شناخت نہ ہو سکے۔

بعض مخصوصین کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور اس کے نشان کو بھی مٹا دیا، تاکہ قبر کی جگہ کا پتہ نہ چل سکے۔

(روضۃ الواعظین)

(۱۲) ⟸ بعد دفنِ فاطمہؑ قبرِ رسولؐ سے خطاب

کافی میں حضرت ابو عبد اللہ الحسین بن علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات ہوگئی اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کو پوشیدہ طور پر دفن کر کے نشانِ قبر محو کر دیا تو اس کے بعد آپؑ اٹھے اور قبر رسولؐ کی طرف رُخ کر کے کہا۔

" یا رسول اللہ! آپؐ پر میرا سلام ہو، اور آپؐ پر سلام ہو آپؐ کی بیٹی، آپؐ کی زائرہ اور آپؐ کے بقعۂ مبارک میں زیرِ خاک سونے والی کی طرف سے، اُس کی طرف سے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اہلِ بیت میں سے منتخب کر کے آپؐ کی خدمت میں پہونچا دیا۔

یا رسول اللہ! آپؐ کی دختر کی جُدائی پر صبر بہت کم ہے اور سیدۃ نساء العالمین کے فراق میں میرا سکون و قرار کم ہو گیا ہے۔ مگر کیا کروں، جب آپؐ کی جدائی کا غم برداشت کرنا پڑا جو اس سے بھی بڑا غم تھا، تو پھر اس مصیبت پر کچھ نہ کچھ صبر آ ہی جائے گا، حالانکہ میں نے ہی آپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اُتارا اور آپ کی روح اس حال میں نکلی کہ آپؐ میرے گلے اور سینے کے درمیان تکیہ فرمائے ہوئے تھے۔ ہاں، اللہ کی کتاب میں ایسے مواقع پر سب سے اچھی قبول کرنے والی ایک آیت ہے اور وہ یہ کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر آپؑ نے فرمایا، افسوس میرے پاس رکھی ہوئی چیز مجھ سے واپس لے لی گئی۔ میرے سپرد کی ہوئی امانت پلٹالی گئی۔ زہرا مجھ سے یک بیک جدا ہو گئیں۔ فاطمہؑ زہرا مجھ سے بہت جلد اور یکدم جدا ہو گئیں۔

یا رسول اللہ! اب یہ ہرے رنگ کا آسمان اور یہ مٹیلے رنگ کی زمین مجھے بجد بُری معلوم ہو رہی ہے، میرا حزن و ملال دائمی اور سرمدی ہو گیا ہے اب میری راتیں جاگتے ہی کٹیں گی یہ غم میرے دل سے نہیں نکلے گا، یہانتک کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی آپؐ کے جوار میں پہونچا دے۔ میرا یہ رنج و ملال لازوال ہے، میرا حزن و اندوہ پُر ہیجان ہے۔ ہائے کس قدر جلد ہم ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔ بس میں اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، یا رسول اللہ! عنقریب آپؐ کی دختر آپؐ سے بیان کرینگی

کہ آپ کی اُمت نے اُن پر کیا کیا ظلم وستم ڈھائے ہیں، آپؐ اُن سے خود اُن کا حال پوچھ لیں اور خوب اچھی طرح دریافت کریں کیونکہ نہ معلوم کتنی اندوہناک باتیں ہیں جن کو وہ اس دنیا میں کسی سے بیان نہ کرسکیں اب وہ آپؐ سے بیان کریں گی۔ اور اب اس کا فیصلہ اللہ ہی کرے گا، وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اچھا، آپؐ دونوں پر میرا سلام ہو، رخصتی سلام۔ یہ کسی دشمن کا سلام نہیں ہے اور نہ اُس کا سلام ہے جو آپؐ پر سلام بھیجنے سے تھک گیا ہو۔ اب اگر میں یہاں سے واپس جاؤں تو اس لیے نہیں کہ تھک گیا ہوں، اور اگر میں یہیں بیٹھا رہوں تو اس لیے نہیں کہ مجھے اللہ کے اُن وعدوں کے متعلق کچھ بدگمانی ہے جو اُس نے اپنے صابر بندوں سے کیے ہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ صبر کرنے میں زیادہ امن ہے اور صبر بہت مناسب ہے۔ ہاں، اگر ان لوگوں کا غلبہ نہ ہوتا جو اس وقت مستولی (غالب) ہو گئے ہیں تو میں مدت العمر یہیں بیٹھا رہتا اور زنِ پسر مردہ کی طرح فاطمہؑ زہرا کی قبر پر گریہ وزاری کرتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے کہ مجھے آپؐ کی بیٹی کو کن حالات کی وجہ سے خفیہ طور پر دفن کرنا پڑا، اور کس طرح فاطمہؑ سے اُن کا حق اور اُن کی میراث چھینی گئی، حالانکہ ابھی آپؐ کی وفات کو زیادہ عرصہ بھی نہیں گذرا تھا، نہ ابھی آپؐ کی یاد کہنہ ہوئی تھی۔

یارسول اللہ! میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں، اللہ ہی مجھے آپؐ کی جدائی پر صبر کی توفیق دے، آپؐ پر اور آپؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا پر درود وسلام ہو۔ (کافی)

(۱۳) جفر جامعہ اور مصحف فاطمہؑ کیا چیز ہے

ابوعبیدہ سے روایت ہے
کہ ایک مرتبہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جفر کے متعلق دریافت کیا۔ کہ وہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ بیل کی ایک کھال ہے جو علم سے مملو ہے۔

پھر پوچھا کہ اور جامعہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، وہ ایک صحیفہ ہے جو چمڑے پر تحریر ہے اس کا طول ستر ہاتھ ہے اور عرض اونٹ کی ران کے برابر ہے۔ اس پر ہر وہ بات لکھی ہوئی ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں ہر مسئلے کا جواب ہے حتیٰ کہ اس میں ایک خراش کی دیت تک کا بیان موجود ہے۔

کسی نے پوچھا، اور مصحفِ فاطمہؑ کیا چیز ہے؟

یہ سن کر آپؑ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا، سنو! بعد وفاتِ رسول اللہؐ جنابِ فاطمہؑ

پچھتر دن زندہ رہیں، آپ کو اپنے بابا کی جدائی کا بیحد ملال تھا چنانچہ اس عرصہ میں جبریل امین آپ کے پاس آتے آپ کو تسلی دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ اب آپ کے بابا کس مقام پر ہیں کبھی یہ بتاتے کہ آپ کی ذریت کے ساتھ دنیا والے کیا سلوک کریں گے۔ اسی قسم کی تمام باتوں کو حضرت علی لکھ لیا کرتے، اسی تحریر کا نام مصحفِ فاطمہ ہے (کافی)

(۱۴) نبشِ قبر کا ارادہ اور علیؑ کا جلال

حضرت علیؑ نے دفنِ فاطمہ زہراؑ کے بعد آپکی قبر کو چھپانے کے لیے چالیس قبریں بقیع میں بنا دیں۔ مسلمانوں کو جب آپ کی رحلت کا پتہ چلا تو بقیع کے قبرستان میں آئے (تاکہ فاتحہ پڑھیں) مگر وہاں پہونچے تو انھوں نے چالیس نئی قبریں بنی ہوئی دیکھیں تو ان قبروں میں جناب فاطمہؑ کی قبر کا تعین نہ کر سکے تو بہت پریشان ہوئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی تو بیٹی چھوڑ گئے تھے وہ بیچاری انتقال کر گئی اور دفن بھی ہو گئی مگر تم لوگ نہ اس کی وفات کے وقت پہونچے اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی، اب تمھیں یہ معلوم نہیں کہ اس کی قبر کس جا، اور کونسی ہے؟

جب صاحبانِ اقتدار کو معلوم ہوا تو انھوں نے حکم دیا، یہ تمام قبریں کھود کر اصل قبر کا پتہ چلایا جائے، تاکہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔

جب اس کی اطلاع حضرت علی علیہ السلام کو ہوئی کہ ان لوگوں کے یہ عزائم ہیں تو آپؑ گھر سے اس عالم میں برآمد ہوئے کہ غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، گلے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں اور آپؑ اپنی مشہور زرد قبا پہنے ہوئے تھے (جو آپؑ شدید مصائب کے وقت پہنا کرتے تھے) اور ذوالفقار کو ٹیکتے ہوئے جنت البقیع میں پہونچے۔

کسی نے ان لوگوں کو جا کر خبر پہونچا دی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ غصے میں بھرے ہوئے آرہے ہیں اور انھوں نے قسم کھائی ہے کہ اگر ان قبروں میں سے کسی ایک قبر کی کوئی ایک اینٹ بھی ہٹائی گئی تو خون کی ندی بہا دوں گا۔

اتنے میں حضرت علی علیہ السلام سے عمر بن الخطاب کی ملاقات ہو گئی۔

انھوں نے کہا، اے ابو الحسن! تم ہمارا کیا بنا سکتے ہو، خدا کی قسم ہم فاطمہؑ کی قبر کھود کر ان کی میت پر نماز پڑھیں گے۔

یہ سنتے ہی حضرت علی علیہ السلام نے آگے بڑھ کر ان کا گریبان پکڑ لیا اور انھیں اٹھا کر زمین پر دے مارا اور فرمایا: یا ابن السوداء اما حقی فقد ترکته محافة ان یرتد الناس عن دینهم واما قبر فاطمة فوالذی نفس علی بیده لئن رمیت او اصحابك شیئاً من ذلك لاسقینا

الارض من دمائکم فان شئت فاعرض یا فلان

ترجمہ: (اے حبشن کے بچے میں نے اپنا حق اس لیے چھوڑ دیا کہ لوگ دینِ اسلام سے مرتد نہ ہو جائیں، لیکن قبرِ فاطمہؑ کی طرف تو نے یا تیرے ساتھیوں نے آنکھ بھی اُٹھا کر دیکھا تو میں تم لوگوں کے خون سے اِس زمین کو سینچ دوں گا۔ اب اگر یہ چاہو تو آگے قدم بڑھا کر دیکھو۔"

اتنے میں حضرت ابوبکر درمیان میں آگئے اور کہا اے ابوالحسن! تمھیں خدا اور اس کے رسولؐ کا واسطہ انھیں چھوڑ دو، ہمارا وعدہ ہے کہ اب ہم کوئی ایسی بات نہ کریں گے جو تمھارے غصّے کا سبب بنے۔

یہ سن کر آپؑ نے عمر ابن الخطاب کو چھوڑ دیا اور سب لوگ واپس ہو گئے۔

(دلائل لاامامت طبری)

(۱۵) = بابِ فاطمہؑ کا جلایا جانا

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سُلیم بن قیس میں یہ واقعہ اس طرح دیکھا ہے کہ سلمان اور عبداللہ ابنِ عباس کا بیان ہے کہ جس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی، اُسی دن (ابھی آپؐ کو دفن بھی نہ کیا تھا) سوائے چند کے سب لوگوں نے بیعت توڑ دی اور مرتد ہو گئے، اور مخالفت پر کمربستہ نظر آنے لگے۔ اس وقت علیؑ ابن ابی طالبؑ تجہیز و تکفینِ رسولؐ میں مشغول تھے پھر وہ اس کے بعد حسبِ وصیتِ رسولؐ قرآن مجید کی جمع و ترتیب میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک مشیر نے ابوبکر سے کہا کہ اب تمام لوگ تمھاری بیعت کر چکے ہیں سوائے اُس شخص (علیؑ) کے۔ اور اس کے گھر والوں کے۔ لہٰذا اس کے پاس کسی کو بھیجو اور اسے بھی بلاؤ۔

ابوبکر نے اُن کے پاس قنفذ نامی ایک شخص کو بھیجا اور کہا اے قنفذ! تم علیؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ چلو تمھیں خلیفہ رسولؐ طلب کرتے ہیں۔

قنفذ آپؑ کو بلانے کے لیے کئی بار آیا، مگر حضرت علی علیہ السلام جانے سے انکار کرتے رہے۔ اُن کے انکار پر ابوبکر کے اُس مشیر کو غصّہ آیا اور اس نے خالد بن ولید اور قنفذ کو حکم دیا کہ تم لوگ لکڑیاں اور آگ لے کر میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ یہ سب لوگ آگ اور لکڑیاں لیے ہوئے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا کے دروازے پر پہونچے۔ اُس وقت حضرت فاطمہؑ زہرا اپنے دروازے کے پیچھے بیٹھی

ہوئی تھیں۔ آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے غم میں بالکل لاغر و کمزور ہو رہی تھیں۔

وہ مشیر (عمر ابن الخطاب) آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی اے علیؑ! دروازہ کھولو۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے کہا' اے عمر! ہمیں اسی حال میں چھوڑ دے اس لیے کہ ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم ہی بہت کافی ہے۔

عمر نے کہا' دروازہ کھول دو ورنہ میں تمھارے گھر میں آگ لگائے دیتا ہوں۔

حضرت فاطمہؑ زہرا نے فرمایا' اے عمر! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور میرے گھر میں زبردستی داخل ہونا چاہتے ہو؟

اس پر عمر نے آگ اور لکڑیاں لیکر دروازے کو جلا دیا اور دھکا دے کر کھول لیا۔ جناب فاطمہؑ زہرا سامنے تھیں انھوں نے فریاد کی:

اے بابا' یا رسول اللہ!

یہ سن کر عمر نے اپنی تلوار مع نیام کے جناب سیدہ کے پہلو پر ماری۔ انھوں نے ایک چیخ ماری۔ پھر اس نے ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ جناب سیدہ پھر چیخنے لگیں اے بابا! چیخوں کی آواز سن کر حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ فوراً دوڑے اور عمر کا گریبان پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا' جس کی تاب نہ لا کر وہ زمین پر گر گیا۔ آپ نے اس کی ناک اور گردن پر ضربیں لگائیں اور اس کے قتل کا ارادہ کیا' معاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یاد آئی کہ آنحضرتؐ نے اس موقع پر صبر کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا' اے عمر! ابن الخطاب! میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت محمدؐ کو نبی بنا کر عزت بخشی' اگر اللہ نے مجھ سے پہلے ہی سے عہد نہ لے لیا ہوتا تو تم لوگ میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

اتنے میں عمر نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی مدد سے حضرت علی علیہ السلام کے گلے میں رسی ڈال دی اور انھیں کھینچ کر باہر لے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہؑ نے مداخلت کی لیکن قنفذ نے آپؑ کو ایسا تازیانہ مارا جس کا نشان مرتے دم تک باقی رہا۔ جب آپ نے دروازہ کے پیچھے پناہ لی تو اس نے دروازہ زور سے آپ کے اوپر دبا دیا جس سے آپ کی پسلی ٹوٹ گئی اور جو بچہ آپ کے شکم میں تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اس کے بعد آپ مسلسل بیمار رہیں یہانتک کہ آپ نے اسی عالم میں وفات پائی۔ اللہ اس شہیدہ پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ظالموں پر لعنت

اس کے بعد یہ روایت اور آگے بڑھی جس میں ان عظیم مصائب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔

ابنِ عباس بیان کرتے ہیں کہ پھر فاطمہؑ زہرا کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو آپ بنی ہاشم کی عورتوں کے حلقے میں باہر نکلیں، ابوبکر کے پاس آئیں، اور فرمایا: اے ابوبکر! کیا تم مجھ سے وہ زمین بھی لے لینا چاہتے ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دی تھی۔

یہ سن کر ابوبکر نے دوات طلب کی اور چاہا کہ اس زمین کو واپس کرنے کے لیے حکمنامہ صادر کریں، اتنے میں عمر بن خطاب آئے اور بولے:

اے خلیفۂ رسول! آپ یہ دستاویز اس وقت تک نہ لکھیں جبتک فاطمہؑ اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کریں۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، علیؑ اور اُمِ ایمن اِس کے گواہ ہیں۔

عمر نے کہا، ایک عجمی عورت جو اچھی طرح بات نہ کر سکتی ہو اس کی گواہی قبول نہیں اب رہے علیؑ، تو وہ اپنے ہی مطلب کی بات کہیں گے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا غصّے کے عالم میں واپس آگئیں اور آپ کا مرض بڑھ گیا۔

• حضرت علی علیہ السلام کا معمول تھا کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہو چکے تو ابوبکر و عمر نے پوچھا: رسول کی بیٹی کیسی ہیں؟ اور کہا اے علیؑ! ہمارے اور فاطمہؑ کے درمیان جو ناخوشگوار امور پیش آئے ہیں اُن سے تم واقف ہو، اگر تم مناسب سمجھو تو ہمیں اُن کے پاس لے چلو تاکہ ہم اپنی غلطیوں کی اُن سے معافی طلب کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، تمھاری مرضی ہے۔

چنانچہ یہ دونوں، حضرت علیؑ کے ہمراہ دروازۂ فاطمہؑ پر پہونچے۔ حضرت علیؑ اندر گئے اور فرمایا:

اے سیّدہ! فلاں و فلاں دروازے پر کھڑے ہیں تم کو سلام کرنا چاہتے ہیں تمھاری کیا رائے ہے؟ کیا انھیں اندر بلا لیا جائے؟

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اے علیؑ! یہ گھر بھی آپ کا ہے اور میں بھی آپ کی زوجہ ہوں آپ کو ہر طرح کا اختیار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اچھا تم نقاب ڈال لو۔

جناب سیدہؑ نے نقاب پہن لی اور دیوار کی طرف منھ کرکے بیٹھ گئیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور سلام کرنے کے بعد بولے:

اے فاطمہؑ! آپ ہم سے راضی ہوجائیں، اللہ آپ سے راضی ہو۔

جناب سیدہؑ نے کہا، مجھے راضی کرنے اور اپنی غلطی پر ندامت کی کیا وجہ ہے کہ جس کی بنا پر تم دونوں میرے پاس آئے ہو؟

اُنھوں نے عرض کیا، واقعاً اب ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں اور امید ہے کہ آپ اسے درگذر کردیں گی۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اگر تم دونوں سچے ہو تو میں تم دونوں سے ایک بات پوچھتی ہوں سچ بتانا۔ اور میں وہی بات پوچھوں گی جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ تم اسے جانتے ہو، اگر تم نے سچ بتادیا تو میں سمجھوں گی کہ تم لوگ یہاں سچی نیت سے آئے ہو۔

اُن دونوں نے عرض کیا اچھا جو پوچھنا ہو پوچھیے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ تم نے میرے پدرِ بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: فاطمة بضعة منّی فمن آذاها فقد آذانی" (فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیّت دی، اُس نے مجھے اذیت پہونچائی۔)

دونوں نے اقرار کیا اور کہا، جی ہاں سنا ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہرا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا

" اللهم انهما قد اذیاني فانا اشکوهما الیك والی رسولك لا والله لا ارضی منکما ابداً حتی القی الی رسول الله." (خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیّت دی، میں ان دونوں کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسول سے کرتی ہوں۔ لا واللہ، میں ان دونوں سے تا ابد راضی نہ ہوں گی یہانتک کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کروں۔) واخبره بما صنعتما فیکون هو الحاکم فیکما۔ (اور تمھارا وہ سلوک بیان کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے پس اس وقت وہی تم دونوں کا فیصلہ کریں گے۔)

یہ سن کر ابوبکر رونے لگے اور کافی گریہ وزاری کرنے لگے۔

عمر نے کہا، اے خلیفۂ رسول! آپ ایک عورت کی باتوں میں آکر جزع فزع کرنے لگے۔

اس کے بعد جب تک جناب فاطمہؑ زہرا زندہ رہیں ان دونوں کے لیے بددعا ہی کرتی رہیں۔

آپ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد صرف چالیس روز زندہ رہیں۔ جب آپ کے مرض میں شدّت ہوئی تو آپ نے حضرت علی علیہ السّلام کو بلایا اور کہا:

اے ابنِ عمِ رسولؐ! اب میرا وقتِ آخر ہے، میں وصیت کرتی ہوں کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کریں، کیونکہ وہ میرے بچّوں کے ساتھ مجھ جیسا برتاؤ کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے لیے تابوت تیار کردیں جس کی ساخت مجھ کو ملائکہ نے بتائی ہے۔ تیسری وصیّت یہ ہے کہ میرے دشمن میرے جنازے پر نہ آئیں اور نہ میرے دفن میں شریک ہوں اور نہ میری نمازِ میت میں شامل ہوں۔

ابنِ عباس کا بیان ہے کہ جناب فاطمہؑ زہرا نے اُسی دن وفات پائی۔ جسے سن کر مدینہ کے مردوں اور عورتوں میں کہرام برپا ہوگیا اور لوگ اس طرح سراسیمہ و مضطر ہوئے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز مضطر ہوئے تھے۔ ابوبکر اور عمر، علیؑ کے پاس تعزیت کے لیے آئے اور بولے:

اے علیؑ! ہمارے آنے سے پہلے بنتِ رسولؐ کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ لینا۔

مگر جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السّلام نے عباس و فضل، مقداد، سلمان ابوذر اور عمّار کو بلایا اور جناب فاطمہؑ زہرا کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ اور اُسی وقت دفن کیا۔

جب صبح ہوئی تو ابوبکر و عمر اور دوسرے لوگ بھی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آئے۔

مقداد نے کہا کہ ہم نے تو ان کو شب کے وقت ہی دفن کر دیا۔

یہ سُن کر عمر، ابوبکر کی طرف متوجّہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ایسا ہی کریں گے۔

عباس نے جواب دیا، فاطمہؑ زہرا کی وصیّت تھی کہ اُن دونوں (تم دونوں) کو نمازِ جنازہ میں شریک نہ کرنا۔

عمر نے کہا، اے بنی ہاشم! تم لوگ اپنا پرانا حسد نہ چھوڑو گے اور یہ کینے تمھارے سینوں سے کبھی نہ جائیں گے۔ اچھا خدا کی قسم اب تو ہمارا ارادہ ہے کہ اُن کی قبر کھود کر اُن کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علی علیہ السّلام نے جواب دیا، اے پسرِ صہاک! خدا کی قسم اگر تو نے اس کا ارادہ بھی کیا اور اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو میں قسم توڑ دوں گا اور جس تلوار کو میں نے نیام میں رکھ لیا ہے، پھر اسے باہر نکال لوں گا اور پھر وہ نیام میں اُس وقت تک نہ جائے گی جبتک تیرا خون

نہ بہلاے گی۔

یہ سُن کر عمر خاموش ہو گئے، انھیں معلوم تھا کہ جب علیؑ قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔ (یہ پوری روایت کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں ہے)

تاریخ ابو الفداء صـ ۱۵۶، کتاب الامامۃ والسیاسۃ صـ ۱۳، صحیح بخاری باب خمس صحیح مسلم جلد ۲ صـ ۹۱ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صـ ۱۳۳، تاریخ طبری جلد ۳ صـ ۱۹۸ عقد الفرید جلد ۲ صـ ۶۳ کتابوں میں کم وبیش یہ روایت مرقوم ہے۔

مندرجۂ بالا روایت کو یہاں تک بیان کرنے کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں کہ اس کا تتمہ اور دوسری روایات جو جناب فاطمہؑ زہرا پر ہونے والے مظالم پر مشتمل ہیں، میں نے اپنی کتاب "فتن" میں درج کر دیا ہے۔

(۱۶) شکمِ مادر میں حضرت محسن کی شہادت

ابو بصیر نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا کی وفات ۳ جمادی الآخر روزِ سہ شنبہ ۱۱ھ کو ہوئی اور آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ عمر ابن الخطاب کے غلام قنفذ نے اپنے آقا کے حکم سے آپ کے شکمِ مبارک میں نیام کے نیچے والی نوک بھونکدی (چبھودی اور ضرب لگائی) جس کی وجہ سے فوراً ہی حضرت محسن کا اسقاط ہو گیا، اور اس کے بعد آپ سخت بیمار ہو گئیں۔ اور جن لوگوں نے آپ کو اذیت پہونچائی تھی اُن میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دی۔ مگر اصحابِ پیغمبرؐ میں سے دو صاحبان نے حاضری کی اجازت کے لیے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وسیلہ بنایا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے کہنے پر آپ نے اُن دونوں کو آنے کی اجازت دی۔ جب یہ دونوں اندر آئے اور مزاج پُرسی کی تو:

آپ نے فرمایا، بحمد اللہ میں ٹھیک ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا ہے کہ: "فاطمۃ بضعۃ منی فمن اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا اللہ" (فاطمہؑ میرا ہی ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی، اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت پہونچائی)؟

اُن دونوں نے کہا، جی ہاں، ہم نے یہ حدیث سُنی ہے

آپ نے فرمایا، اچھا، تو پھر یہ بھی سن لو کہ واللہ تم دونوں نے مجھ کو اذیت دی ہے۔

یہ سن کر وہ دونوں صاحبان باہر نکل گئے اور جناب فاطمہؑ زہرا اُن پر اسی طرح ناراض اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ (دلائل الامامت طبری)

۱۷ — جناب فاطمہؑ کو زخمی کیا گیا

احتجاج طبرسی میں مرقوم ہے کہ منجملہ ان احتجاجات کے جو حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ اور اصحابِ معاویہ کے خلاف کیے ایک یہ بھی تھا کہ آپ نے مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا: تو وہی شخص تو ہے جس نے میری مادرِ گرامی جناب فاطمہؑ بنت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زد و کوب کیا جس سے ان کا بچہ ساقط ہوگیا تو نے یہ اس وجہ سے کیا کہ تیری نظر میں آنحضرتؐ کی کوئی عزت نہ تھی اور نہ اُن کے فرمان کی کوئی اہمیت تھی درآنحالیکہ آپؐ نے حضرت فاطمہؑ زہرا سے فرمایا تھا اَنتِ سیدۃ نساء اھل الجنۃ: اے مغیرہ! خدا کی قسم تیری بازگشت آتشِ جہنم ہے۔ (احتجاج طبرسی)

۱۸ — شیخین سے ناراضگی اور تدفین

مناقب ابنِ شہر آشوب اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے اُس میں یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور اپنے بابا کی میراث کی طالب ہوئیں (اس کے بعد پورا قصہ تفصیل سے بیان کیا۔ پھر تحریر کیا) اس واقعہ کے بعد جناب فاطمہؑ زہرا نے ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا، بات کرنی بھی چھوڑ دی یہانتک کہ آپ نے وفات پائی اور ابوبکر ان کے جنازے پر نماز بھی نہ پڑھ سکے کیونکہ یہ آپ کی وصیت میں تھا۔

- واقدی نے جو علمائے اہلِ سنت میں سے ایک بڑے عالم ہیں، لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی، کہ اُن کی نمازِ جنازہ میں ابوبکر اور عمر شریک نہ ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُن کی وصیت پر عمل کیا۔

- ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا نے وصیت فرمائی کہ میری موت کی اطلاع ابوبکر و عمر کو نہ دی جائے اور یہ دونوں ان کی نمازِ جنازہ میں بھی شریک نہ ہونے پائیں۔ اس لیے حضرت علی علیہ السلام نے ان معظمہؑ کو شب کے اندھیرے ہی میں دفن کیا اور اُن دونوں کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔

• تاریخ ابوبکر بن کامل میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا بعدِ وفاتِ رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے اُن کو رات میں دفن کیا اور حضرت علی علیہ السلام ہی نے ان پر نماز پڑھی۔

• تاریخِ مذکور میں زہری کی یہ روایت بھی مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا شب کے وقت دفن ہوئیں۔

• اسی تاریخ میں زہری سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السّلام نے شب میں اُن کو دفن کر کے اُن کی قبر کو پوشیدہ کر دیا۔

• تاریخِ طبری میں مرقوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا شب کے وقت دفن ہوئیں اور اُن کے جنازے میں سوائے عباس و علیؑ و مقداد و زبیر کوئی اور حاضر نہیں ہوا۔

• دوسری روایات میں ہے کہ آپ کے جنازے پر حضرت امیر المومنین، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عقیل، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور بریدہ نے نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ عباس اور فضل نے بھی نماز پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ اور ابن مسعود نے بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

• اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا رات کے وقت کیوں دفن ہوئیں؟

آپ نے فرمایا، فاطمہؑ زہرا کچھ لوگوں سے ناراض تھیں اس لیے میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ لوگ اُن کے جنازے میں شریک ہوں۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہو جس سے فاطمہؑ ناراض تھیں اس پر حرام ہے کہ وہ اولادِ فاطمہؑ میں سے کسی کے جنازے پر نماز پڑھے۔

• روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فاطمہؑ زہرا کی قبر کو زمین کے بالکل برابر رکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اُن کی قبر کے چاروں طرف نقلی قبریں بنا دیں تاکہ آپ کی اصلی قبر پہچانی نہ جا سکے اور اغیار نماز نہ پڑھ سکیں۔

• بعدِ رحلتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فاطمہؑ زہرا اس مرض میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کی وفات ہوئی۔ تو یہ دونوں (ابوبکر و عمر) عیادت کے لیے آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جنابِ فاطمہؑ زہرا نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو خدا سے عہد کیا کہ جبتک فاطمہؑ کے پاس جا کر اُن کو اپنے سے راضی نہ کرلیں گے کسی مکان کی چھت کے نیچے نہ آئیں گے۔ چنانچہ وہ رات انھوں نے قبرستانِ بقیع میں بغیر

کسی سائے کے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو عمرؓ، علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا:

اے علیؑ! تمھیں معلوم ہے کہ ابوبکر رسول اللہ کے یارِ غار ہیں، آپ کے صحابی اور ایک رقیق القلب انسان ہیں، ہم لوگ کئی مرتبہ تمھارے پاس فاطمہ زہرا سے ملاقات کی غرض سے آچکے ہیں مگر وہ راضی نہیں ہوتیں لہٰذا اب تم اُن سے مزید سفارش کرو، تاکہ ملاقات ہو جائے۔

اُن کے کہنے پر حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف لے گئے اور شہزادی سے کہا، اے بنتِ رسولؐ! ان دونوں نے جو کچھ کہا ہے وہ تم کو معلوم ہے، یہ دونوں متعدد مرتبہ گھر پر تم سے ملاقات کے لیے آچکے ہیں مگر میں نے ہر مرتبہ واپس کر دیا۔ اب وہ پھر میرے پاس آئے ہیں اور تمھاری اجازت کے منتظر ہیں؟

جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو ملاقات کی اجازت نہ دوں گی نہ اُن سے بات کروں گی یہانتک کہ اپنے بابا سے ملاقات کروں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، میں نے ان دونوں سے وعدہ کر لیا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، اگر آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو یہ گھر آپ کا ہی ہے اور عورتوں کو اپنے شوہروں کی اطاعت کرنی چاہیے اس لیے میں آپ کی مخالفت ہرگز نہ کروں گی۔ آپ جس کو چاہیں اندر آنے کی اجازت دیدیں۔

پس حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ اندر آگئے جب اُن کی نظر فاطمہ زہرا پڑی تو انھوں نے سلام کیا، لیکن شہزادی نے جواب نہ دیا، اور اپنا منھ اُن کی طرف سے پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری طرف سے سامنے آئے اور پھر سلام کیا، فاطمہ زہرا نے پھر منھ پھیر لیا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

(پھر مجبوراً) جناب فاطمہ زہرا نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا، اے علیؑ! چادر کو کشادہ کر دو، اور پاس کی عورتوں سے کہا، میرے چہرے کو موڑ دو۔

جب ان عورتوں نے آپ کا چہرہ موڑ دیا، تو وہ دونوں پھر سامنے آئے۔

ابوبکر نے کہا، اے بنتِ رسولؐ! ہم تمھارے پاس تم کو راضی کرنے اور تمھارے غصے سے بچنے کے لیے آئے ہیں اور خواہشمند ہیں کہ اب تم ہمیں معاف کر دو، اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کو درگذر کرو۔

جناب فاطمہ زہرا نے کہا، میں نے تم سے اس سلسلے میں بات نہ کرنے کا عہد کیا ہے، تاآینکہ اپنے پدرِ گرامی کی خدمت میں پہونچ کر تمھارے اُن افعال کی جو تم نے میرے ساتھ روا رکھے

شکایت کروں۔

اُن دونوں نے کہا، ہم اب تمھارے پاس معذرت کرنے آئے ہیں اور تمھیں راضی کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں معاف کردو اور درگذر سے کام لو اور جو کچھ ہوگیا اس پر خفا نہ ہو۔

تب جناب فاطمہؑ زہرا حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئیں، اور کہا میں ان دونوں سے بالکل بولنا نہیں چاہتی، صرف ایک بات آپ ان سے پوچھیے، جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے۔ پس اگر انھوں نے سچ کہا تو جو میری رائے ہوگی اس ہی پر عمل کروں گی۔

اُن دونوں نے کہا، ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم حق کہیں گے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، اچھا، میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتی ہوں کہ کیا رسولؐ اللہ نے تم دونوں کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے میں اس سے ہوں وہ مجھ سے ہے جس نے اس کو اذیّت دی اُس نے مجھ کو اذیّت دی جس نے مجھے اذیت دی، اُس نے خدا کو اذیت دی، اور جس نے میرے مرنے کے بعد بھی اذیّت دی تو ایسا ہی ہے کہ جیسے اُس نے اُس کو میری حیات میں اذیّت دی اور جس نے اس کو میری حیات میں اذیّت دی، یہ ایسا ہی ہے جیسے اُس نے اس کو میرے مرنے کے بعد اذیّت دی؟"

دونوں نے کہا، ہاں خدا کی قسم، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُنا ہے۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا، بس اب میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں اور جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ سب گواہ رہیں کہ ان دونوں نے مجھ کو اذیّت دی ہے میری زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی۔ خدا کی قسم، میں تم دونوں سے مطلق بات نہ کروں گی، یہاں تک کہ اپنے رب کے پاس پہونچ جاؤں اور اُس کی بارگاہ میں تمھاری شکایت کروں۔

یہ سُن کر ابوبکر نے آہ و واویلا کرنا شروع کردیا اور کہا، اے کاش، میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا کہ میں یہ دن دیکھتا۔)

عمر نے کہا، لوگوں پر تعجب ہے کہ اُنھوں نے تم کو کیسے اپنے امور کا والی بنا دیا درآنحالیکہ تم بہت بوڑھے ہوگئے ہو اور ایک عورت کی ناراضگی پر جزع و فزع کرتے ہو اور اس کی رضامندی کے خواستگار ہو، اگر ایک عورت ناراض بھی رہے گی تو اس میں کونسا حرج ہے۔

یہ کہہ کر دونوں کھڑے ہوگئے اور گھر سے باہر نکل گئے۔

اس کے بعد جب جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کو اُن کی وفات کی خبر منجانب اللہ دی گئی تو آپ نے اُمِ ایمن کو اپنے پاس بلایا۔

اُمِّ ایمن، ان عورتوں میں سے تھیں جن پر حضرت فاطمہؑ زہرا کو بڑا اعتماد تھا۔ آپ نے اُمِ ایمن سے فرمایا، اے اُمِ ایمن! مجھ کو میری وفات کی خبر دی گئی ہے لہٰذا علیؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ۔

جب حضرت علی علیہ السلام اُن کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے کہا: اے ابنِ عمِ رسولؐ! میں آپ سے چند باتوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ انھیں خوب یاد رکھیں

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، جو چاہو وصیّت کرو۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے کہا، میرے بعد فلاں عورت سے عقد کریں، اس لیے کہ وہ میرے بچّوں کی میری ہی طرح پرورش کرے گی اور میرے لیے ایسا تابوت تیار کریں جس کی شکل ملائکہ نے مجھ کو دکھا دی ہے۔ اور جب میرا انتقال ہو تو دن یا رات کے جس حصّے میں بھی ہو، میرا جنازہ فوراً ہی اُٹھائیں تاخیر نہ کریں لیکن اس کا لحاظ رکھیں کہ دشمنوں میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں شریک نہ ہونے پائے اور نہ میری نمازِ جنازہ پڑھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے وعدہ فرمالیا کہ آپ کی تمام وصیّتوں پر عمل کیا جائے گا۔

پس جس وقت جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات ہوئی تو وہ رات کا وقت تھا لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی وصیّت کے مطابق اُسی وقت آپ کا جنازہ اُٹھانے کی تیاری کی۔ جب غسل وکفن سے فراغت پائی تو آپ نے جنازہ مکان سے باہر نکالا اور کھجوروں کی شاخیں روشن کرکے جنازے کے آگے آگے چلے۔ پھر آپ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی اور رات ہی کو دفن کیا۔

جب صبح ہوئی تو ابوبکر وعمر جناب فاطمہؑ کا حال معلوم کرنے کے لیے دوبارہ چلے۔ راستے میں ایک مردِ قریشی سے ملاقات ہوئی۔

ان دونوں نے اُس سے پوچھا، تم کہاں سے آرہے ہو؟

اُس نے جواب دیا، علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو فاطمہؑ کی تعزیت دینے گیا تھا۔

اُن دونوں نے کہا، کیا فاطمہؑ کا انتقال ہوگیا؟

اُس نے کہا، ہاں، وہ رات ہی کے وقت دفن بھی کردی گئیں۔

یہ سُن کر اُن دونوں نے بہت جزع وفزع کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے آکر ملے اور کہا: خدا کی قسم، تم نے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے میں کوئی کمی نہ اُٹھا رکھی، یہ اس وجہ سے کہ تمھارے سینے میں ہماری طرف سے کینہ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے جس طرح تم نے رسول اللہ کے غسل وکفن میں ہمیں شریک نہ کیا، اور جس طرح اپنے فرزند حسنؑ کو تم نے سکھایا تھا کہ اُنھوں نے ابوبکر سے کہا، کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، اگر میں قسم کھا کر کچھ کہوں تو کیا تم کو میری قسم پر اعتماد ہوگا؟
اُنھوں نے کہا، کیوں نہیں۔
حضرت علی علیہ السلام اُن دونوں کو مسجد میں لے کر آئے اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وصیت فرمائی تھی کہ غسل کے وقت اُن کے جسم کے حصّوں (اعضاء) کو سوائے اُن کے ابنِ عم کے کوئی اور نہ دیکھے۔ اس لیے میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ اُن کو کروٹ دلاتے تھے اور فضل بن عباس پانی دیتے جاتے تھے، درآنحالیکہ وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے میں نے جب ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کے جسدِ مبارک سے پیراہن جُدا کروں تو زور سے ایک آواز آئی (میں نے آواز دینے والے کی صورت نہیں دیکھی) کہ رسول اللہؐ کا پیراہن نہ اُتارو، یہ آواز کئی مرتبہ آئی چنانچہ میں نے پیراہن نہیں اُتارا۔ اور پیراہن کے اندر سے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پھر آپؐ کو کفن پہنایا پیراہن کفن پہنانے کے بعد جسدِ مبارک سے جُدا کیا۔
اب رہا میرے فرزند حسنؑ کا معاملہ، تو یہ تم بھی جانتے ہو اور تمام اہلِ مدینہ بھی جانتے ہیں کہ وہ نمازِ جماعت میں مسجد میں داخل ہوتے اور نمازیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے محرابِ مسجد میں پہونچ جاتے اور جس وقت پیغمبر اکرمؐ سجدے کی حالت میں ہوتے تھے تو وہ آپؐ کی پشتِ مبارک پر بیٹھ جاتے تھے، اور آنحضرتؐ اس طرح سجدے سے سرِ اقدس اُٹھاتے تھے کہ آپؐ کا ایک ہاتھ حسنؑ کی پشت پر ہوتا تھا اور دوسرا ہاتھ اپنے زانو پر۔ اس طرح آپؐ نماز کو تمام کرتے تھے۔
اُن دونوں نے کہا، ہاں، ہم کو بھی یہ معلوم ہے۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، پھر تم دونوں کو یہ بھی معلوم ہے اور تمام اہلِ مدینہ کو بھی علم ہے کہ حسنؑ دوڑتے ہوئے نبیِ اکرمؐ کے پاس جاتے تھے اور جا کر کاندھے پر سوار ہو جاتے تھے اور اُن کے پاؤں رسول اللہؐ کے سینۂ اقدس پر اس طرح لٹکتے ہوئے ہوتے کہ اُن پہونچوں (پیروں کے ٹخنوں) کی چمک مسجد کے آخری حصّے سے دکھائی دیتی تھی۔
نیز جب رسول اللہؐ خطبہ دیتے ہوتے تو حسنؑ آپؐ کے کاندھے پر چڑھے رہتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ خطبے سے فارغ ہو جاتے تھے۔
لہٰذا جب اُس بچّے نے یہ دیکھا کہ ایک اجنبی شخص اُس کے جد کے منبر پر ہے تو اُس کو یہ بات شاق ہوئی اور اُس بے ساختہ یہ کہہ دیا کہ میرے بابا کے منبر سے اُتر آؤ۔ خدا کی قسم، نہ میں نے حسنؑ کو اس بات کا حکم دیا تھا اور نہ اُس نے میرے کہنے سے یہ کہا تھا۔
اب رہی بات فاطمہؑ زہراؑ کی، تو، تم نے دیکھا کہ میں نے اُن سے تم دونوں کے ملنے کے لیے اجازت لی تھی، پھر جو کچھ اُنھوں نے تم لوگوں سے گفتگو کی تھی وہ بھی تمھیں معلوم ہے۔ خدا کی قسم،

اُنھوں نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ تم دونوں اُن کے جنازے پر حاضر نہ ہو، لہٰذا میں نے اُن کی وصیت پر عمل کیا، اُن کی مخالفت کیسے کر سکتا تھا۔

عمر نے کہا، یہ عذر تراشیاں چھوڑ دو، میں ابھی قبرستان میں جا کر فاطمہؑ کی قبر کو کھود دوں گا اور اُن کی نمازِ میت پڑھوں گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے، اور اگر تم نے یہ ارادہ کیا تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمھارا یہ سر جس میں تمھاری دونوں آنکھیں چمک رہی ہیں تمھارے تن سے جُدا کر دوں گا، اور میرے اور تمھارے درمیان صرف شمشیر ہی فیصلہ کرے گی۔

جب ان دونوں میں کافی سخت کلامی ہونے لگی اور جھگڑا بڑھا تو مہاجرین و انصار جمع ہو گئے، اور انھوں نے کہا: خدا کی قسم ہم اس کو برداشت نہ کریں گے کہ کوئی شخص ابن عمِ رسول، اُن کے بھائی اور اُن کے وصی سے اسی طرح کی سخت کلامی کرے۔

اس کے بعد اُن لوگوں نے اِن دونوں کو جُدا کر دیا اور فتنہ برپا ہوتے ہوتے رہ گیا۔

(علل الشرائع)

(۱۹) حضرت عباسؑ ابنِ عبد المطّلب کی رائے فاطمہؑ کا جنازہ شان سے اُٹھایا جائے

عمّار یاسر سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہؑ زہرا اُس مرض میں مبتلا ہوئیں جس میں اُن کی وفات ہوئی اور مرض نے شدّت اختیار کی تو عباس بن عبد المطّلب عمِ رسول اللہ، جناب فاطمہؑ کی عیادت کے لیے آئے، تو اُن سے کہا گیا کہ فاطمہؑ زہرا کی حالت زیادہ خراب ہے وہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتیں۔

یہ سُن کر وہ اپنے گھر پلٹ گئے اور کسی شخص کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام سے یہ کہلایا کہ اے میرے بھائی کے فرزند تمھارا چچا تمھیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ فاطمہؑ کا حال سن کر میرا بُرا حال ہے کہ میں بھی مر جاؤں (اس سے قبل کہ فاطمہؑ ہم جدا ہوں) کیونکہ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں گی۔ پس اگر خدانخواستہ یہ بات ہو جائے تو میں تم پر قربان، مجھے اس کا موقع دینا کہ میں تمام مہاجرین اور انصار کو اکٹھا کروں، تاکہ اُن سب کو اُن کے جنازے پر نماز پڑھنے کا ثواب میسّر آئے اور اس میں دینی شان و شوکت بھی ہو۔

عمّار کا بیان ہے کہ جس وقت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو یہ پیغام ملا، تو میں آپؑ کے پاس موجود تھا۔ آپؑ نے جناب عباسؑ کے پیغامبر سے کہا، کہ جا کر میرے چچا جان کو میرا سلام پہونچانا

اور کہنا کہ خدا مجھ کو آپ کی شفقت و محبت سے ہمیشہ سرفراز فرماتا رہے، آپ کی صائب رائے کا علم ہوا۔ فاطمہؑ زہرا مظلومہ ہیں انھیں اپنے حق اور میراث سے محروم کر دیا گیا ہے، ان کے بارے میں جو وصیّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی تھی پوری نہیں کی گئی اور نہ خدا اور رسولؐ کے حق کا اُن کے بارے میں کوئی لحاظ کیا گیا اور اللہ از روئے حاکم کافی ہے اور ظالمین سے انتقام لینے والا ہے۔

میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ نے جو مشورہ دیا ہے اس پر عمل کرنے کے لیے مجھے مجبور نہ کریں کیونکہ فاطمہؑ زہرا نے وصیّت کی ہے کہ اُن کی وفات کو پوشیدہ رکھا جائے۔

جب جناب عباس کو یہ پیغام ملا تو اُنھوں نے کہا، کہ میرے بھتیجے کی اللہ مغفرت فرمائے اور وہ یوں بھی مغفور ہی ہے، اس کی رائے پر میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا، اس لیے کہ عبدالمطّلب کی اولاد میں رسول اللہ کے بعد کوئی فرزند میرے بھتیجے علیؑ سے زیادہ بابرکت پیدا نہیں ہوا ہمیشہ ہر بزرگی و شرف کی طرف سب سے پہلے اس نے ہی سبقت کی، وہ ہر فضیلت میں سب سے زیادہ ہے اور علم میں بھی سب پر فائق، اور ہر مصیبت و پریشانی میں سب سے زیادہ جہاد کرنے والا ہے۔ یہ وہی ہے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا تھا (جس نے سب سے پہلے خدا و رسولؐ کی حقانیت کی تصدیق کی۔) (امالی شیخ مفیدؒ)

۲۰ — جناب فاطمہؑ کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کا شرف

کتاب "خصال" صدوقؒ میں حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ سات آدمیوں کے لیے زمین خلق کی گئی اور اُن ہی کی وجہ سے سب کو رزق ملتا ہے، بارش ہوتی ہے، اُن ہی کی وجہ سے دنیا میں بصیرت باقی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

ابوذر، سلمان، مقداد، عمّار، حذیفہ، عبداللہ ابن مسعود اور میں اِن کا امام ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کو فاطمہؑ زہرا کے جنازے پر نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

- رجال کشی میں بھی حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کی اپنے پدرِ بزرگوار سے اور اپنے جدِ نامدار علیہم السّلام سے بھی یہی روایت مرقوم ہے۔ (رجال الکشی)

۲۱ — تاریخِ وفات اور تجہیز و تکفین

ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ کی وفات ۲۰ رجمادی الآخر کو ہوئی اور روزِ وفات آپ کی عمر پوری اٹھارہ سال تھی جس میں سے

پچاسی [۸۵] دن وفاتِ رسولؐ کے بعد کے ہیں۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کو غسل وکفن دیا۔ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ و جناب زینبؑ و ام کلثومؑ اور فضہؒ و اسماء بنتِ عمیس کے علاوہ کوئی اور آپ کے جنازے پر حاضر نہیں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام آپ کا جنازہ رات کے وقت جنت البقیع لے گئے اُس وقت آپ کے جنازے کے ساتھ صرف حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تھے اِن ہی حضرات نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی، اُس وقت بھی آپ کے جنازے کی نماز اور دفن میں کوئی شریک نہیں ہوسکا، اور نہ کسی کو آپ کے انتقال کی خبر ملی۔ (دلائل الامامت طبری)

• عاصمی نے اپنے اسناد کے ساتھ محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیھا کی وفات ۳ رماہ رمضان کو ہوئی اور اُس وقت آپ کا سن تقریباً اُنتیس [۲۹] سال کا تھا۔

• ابوعبداللہ بدمندہ اصفہانی نے اپنی کتاب "المعرفت" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کا عقد، حضرت فاطمہؑ زہرا سے مدینہ میں ہجرت رسولؐ کے بعد ہوا اور عقد کے ایک سال بعد رخصتی عمل میں آئی۔ آپ کے بطن سے امام حسنؑ امام حسینؑ اور محسنؑ و ام کلثومؑ صغریٰ و زینبؑ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

(۲۲) — آپکی وفات اور عمر کے بارے میں مختلف روایات

محمد بن اسحاق نے تحریر کیا ہے کہ وقتِ وفات جناب فاطمہؑ زہرا کی عمر اٹھائیس [۲۸] سال تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ۲۷ سال تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ولادت میلادِ نبوی سے اکتالیسویں [۴۱] سال کی ابتداء میں ہوئی اِس حساب سے آپ کی عمر ۲۳ سال ہوتی ہے لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ آپ کی عمر انتیس [۲۹] سال یا تیس سال تھی۔

• علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ دنوں بعد ہوئی لیکن مدت میں اختلاف ہے لوگ زیادہ سے زیادہ مدت آٹھ ماہ اور کم سے کم چالیس [۴۰] روز بیان کرتے ہیں، جو روایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے وہ زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ اس میں ہے کہ آپ کی وفات، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تین مہینہ کے بعد ہوئی۔

• مصباحِ کفعمی میں اور مصباح الزائر میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات ۳ رجمادی الثانی سنہ ۱۱ھ

کو ہوئی۔

• مصباح الزائر میں ہے کہ ابنِ عباس کے قول کے بموجب حضرت فاطمہؑ زہرا کی وفات اور مدّتِ عمر کے متعلّق جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اُن سب کی تطبیق ممکن نہیں ہے اور نہ ہی تاریخہائے وفات اور اس خبرِ صحیح کے درمیان تطبیق ممکن ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد پچھتّر دن زندہ رہیں کیونکہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ۲۸ صفر مانی جائے تو اِس بِناء پر جناب فاطمہؑ زہرا کی وفات جمادی الاولیٰ کے درمیانی تاریخوں میں قرار پاتی ہے۔ اور اگر وفاتِ رسولؐ کے متعلّق ۱۲ ربیع الاول کا قول اختیار کیا جائے، جس کی عام مسلمان روایت کرتے ہیں، تو آپ کی وفات جمادی الثانی کی آخری تاریخوں میں ماننی پڑتی ہے۔

ابوالفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے جو روایت کی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے تین ماہ کے بعد تک زندہ رہیں۔ اس کی تطبیق بقول ۳ جمادی الثانی کے ساتھ ممکن ہے۔ بایں معنی کہ تین ماہ سے صرف چند روز بڑھے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے کہ اس کا شمار کیا گیا ہو اور اس کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو طبری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

(۲۳) وقتِ وفات آپ کے سن میں اختلاف

سید الحفاظ ابو منصور دیلمی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن، ہشّام بن عبدالملک کے پاس گئے، وہاں کلبی بھی موجود تھا، ہشّام نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا: اے ابو محمد! فاطمہؑ زہرا کی عمر (وفات کے وقت) کتنی تھی؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا تیس[۳۰] سال۔

پھر اُس نے کلبی سے پوچھا، تم کیا کہتے ہو؟

کلبی نے کہا، پینتیس[۳۵] سال۔

ہشّام نے عبداللہ بن حسن سے کہا، سنتے ہو کلبی کیا کہتا ہے؟

عبداللہ بن حسن نے جواب دیا مجھ سے میری ماں کے متعلّق پوچھو اور کلبی سے اُس کی ماں کے متعلّق۔ اس کو اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے اور مجھے اپنی ماں کی عمر کا زیادہ علم ہے۔

(۲۴) اپنا سارا مال تصدّق کرنے کی وصیت

دلائلِ طبری میں مرقوم ہے

کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے اور انھوں نے حضرت فاطمہؑ زہرا کے متعلق روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے وصیّت کی کہ ازواجِ نبیؐ میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ اور زنانِ بنی ہاشم میں سے بھی ہر ایک کو اتنا ہی دیا جائے۔ پھر امامہ بنتِ ابوالعاص کو بھی اس میں سے کچھ دیدیا جائے۔ (دلائلِ طبری)

• دوسری اسناد کے ساتھ عبداللہ بن حسن نے زید بن علی سے روایت کی ہے کہ:
حضرت فاطمہؑ زہرا نے اپنا تمام مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو تصدّق کرنے کی وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے اس میں غیر افراد کو بھی شامل کر لیا۔

(۲۵) تحریری وصیّت نامہ

"یہ وصیّت نامہ ہے فاطمہؑ زہرا بنتِ رسولؐ اللہ کا: سب سے پہلے میں گواہی دیتی ہوں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ جنّت وجہنّم حق ہے۔ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ اہلِ قبور کو دوبارہ زندہ کرے گا۔"

"اے علیؑ! میں فاطمہؑ بنت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں جس کی شادی اللہ تعالیٰ نے تمھارے ساتھ کی تھی تاکہ دنیا و آخرت میں تمھاری زوجہ ہوں اور تم دوسروں کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ اولیٰ ہو۔ لہٰذا تم ہی رات کے وقت مجھے غسل وکفن وحنوط کرنا اور کسی کو خبر نہ دینا۔ میں تم کو خدا کے حوالے کرتی ہوں، میرے بچوں سے میرا سلام کہنا، اب قیامت ہی میں ملاقات ہوگی۔"

جب رات ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے حسب وصیّت فاطمہؑ کو غسل دیا اس کے بعد امام حسنؑ سے کہا جاؤ ابوذر کو بلا لاؤ جب وہ آئے تو دونوں نے فاطمہؑ زہرا کو اس جگہ لٹایا، جہاں آپ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی، بعد ازاں دو رکعت نماز اور پڑھی، نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر یہ کہا:

"خدایا، یہ تیرے نبیؐ کی دختر فاطمہؑ زہرا ہے جس کو تو نے ظلمات سے نور کی طرف نکالا اور اس نے اپنے نور سے زمین کو روشن کر دیا۔"

پھر آپ جناب فاطمہؑ زہرا کا جنازہ لیکر بقیع پہونچے تو آواز آئی کہ ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ، کیونکہ فاطمہؑ کی خاک یہیں سے اُٹھائی گئی تھی۔

چنانچہ بقیع کے جس گوشے سے آواز آئی تھی حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ زہرا کے جنازے کو اسی طرف لے گئے تو آپؑ نے دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے۔ لہٰذا تابوت اُس قبر کے پاس رکھ دیا گیا، دفن کے بعد آپؑ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور فرمایا:

"اے زمین! میں اپنی امانت تیرے سپرد کرتا ہوں، یہ بنتِ رسولؐ ہیں، ذرا خیال رہے۔"

کسی نے غیب سے جواب دیا۔ یا علی! میں فاطمہؑ پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ لہٰذا اطمینان سے پلٹ جاؤ۔

یہ سُن کر حضرت علی علیہ السلام نے اس قبر کو زمین کے بالکل برابر کر دیا اور ہمیشہ کے لیے نشانِ قبر محو کر دیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ قبر کہاں ہے۔؟ (کتاب مناقب قدیم)

(۲۶) جنابِ فاطمہؑ کی وفات پر حضرت علیؑ کا مرثیہ

پھر جب جناب فاطمہؑ زہرا نے وفات پائی تو حضرت علی علیہ السلام نے یہ مرثیہ کہا: لکل اجتماع من خليلين فرقة ... الخ

یعنی: جب کبھی دو دوست جمع ہوتے ہیں تو اُن کو جُدا بھی ہونا پڑتا ہے۔

• حاکم نے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ زہرا نے رحلت کی تو حضرت علیؑ نے یہ مرثیہ پڑھا:

ترجمہ: میری جان آہوں کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے کاش وہ بھی آہوں کے ساتھ ہی نکل جاتی (اے فاطمہؑ زہرا) تمھارے بعد جینے میں کوئی لطف نہیں ہے۔ روتا اس لیے ہوں کہ کہیں میری مدتِ حیات طویل نہ ہو جائے۔

(۲۷) وفاتِ جنابِ فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا پر حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا مرثیہ

: وہ دیوان جو حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اُس میں مرقوم ہے کہ آپؑ نے حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد یہ اشعار پڑھے:

ترجمۂ اشعار: (۱) ارے کیا زندگی کو طویل کرنے کی کوئی سبیل ہے، مگر یہ کہاں ممکن ہے جبکہ موت

ٹل نہیں سکتی۔

(۲) مجھے اگرچہ موت کا پورا یقین ہے کہ آکر رہے گی مگر اس کے باوجود میری آرزوؤں اور تمنّاؤں کی رسّی بہت دراز ہے۔

(۳) زمانہ دن رات رنگ بدلتا رہتا ہے اور اسی کے درمیان لوگوں کی روح بھی پرواز کرتی رہتی ہے

(۴) حق کی منزل تک لوگوں کی بازگشت یقینی ہے اور ہر شخص کو اسی راستے پر جانا ہے۔

(۵) میں نے عزّت کے دنوں میں موت کے ذکر کو کاٹ دیا، حالانکہ ہر صاحبِ عزّت موت کی منزل پر پہونچ کر ذلیل و سرنگوں ہو جاتا ہے۔

(۶) میں خود کو دنیا کی طرح طرح کی علّتوں کا شکار پاتا ہوں اور واقعتًا دنیا میں رہنے والا ہر شخص مرتے دم تک طرح طرح کی علّتوں میں گرفتار رہتا ہے۔

(۷) میں اپنے محبوب سے ملنے کا بیحد مشتاق ہوں، مگر کیا اُس تک پہونچنے کی کوئی سبیل ہے؟

(۸) مکان کے اعتبار سے میں اُس سے بہت دور ہوں اور مجھ سے پہلے اس جدائی کیوجہ سے اور بھی اچھے اچھے لوگ مر چکے ہیں۔

(۹) جدائی کی مَثل جو ایک کہنے والے نے کہی ہے، میں اس مَثل کو اپنی زبان سے بیان کرتا ہوں

(۱۰) جب بھی دو دوست ملیں گے اُن میں بالآخر جدائی ہو جائے گی۔ جُدائی ایسی کٹھن شے ہے کہ اس کے مقابلے میں ہر شے آسان ہے۔

(۱۱) میرا فاطمہؑ زہرا کو کھو دینا، رسول اللہؐ کی وفات کے بعد اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست باقی نہیں رہتا۔

(۱۲) ان دونوں کی جُدائی کے بعد اب دنیا میں کس طرح زندگی کے دن گذاروں، تمھاری جان کی قسم اس کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

(۱۳) میرے مرنے کے بعد جلد ہی میری یاد بھی لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے گی اور میرے دوست کے دل میں میری جگہ دوسرا آجائے گا۔

(۱۴) نہ وہ دوست سچّا ہے جو دوستی کا حق ادا کرتے کرتے تھک جائے اور نہ وہ سچّا دوست ہے جو میرے غائب ہونے کے بعد میرا بدل اختیار کرے۔

(۱۵) حقیقی دوست وہ ہے جس کی محبّت ہمیشہ برقرار رہے جو میرے رازوں کی حفاظت کرے اور میرے معاملات میں میرا ہاتھ بٹائے۔

(۱۶) جس دن دنیا سے میری زندگی کا رشتہ ٹوٹ جائے گا تو اس پر رونے والیاں جتنا بھی روئیں کم ہے۔

(۱۷) انسان یہ چاہتا ہے کہ میرا دوست نہ مرے حالانکہ اس کی تمنّا کے بر آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔

(۱۸) دنیا کے مال کا ضائع ہو جانا اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں ہے جتنا با عزّت لوگوں کی موت سے نقصان ہوتا ہے۔

(۱۹) یہی وجہ ہے کہ فرشِ خواب سے میرا پہلو کبھی مَس نہیں ہوتا، اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ دل میں فراق کی آگ سلگ رہی ہے۔

نیز حضرت فاطمہ زہرا کی وفات پر آپ نے یہ بھی اشعار کہے:۔

(۱) میرا محبوب وہ ہے کہ جس کی جگہ کوئی محبوب نہیں لے سکتا اور میرے دل میں اُس کے سوا کسی اور کی جگہ نہیں۔

(۲) میرا محبوب اگرچہ میری آنکھوں سے جسمانی طور پر دور ہو گیا ہے لیکن میرے دل سے وہ ہرگز دور نہیں ہو گا۔

نیز آپؑ نے یہ اشعار بھی جناب فاطمہ زہرا کی رحلت کے بعد اُن سے خطاب کر کے کہے ہیں:

(۱) مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں قبرستان میں کھڑا ہوا اپنے دوست کی قبر کو سلام کرتا ہوں مگر مجھ کو کوئی جواب نہیں ملتا۔

(۲) اے دوست! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ میرے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ کیا تم نے آدابِ دوستی کو بھلا دیا ہے۔

پھر آپ نے خود ہی اس دوست کی طرف سے کہا:

(۱) اس دوست نے جواب دیا کہ میں تم کو کیونکر جواب دوں جبکہ میں پتھروں اور خاک کے ڈھیر کے تلے دبا ہوا ہوں۔

(۲) میرا حسن و جمال تو اس مٹی نے کھا لیا، اس لیے میں نے بھی تم کو بھلا دیا، میں اب اپنے دوستوں اور عزیزوں سے چھپا دیا گیا ہوں۔

(۳) اب میرا سلامِ آخر قبول کرو، اب ہماری اور تمھاری محبت کے رشتے ٹوٹ چکے ہیں۔

مگر شرح دیوانِ جناب امیر المومنین میں یہ روایت مرقوم ہے کہ یہ آخری تین اشعار ہاتف سے سنے گئے تھے۔ (دیوان منسوب بہ امیر المومنینؑ)

(۲۸) وفات سے قبل آپکی دُعا

کتاب مصباح الانوار میں حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ

بعدِ وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا صرف ساٹھ دن زندہ رہیں۔ اس کے بعد آپ کا مرض شدّت اختیار کر گیا۔ آپ اس عرصہ میں جو دعا اور شکایت اپنے معبود سے کرتی تھیں وہ یہ ہے:

ترجمہ: "اے حیّ و اے قیّوم! میں تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دیکر فریاد کرتی ہوں کہ تو میری فریاد رسی فرما، مجھے آتشِ جہنم سے نجات دے، مجھے جنّت میں پہونچا دے اور مجھ کو میرے بابا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دے۔"

جناب فاطمہؑ زہرا کی یہ دعا سن کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے فاطمہؑ! پریشان نہ ہو، اللہ تمھیں صحت و عافیت دے گا، ابھی اللہ تمھیں باقی رکھے گا۔

آپ فرماتی تھیں کہ اے ابوالحسن! میں بہت جلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہونچنا چاہتی ہوں

پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آپ نے وصیت کی کہ میرے بعد صدقہ دیا جائے اور گھر کا سامان صدقے میں دیا جائے۔ نیز یہ وصیّت بھی کی کہ آپ میرے بعد امامہ سے عقد کریں، وہ میرے بچّوں کو بہت چاہتی ہے۔

الغرض رحلت کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُن کو شب میں دفن کیا۔

• ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جنابِ فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے پدرِ گرامی سے ان مظالم کی شکایت کی جو لوگوں نے مجھ پر آپؐ کی وفات کے بعد کیے تھے۔

تو میرے بابا نے فرمایا، بیٹی! تمھارے لیے آخرت میں وہ ہے جو متّقین کے لیے وہاں فراہم ہے اور تم عنقریب میرے پاس آنے والی ہو۔

حضرت جعفر بن محمدؑ علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ:

جب جناب فاطمہؑ زہرا کا وقتِ وفات قریب آیا، تو آپ رونے لگیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا، سیدہ! کیوں روتی ہے؟

انھوں نے کہا، میں یہ خیال کر کے رو رہی ہوں کہ میرے بعد آپ کو کیا مصائب برداشت کرنے پڑیں گے حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نہ روؤ، اللہ کی راہ میں یہ تمام مصائب میری نظر میں ہیچ ہیں۔

پھر آپ نے وصیت کی کہ میرے جنازے پر شیخین کو آنے کی اجازت نہ دیجیے گا

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ ❁

۸

○ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کی نظر میں
جنابِ فاطمہؑ زہرا کا مرتبہ و عظمت ○

① خاتونِ جنّت کا میدانِ حشر اور جنّت میں استقبال

سلیمان بن محمد نے عن فلاں عن فلاں کر کے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب فاطمہؑ زہرا محزون و مغموم ہیں۔

آپؐ نے پوچھا بیٹی رنجیدگی کا کیا سبب ہے؟

اُنھوں نے عرض کیا، باباجان، آپؐ نے (ایک بار) روزِ محشر کا ذکر کیا تھا کہ اُس روز لوگ برہنہ محشور ہوں گے

آپؐ نے فرمایا، بیٹی وہ ایک عظیم دن ہوگا، مگر جبریلِ امین نے اللہ کی جانب سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ بروزِ قیامت سب سے پہلے جس کے لیے زمین شگافتہ ہوگی، وہ میں ہوں گا اس کے بعد میرے جد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، پھر تمھارے شوہر علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبریلِ امین کو ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل فرمائے گا وہ تمھاری قبر پر سات خیمے نصب کریں گے۔ پھر اسرافیل جنّت سے نور کے تین حلّے لیکر آئیں گے اور تمھارے سرہانے کھڑے ہو جائیں گے اور جبریلِ امین آواز دیں گے۔ اے فاطمہؑ بنتِ محمدؐ محشر میں چلنے کے لیے اُٹھیے۔

اُس وقت تم اطمینان سے اُٹھو گی، تم برہنہ نہ ہوگی۔ تب اسرافیل تم کو وہ نوری حلّے دیں گے، تم اُن کو پہنو گی۔

پھر روقائیل نامی ایک فرشتہ نور کا ناقہ لیکر حاضر ہوگا جس کی مہار تازہ موتیوں کی ہوگی جس میں سونے کی ڈوری ہوگی، تم اس پر سوار ہوگی۔ روقائیل اس کی مہار لیکر چلیں گے تمھارے آگے آگے ستّر ہزار فرشتے ہوں گے، اُن کے ہاتھوں میں تسبیح کے عَلم ہوں گے۔ جب تمھاری سواری آگے بڑھے گی تو ستّر ہزار حورانِ جنّت تمھارے استقبال کے لیے آئیں گی۔ جو بجید مسرور ہوں گی

ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی ایک انگیٹھی ہو گی جس سے بغیر کسی آگ کے عود کی خوشبو پھیل رہی ہو گی
اُن حوروں کے سروں پر سبز زبرجد کے تاج ہوں گے۔ یہ حوریں تمھارے داہنے جانب چلیں گی
تم کچھ آگے بڑھو گی تو مریمؑ بنتِ عمران تمھارے استقبال کو آئیں گی، اُن کے ساتھ بھی وہی سامان
ہو گا جو تمھارے ساتھ ہو گا۔ وہ تم کو سلام کریں گی اور مع اپنے خدم وحشم کے تمھارے بائیں جانب
تمھارے ساتھ ساتھ چلیں گی۔

اس کے بعد تمھاری مادرِ گرامی خدیجہ بنت خویلد تمھارے استقبال کو آئیں گی جو تمام
عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں۔ اُن کے ہمراہ بھی ستر ہزار ملک ہوں گے
جو اپنے ہاتھوں میں تکبیر کے عَلم لیے ہوئے ہوں گے۔ جب تم اس مجمع کے پاس پہونچو گی تو ایک حورا
تمھارے استقبال کو آئے گی، اُس کے ساتھ ساٹھ ہزار حوریں ہوں گی اور اس کے ساتھ آسیہ بنتِ
مزاحم بھی ہوں گی۔ پھر یہ سب مع اپنے ساتھ کی تمام حوروں وغیرہ کے تمھارے ہمراہ چل کر اہلِ محشر کے
درمیان آئیں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو ایک ہی میدان میں اس طرح محشور کرے گا کہ ان سب
کے قدم برابر ہوں گے۔

اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا اور اُس کی ندا کو تمام اہلِ محشر
سُنیں گے۔ "اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ اور ان کے ہمراہ عورتیں بھی
گذر جائیں۔" پس اے بیٹی! اُس دن کوئی شخص تمھاری طرف نہیں دیکھ سکے گا سوائے حضرت
ابراہیم خلیل اللہ سلام اللہ علیہ اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کے۔ پھر حضرت آدمؑ حواؑ کو طلب کریں گے تو
وہ ان کو تمھاری والدہ خدیجہؑ کے ساتھ پائیں گے جو تمھارے آگے ہوں گی۔

اس کے بعد تمھارے لیے ایک نور کا منبر نصب کیا جائے گا جس کے سات زینے
ہوں گے، ایک زینے سے دوسرے زینے کے درمیان ملائکہ کی صفیں ہوں گی ان کے ہاتھ میں
نور کے عَلم ہوں گے حورانِ جنت اُس منبر کے داہنے اور بائیں حلقہ کیے ہوں گی۔ تمھارے منبر کے بائیں
جانب قریب ترین عورتیں حضرت حواؑ، اور حضرت آسیہ ہوں گی۔ جب تم اس منبر کے سب سے بلند
زینے پر پہونچو گی تو تمھارے پاس جبرئیلِ امین آ کر عرض کریں گے: اے فاطمہؑ! آپ اپنی حاجت
بیان فرمائیں کیا چاہتی ہیں؟

تم کہو گی: پروردگارا! تو مجھے میرے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کو دکھا دے۔

پس وہ دونوں تمھارے پاس اس حالت میں آئیں گے کہ حسینؑ کی کٹی ہوئی گردن سے
خون جاری ہو گا اور اس سے آواز آئے گی: پروردگارا! تو آج میرا انتقام ان لوگوں سے لے جنھوں نے
مجھ پر ظلم کیا ہے۔

اس وقت ربِ جلیل غضب میں آئے گا، اس کے غضب کے باعث جہنم اور تمام ملائکہ غضب میں آجائیں گے اور جہنم سے ایک خوفناک آواز آئے گی اور اندر سے ایک فوج نکلے گی جو قاتلانِ حسینؑ اور ان کی اولادوں اور نسلوں وغیرہ کو چن چن کر پکڑے گی۔

وہ لوگ کہیں گے، پروردگارا! ہم تو قتلِ حسینؑ کے وقت موجود بھی نہ تھے (مگر اُن کا یہ عذر مسموع نہ ہوگا) اللہ تعالیٰ جہنم پر متعین فرشتوں کو حکم دے گا، دیکھو! ان میں جتنے نیلی آنکھوں اور سیاہ چہرے والے لوگ ہیں ان سب کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ پکڑ کر جہنم کے سب سے نچلے طبقے (درکِ اسفل) میں ڈال دو کیونکہ یہ حسینؑ کے دوستوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں اس دشمنی سے بڑھ گئے تھے جو ان کے آباء واجداد کو حسینؑ سے تھی اور انھوں نے حسینؑ کو قتل کیا تھا۔

پھر جبریل کہیں گے، اے فاطمہؑ! مزید جو حاجت ہو بیان کرو۔

تم کہوگی: پروردگارا! میرے شیعہ؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انھیں معاف کیا۔

تم کہوگی: پروردگارا! اور میرے بچوں کے دوستدار؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انھیں بھی معاف کیا۔

تم پھر کہوگی: پروردگارا! میرے دوستوں کے دوست؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فاطمہؑ! تم جنّت میں تو چلو، جو بھی تم سے متمسک رہا ہے وہ بھی تمھارے ہمراہ جنّت میں جائے گا۔

اُس وقت تمام خلائق حسرت سے کہے گی، کاش، ہم بھی فاطمہؑ کے دوستدار ہوتے پس تم جنّت کی طرف روانہ ہوجاؤگی اور تمھارے ساتھ تمھارے دوستدار، تمھارے بچوں کے دوستدار اور علیؑ ابن ابی طالبؑ امیرالمومنین کے دوستدار ہوں گے۔ یہ سب مطمئن ہونگے ان کی شرمگاہیں مستور و پوشیدہ ہوں گی، اُن سے ہر قسم کے رنج وغم دور ہونگے، دیگر تمام لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہوں گے، مگر انھیں کوئی خوف ہی نہ ہوگا۔ سب لوگ پیاسے ہوں مگر وہ پیاسے نہ ہونگے۔

جب تم دروازۂ جنّت پر پہونچوگی تو بارہ ہزار حوریں تمھارے استقبال کے لیے باہر نکلیں گی جنھوں نے تم سے پہلے یا بعد کسی کا استقبال نہ کیا ہوگا۔ اُن کے ہاتھوں میں نور کے حربے ہوں گے وہ نور کی سواریوں پر سوار ہوں گی جن پر زرد سونے کے اور سرخ یاقوت کے ہودج ہونگے ان کی مہاریں تازہ موتیوں کی ہوں گی، ہر سواری پر سُندس کا فرش ہوگا۔ جب تم جنّت میں داخل ہوگی تو اہلِ جنّت تمھیں مرحبا کہیں گے، تمھارے شیعوں کے لیے جواہرات کے خوان نور کے پایوں پر رکھے جائیں گے اور وہ ان خوانوں سے کھانے میں مشغول ہوجائیں گے جبکہ دوسرے لوگ ابھی میدانِ حشر

میں اپنا حساب کتاب دے رہے ہوں گے۔

اس کے بعد جب تمام اولیاء اللہ جنت میں اپنی اپنی جگہوں پر پہونچ جائیں گے تو حضرت آدمؑ اور ان کے بعد کے انبیا تمہاری زیارت کو آئیں گے۔

جنت کے بالکل وسط میں ایک ڈال کے دو موتی ہوں گے۔ ایک سفید ہو گا دوسرا زرد۔ ان دونوں موتیوں کے اندر بہت سے قصر اور گھر تراش کر بنائے ہوئے ہونگے ہر موتی کے اندر ستر ہزار گھر ہوں گے۔ سفید موتی میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے گھر ہیں اور زرد موتی میں حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کے گھر ہیں۔

فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا، بابا، میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وفات کا دن دیکھوں یا آپؐ کے بعد ایک دن بھی زندہ رہوں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیٹی! جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے بعد زندہ رہے گی مگر میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ پس ویلِ عظیم ہے اس کے لیے جو تجھ پر ظلم کرے اور کامران وکامیاب ہے وہ جو تیری نصرت اور مدد کرے۔

عطا کا بیان ہے کہ ابنِ عباس جب بھی اس حدیث کو بیان کرتے تو اس کے بعد اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ (سورۂ طور آیت ۲۱)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی ذریت نے ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو (جنت میں) ان سے ملحق کر دیں گے اور ان کے عمل کی جزا میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ہر شخص وہی پائے گا جو اُس نے کیا ہے۔ (تفسیر فرات)

۲ — خاتونِ جنت کا جنت میں داخلہ

ابو القاسم علوی حسنی نے عن فلاں عن فلاں کرکے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ بروزِ قیامت ایک منادی ندا کرے گا "یَا مَعْشَرَ الْخَلَائِق غُضُّوا اَبْصَارَكُم ... الخ اے گروہ خلائق اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ زہرا بنتِ محمدؐ مصطفٰے کی سواری یہاں سے گذر جائے۔

پس آپ ہی وہ پہلی ہستی ہوں گی، جن کو جنّت کی خلعت پہنائی جائیگی اور بارہ ہزار حورانِ جنّت آپ کے استقبال کے لیے جنّت سے آئیں گی۔ جنھوں نے اس سے قبل کسی کا استقبال نہ کیا ہوگا۔ جناب فاطمہؑ زہرا اور وہ حوریں ایسے ناقوں پر سوار ہوں گی جن کے پاؤں یاقوت کے اُن کی مہاریں موتیوں کی، اُن کی عماریاں گوہر آبدار کی ہوں گی ہر عماری میں سُندس کی توشک بچھی ہوئی ہوگی۔ یہ سب ناقوں پر صراط سے گذر کر جنّت میں پہونچیں گی تو اہلِ جنّت انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔

جنّت کے وسط میں کچھ سفید رنگ کے قصر ہوں گے کچھ زرد رنگ کے۔ یہ قصر ایک ڈال موتی کے تراشے ہوں گے۔ سفید قصروں میں ستّر ہزار گھر محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السّلام کے لیے ہوں گے اور زرد قصروں میں ستّر ہزار گھر حضرت ابراہیم وآلِ ابراہیم کے لیے ہوں گے جنّت میں پہونچ کر حضرت فاطمہؑ زہرا ایک نور کی کرسی پر بیٹھ جائیں گی اور باقی افراد آپ کے گرد حلقے میں بیٹھ جائیں گے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ زہرا کے پاس ایک مَلَک بھیجا جائے گا جو نہ اس سے قبل کسی کے پاس بھیجا گیا اور نہ اِس کے بعد کسی کے پاس بھیجا جائے گا۔ کہے گا کہ اے فاطمہ زہراؑ آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے اور آپ کو بعد تحفۂ درود وسلام کہلایا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ تم جو چاہو مانگو میں عطا کروں گا۔

جناب فاطمہؑ زہرا عرض کریں گی' اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کی نعمتیں عطا فرما دی ہیں اور اپنے کرم اور بزرگی سے مجھے نوازا ہے، اپنی جنّت میرے لیے مباح کردی ہے۔ میں اب اللہ تعالیٰ سے اپنی ذرّیت اور اُن کے دوستوں کے متعلّق سوال کرتی ہوں کہ اُن کو بھی جنّت میں داخل کردے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جناب فاطمہؑ کو اُن کی ذرّیت اور جس نے اُن کی ذرّیت کو (فاطمہؑ کی وجہ سے) دوست رکھا ہے اور جناب فاطمہؑ کی خاطر اُن کی حفاظت کی ہے (جنّت اور دیگر انعامات) عطا فرمائے گا۔

جناب فاطمہؑ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا دیکھ کر عرض کریں گی

"الحمد للہ الذی اذھب عنّا الحزن واقر بعینی" (حمد ہے اُس اللہ کی جس نے ہم سے حُزن کو دور فرمایا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔")

جعفر کا بیان ہے کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ جب ابنِ عباس اس حدیث کو یاد کرتے تو فوراً اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ • (سورہ طور آیت ۲۱) (تفسیر فرات)

(۳) ــــ اہلِ محشر کو آنکھیں بند کرنے کا حکم

سمعانی نے اپنے رسالے "قوامیہ" میں، زعفرانی نے فضائلِ صحابہ میں، الشنہی نے کتاب اعتقاد اہلِ سنت" میں، عکبری نے "ابانہ" میں، احمد نے کتاب "فضائل" میں اور ابنِ موذن نے اپنی کتاب "اربعین" میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ روزِ قیامت تمام لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اُس وقت پردے کے اندر سے ایک منادی ندا کرے گا: (آوازِ قدرت)

"ایھا الناس غضوا ابصارکم و نکسوا رؤسکم فانّ فاطمۃ بنت محمّد تجوز علی الصراط۔"

(اے لوگو! اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کی سواری پلِ صراط سے گذرنے والی ہے۔)

اور ابو ایوب کی روایت میں ہے کہ پھر فاطمہؑ زہرا کے ساتھ ستّر ہزار حور بھی بجلی کی طرح پلِ صراط سے گذر جائیں گے (مناقب ابن شہر آشوب)

• دیگر:

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں اکٹھا فرمائے گا پھر ایک منادی ندا کرے گا "سب اہلِ محشر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سروں کو جھکا لیں تاکہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ پلِ صراط سے گذر جائے۔"

آپ نے فرمایا، پس سب لوگ اپنی آنکھیں بند کر لیں گے اُس وقت فاطمہؑ زہرا جنّت کے ایک ناقے پر سوار ہو کر ستّر ہزار فرشتوں کے حلقے میں میدانِ حشر میں وارد ہوں گی اور ایک معزز مقام پر کھڑی ہو جائیں گی، پھر وہ اپنے ناقے سے اُتریں گی اور امام حسین علیہ السلام کا خون بھرا پیراہن ہاتھ میں لیکر یوں فریاد کریں گی:

"پروردگارا! یہ میرے بچے حسینؑ کا پیراہن ہے اور تجھے خود معلوم ہے کہ اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی، اے فاطمہؑ! میری مرضی تمہارے حوالے ہے (جو کہو گی وہی کیا جائے گا)

جناب فاطمہؑ زہرا عرض کریں گی، پروردگارا ! میں حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام چاہتی ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک شعلے کو حکم دے گا، وہ شعلہ جہنم سے نکل کر میدانِ حشر میں سے قاتلانِ حسینؑ کو اس طرح چگ لیگا (جس طرح کوئی کبوتر دانہ چگتا ہے) پھر وہ شعلہ ان لوگوں کو لے کر جہنم میں واپس پلٹ جائے گا، اور وہ لوگ وہاں پر طرح طرح کے اذیت ناک عذاب میں گرفتار کر دیے جائیں گے۔

اِس کے بعد جناب فاطمہؑ زہرا اپنے ناقے پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہونگی ملائکہ آپ کے ہمراہ ہوں گے فاطمہؑ کی ذریت ان کے آگے آگے ہوگی۔ ان کے چاہنے والے فاطمہؑ زہرا کے داہنے اور بائیں ساتھ ساتھ ہوں گے۔

④ حضرت امام حسینؑ کا میدانِ حشر میں آنا

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

" قیامت کے دن فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے ایک نور کا خیمہ نصب کیا جائے گا، اس کے بعد امام حسین علیہ السلام وہاں اس طرح آئیں گے کہ اپنا سرِ بُریدہ اپنے ہاتھوں پر لیے ہوں گے۔ ان کو اس حال میں دیکھ کر آپ ایک چیخ ماریں گی، جس کو سن کر کوئی مَلَکِ مقرّب، کوئی نبیٔ مرسل اور کوئی عبدِ مومن ایسا نہ ہوگا جو فاطمہؑ زہرا کے حالِ زار پر آنسو نہ بہائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بشکلِ انسان بھیجے گا جو امام حسینؑ کے قاتلوں سے جنگ کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جنھوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا تھا اور اُن کے خلاف سامانِ جنگ مہیا کیا تھا، یا لشکرِ اعداء میں کسی طرح بھی شرکت کی تھی، اُن سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا، پھر وہ شخص تمام اعدائِ حسینؑ کو ایک ایک کر کے قتل کر دے گا۔ اس کے بعد مقتولین کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اِس مرتبہ (امام حسینؑ کے پدرِ عالی قدر) علیؑ امیر المومنینؑ ان سب کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے اور ان سب کو امام حسنؑ قتل کریں گے۔ اس کے بعد پھر سب کو زندہ کیا جائے گا، اس دفعہ ان سب کو امام حسینؑ قتل کریں گے۔ اسی طرح وہ لوگ بار بار زندہ کیے جائیں گے اور ہماری ذرّیت میں سے کوئی ایسا نہ بچے گا جو اُن لوگوں کو قتل نہ کرے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ فاطمہؑ کے دل سے

غضب اور افسوس کو دور کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے، خدا کی قسم یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں مومن ہیں، کیونکہ ان لوگوں نے ایک عرصۂ طویل تک حزن وملال میں ہمارے ساتھ شرکت کی۔ (ثواب الاعمال)

• دیگر:

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن فاطمہ زہرا اپنی عزیز عورتوں کے حلقے میں میدانِ حشر میں آئیں گی تو اُن سے کہا جائیگا کہ اے بنتِ رسول! جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آپ عرض کریں گی، جب تک میں یہ نہ دیکھ لوں کہ میرے فرزند حسین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے، میں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی۔

خطاب ہوگا کہ میدانِ قیامت میں نظر کرو۔

جب آپ نظر کریں گی تو امام حسین کو اس طرح دیکھیں گی کہ ان کے جسم پر سر نہ ہوگا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر ایک چیخ ماریں گی اور مصروفِ آہ و بکا ہو جائیں گی، ان کو روتا ہوا دیکھ کر میں بھی رونے لگوں گا اور تمام فرشتے بھی مصروفِ گریہ ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو جلال آئے گا اور وہ ایک قسم کی آگ کو جسے ھبھب کہتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار سال تک اپنے غضب کی ہوا سے بھڑکایا ہے اور جو جلتے جلتے سیاہ پڑ گئی ہے جس میں خوشی و مسرت کبھی داخل نہ ہوگی اور جس میں سے غم کبھی باہر نہ نکلے گا۔ اس آگ کو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان قاتلانِ حسین کو جو حاملینِ قرآن بھی ہیں نگل لے۔

پس وہ شعلۂ جہنم اُن سب کو نگل لیگا۔ جب یہ لوگ اس کے جوف میں پہونچیں گے تو جہنم بھی چیخ اُٹھے گی اور وہ لوگ بھی چیخیں گے اور واضح الفاظ میں کہیں گے، پروردگارا! تو نے ہمیں بُت پرستوں سے بھی پہلے کیوں داخلِ جہنم کر دیا۔

جواب ملے گا کہ جو باوجود علم کے گناہ کرتا ہے اس کو ایسی ہی سزا دی جاتی ہے اور جو لاعلمی میں گناہ کرتا ہے اُس کو ایسی سزا نہیں ملتی، بلکہ اس کے لیے معافی کی گنجائش ہے۔

(ثواب الاعمال)

• دیگر: حضرت علی سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ روزِ قیامت فاطمہ زہرا کے سامنے امام حسین کا سرِ بُریدہ پیش کیا جائے گا، جس سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس سرِ اقدس کو دیکھ کر فاطمہ فریاد کرینگی:

" واولداہ واثمرۃ فواداہ " ہائے میرے لال ہائے میرے میوۂ دل
فاطمہؑ زہرا کی فریاد سن کر ملائکہ بھی فریاد کرنے لگیں گے اور اہلِ محشر کہیں گے کہ:
اے فاطمہؑ ! آپ کے فرزند کے قاتل کو اللہ تا ابد ہلاک ہی کرتا رہیگا۔
اُس وقت خدائے جلیل کی آواز آئے گی، ہاں بیشک، میں حسینؑ کے قاتل اور اُس قاتل کے دوستوں اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کروں گا۔

فاطمہؑ زہرا اُس روز جنّت کے ایک آراستہ و پیراستہ ناقے پر سوار ہونگی جس کے رُخسار کشادہ، آنکھیں بڑی، سر خالص سونے کا، گردن مشک و عنبر کی، مہار زبرجد سبز کی اور موتیوں کی جھول (بطور زین) اُس کی پشت پر پڑی ہوگی۔ پھر اس پر ایک ہودج ہوگا، جس پر نورِ الٰہی کے پردے پڑے ہوں گے، وہ ہودج رحمتِ الٰہی سے پُر ہوگا، اُس کی مہار دُنیا کے فرسخوں کے حساب سے ایک فرسخ (تین میل) طویل ہوگی، ستّر ہزار مَلَک اس ہودج کو چاروں طرف سے حلقہ کیے ہوئے ہوں گے۔ اور تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر میں مشغول ہوں گے اور خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا
" اے اہلِ محشر ! اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہؑ بنتِ رسولؐ کی سواری پلِ صراط سے گذر رہی ہے "۔

پس فاطمہؑ زہرا اور ان کے شیعہ پلِ صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے اور فاطمہؑ زہرا کے دشمن اور اُن کی اولادِ طاہرینؑ کے دشمن جہنّم کی آگ میں ڈال دیے جائینگے

(ثواب الاعمال)

⑤ جنابِ فاطمہؑ زہرا کی فریاد

حضرت علیؑ ابن امام موسیٰ الرضاؑ نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میری بیٹی فاطمہؑ زہرا قیامت کے دن اس طرح محشور ہوگی کہ اس کے پاس کچھ خون آلود کپڑے ہوں گے اور وہ قائمۂ عرش کو پکڑ کر فریاد کرے گی کہ: " اے سب سے بڑے عادل ! میرے اور میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرمادے "۔
جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ: ربِّ کعبہ کی قسم اللہ تعالےٰ اُن کے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا۔

(عیون الاخبار الرضا)

- "صحیفۃ الرضا" میں بھی اسی کے مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

⑥ شفاعت

طالقانی نے محمد بن جریر طبری سے اور اس نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "جب قیامت کا دن ہوگا تو میری بیٹی فاطمہؑ زہرا جنّت کے ایک ناقے پر سوار ہو کر میدانِ حشر میں آئے گی۔ اس ناقے کے دونوں پہلوؤں پر ریشم و دیباج کے جھول لٹک رہے ہوں گے، اس کی مہار تازہ موتیوں کی، پاؤں زمرّدِ سبز کے، دُم مشکِ اذفر کی اور آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی۔

اُس کی پُشت پر نور کا ایک ہودج ہوگا، جس کا ظاہر اُس کے باطن سے نمایاں ہوگا اور باطن ظاہر سے نظر آئے گا، اُس کا باطن عفوِ الٰہی سے مملو ہوگا اور ظاہر رحمتِ الٰہی سے گھرا ہوا ہوگا، اُن کے سر پر نور کا ایک تاج ہوگا جس کے ستّر گوشے ہوں گے، ہر گوشہ موتیوں اور یاقوتوں سے مرصّع ہوگا اور یہ جواہرات میدانِ حشر میں یوں چمکتے ہوں گے جیسے آسمان پر ستارے چمکتے ہیں۔

پھر آپ کی داہنی جانب ستّر ہزار فرشتے اور بائیں جانب ستّر ہزار فرشتے ہوں گے جبریلِ امین ناقے کی مہار تھامے ہوئے بآوازِ بلند ندا کریں گے کہ: "اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کی سواری میدانِ حشر سے گذر جائے۔"

اُس وقت کوئی رسول، کوئی نبی، کوئی صدیق اور کوئی شہید ایسا نہ ہوگا جو اِس اعلان کو سُن کر اپنی آنکھیں نہ بند کرلے۔ پھر آپ میدانِ حشر سے گذر کر عرشِ الٰہی کے سامنے پہونچیں گی، اور خود کو وہاں ناقے سے گرا دیں گی اور فریاد کریں گی۔

"اے میرے اللہ، اے میرے مالک! تو میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والوں کے درمیان فیصلہ فرما دے، نیز میرے درمیان اور میرے بچّے کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرما دے"

اس وقت خداوند عالم کا خطاب ہوگا۔ "اے میری حبیبہ، اے میرے حبیبؐ کی دختر! تم جو چاہو مانگ لو، میں تمھیں عطا کرونگا۔ جس کی چاہو شفاعت کرو، میں قبول کروں گا۔ میں اپنی عزّت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کوئی ظالم مجھ سے بچ نہ سکے گا۔"

فاطمہؑ زہرا عرض کریں گی: "اے میرے اللہ، میرے مالک! آج میں اپنی ذرّیت، اپنے محبوں اپنے شیعوں اور اپنی ذرّیت کے شیعوں کی شفاعت کرتی ہوں۔ لہٰذا اللہ عزّ و جل کی طرف سے آواز آئے گی: کہاں ہیں فاطمہ کی اولاد، اُن کے شیعہ، اُن کے محبّ اُن کی اولاد کے شیعہ؟ پس وہ لوگ اس شان سے اٹھیں گے کہ چاروں طرف سے رحمت فرشتے حلقہ کیے ہوں گے فاطمہؑ اُن کے آگے ہوں گی تا اینکہ اُن سب کو داخلِ جنّت کر دیں گی۔
(امالی شیخ صدوق)

باب ۹

جناب فاطمہؑ زہرا کی اولاد کا ذریتِ رسول اللہ ہونا ،

(۱) امام حسنؑ و امام حسینؑ رسول اللہ کے صلبی فرزند ہیں، قرآن مجید سے ثبوت

احتجاج طبرسی میں ابوالجارود سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوالجارود! لوگ امام حسنؑ و امام حسینؑ کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟

میں نے عرض کیا کہ لوگ انکار کرتے ہیں کہ وہ فرزندانِ رسولؐ نہیں ہیں۔

آپؑ نے فرمایا، پھر تم نے اُن لوگوں کے سامنے اُن کے قول کی مخالفت پر کونسی دلیل پیش کی ؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اِس قول سے اُن کی رد کر دی جو اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ:

" وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ . . . . وَكُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(سورۃ آیت)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں قرار دیا ہے۔

نیز میں نے ان لوگوں کے سامنے اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی پیش کیا:

" فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (سورۃ آلِ عمران آیت ۶۱)

امام علیہ السلام نے فرمایا، پھر وہ لوگ کیا بولے ؟

میں نے عرض کیا کہ اُن لوگوں نے اِس کا جواب یہ دیا کہ ہاں کبھی کبھی لڑکی کی اولاد کو بھی اپنی اولاد (بیٹا) کہہ دیا جاتا ہے مگر نواسہ اپنے نانا کی صلبی اولاد نہیں ہوتا۔

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا، اے ابوالجارود! بخدا میں اللہ کی کتاب سے اب ایک ایسی آیت پیش کرتا ہوں جس کی رو سے امام حسنؑ و امام حسینؑ صلبِ رسولؐ میں داخل ہیں اس کا کوئی

انکار نہیں کرسکتا اور وہ آیت یہ ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ .... وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ"

(سورہ نسآء آیت ۲۳)

یعنی: (حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں، تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں .... اور تمھارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمھارے صلب سے ہوں۔)

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالجارود! ان منکروں سے پوچھو کہ کیا رسول اللہ کے لیے یہ جائز ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کی ازواج سے نکاح کریں؟ اگر وہ کہیں کہ: جائز تھا۔ تو واللہ یہ جھوٹ ہے اور اگر وہ کہیں کہ جائز نہیں تھا، تو یہ دونوں (حسنؑ و حسینؑ) خدا کی قسم، رسول اللہ کے صلبی بیٹے قرار پائے کیونکہ ان کی بیویاں، رسول اللہ پر صرف اس لیے حرام ہیں کہ یہ دونوں اُن کی صلبی اولاد ہیں (یعنی اُن کے صلب سے ہیں) (مناقب ابن شہر آشوب)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کو تحریر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اولادِ فاطمہ پر ابن اور ولد کا اطلاق بہت ہوا ہے۔ اس مطلب کی بہت سی احادیث باب احتجاج رضا میں پیش کی جاچکی ہیں اور باقی احادیث (بابِ احتجاج موسیٰ بن جعفر سے خلفاء زمانہ) میں مذکور ہوں گی۔

مذکورہ آیت سے امام محمد باقر علیہ السلام نے جو استدلال فرمایا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ لڑکی کا لڑکا (نواسہ) اس آیت میں داخل ہے اور دراصل یہ حقیقی اطلاق ہے، اور یہ لوگ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نواسے کی بیوی نانا پر حرام ہے اور یہ استدلال اس وقت درست ہوگا جبکہ نواسے کو نانا کی صلبی اولاد مان لیا جائے، اور موضوع پر پوری بحث انشاء اللہ ابوابِ خمس میں کی جائے گی۔

- تفسیر فرات میں ابوالجارود کی یہی روایت الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ مرقوم ہے
- کتاب کافی میں بھی عبدالصمد سے یہی روایت ہے۔

تذنیب: کیا امام حسنؑ و امام حسینؑ کو فرزندانِ رسولؐ کہا جاسکتا ہے؟

عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ نے جناب امیرالمومنین کے اس قول کے ذیل میں جو آپ نے صفین میں امام حسنؑ کو میدانِ جنگ کی طرف دوڑتا ہوا دیکھ کر فرمایا تھا کہ: "اس لڑکے کو روک لو کہیں یہ میری کمر نہ توڑ دے کیونکہ مجھ کو ان دونوں (حسنؑ و حسینؑ) کا بڑا خیال ہے۔

کہیں ان کے مرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل نہ منقطع ہو جائے۔"

شارح موصوف تحریر کرتے ہیں کہ اگر تم یہ کہو کہ کیا حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد کو ابنِ رسول اللہ اور ولدِ رسول اللہ کہا جا سکتا ہے؟

میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ہاں کہا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ان دونوں کو رسول اللہ کا بیٹا کہا ہے، چنانچہ ارشادِ رب العزت ہے:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ ..... الخ

اِس میں اللہ تعالیٰ نے اَبْنَاءَنَا سے حسنؑ و حسینؑ کو مراد لیا ہے۔

نیز اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کے لیے کچھ مال کی وصیت کر جائے تو لڑکی کی اولاد بھی اس مال کی مستحق ہوگی۔

علاوہ بریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو حضرت ابراہیم کی ذریت قرار دیا اور اہلِ لغت نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کہ لڑکی کی اولاد کسی انسان کی نسل قرار نہیں دی جا سکتی۔

اب اگر تم یہ کہو تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا جواب دو گے کہ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ : محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

میں اس کے جواب میں تم سے خود سوال کروں گا کہ بتاؤ اس آیت کے ہوتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے فرزند ابراہیم بن ماریہ قبطیہ کے باپ تھے یا نہ تھے ابراہیم کے بارے میں جو تمہارا جواب ہوگا، وہی میرا جواب حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں ہوگا۔

دوسرا جواب جو سب میں مشترک ہے، وہ یہ ہے کہ اس آیت سے زید بن حارثہ مراد ہیں جن کو عربوں نے رسول اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا، اور بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمدؐ کہنے لگے تھے کیونکہ اہلِ عرب جن غلاموں کو متبنّیٰ کرتے ہیں ان کو متبنّیٰ کرنے والے کا بیٹا کہنے لگتے ہیں۔ لہٰذا، اللہ تعالیٰ نے اس قول سے اس رسم کو باطل کر دیا اور دورِ جاہلیت کے اس طریقے سے لوگوں کو منع فرمایا، اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں جو بالغ ہیں اور تمہارے درمیان معروف ہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اپنے اُن بچوں کے بھی باپ نہ تھے جن پر لفظِ رجال (مرد) صادق نہیں آتا جیسے ابراہیمؑ و حسنؑ و حسینؑ

اس کے بعد علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے بعض اور اعتراضات کا ذکر کیا ہے اور اس کے جوابات دیے ہیں۔

② اولادِ فاطمہؑ ہی ذریتِ رسولؐ ہے
قرآن مجید سے ایک اور ثبوت

(علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)

میں نے مناقب کی ایک قدیم کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے نسب سے منسوب ہوتی ہے سوائے اولادِ فاطمہؑ کے، کہ میں ان کا باپ ہوں اور اُن کا نسب ہوں۔"

ابوالحسن بن بشران نے اپنے اسناد کے ساتھ یحییٰ بن یعمر عامری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حجّاج بن یوسف نے مجھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا، اے یحییٰ! کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ وہ اولادِ علیؑ جو فاطمہؑ کے بطن سے ہے، اولادِ رسولؐ ہے ؟

میں نے کہا، اگر آپ مجھے جان کی امان دیں تو میں اس کے متعلق کچھ کہوں ؟

حجّاج نے کہا، میں نے امان دی۔

میں نے کہا، اچھا تو میں تمھارے سامنے قرآن مجید کی آیت پڑھتا ہوں، غور سے سنو!

"وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ" (سورۃ الانعام آیت ۸۴، ۸۵)

ترجمہ: (اور ہم اُسے (ابراہیم کو) اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے۔ ہم نے اُن سب کو ہدایت دی، اور اُس سے پیشتر نوحؑ کو ہدایت دی اور اُس (ابراہیمؑ) کی ذریت میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو بھی (ہدایت دی) اور ہم احسان کرنے والوں کو یونہی جزا دیتے ہیں۔ اور زکریاؑ و یحییٰؑ و عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب ہی صالحین میں سے تھے۔)

اے حجّاج! آپ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے بتولِ عذرا حضرت مریمؑ کے رحم میں بغیر باپ کے القا کیا ہے مگر اللہ نے ان کا شمار بھی حضرت ابراہیم کی ذریت میں کیا ہے۔

حجّاج نے کہا، اچھا تو پھر تمھیں اس کے نشر کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

میں نے کہا، خدا نے اہلِ علم پر واجب کیا ہے کہ وہ جو کچھ جانتے ہیں، وہ لوگوں کو بتائیں اس کو نہ چھپائیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (سورۂ آل عمران آیت ۱۸۷)

ترجمہ: (اور جب اللہ نے اُن لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی، عہد لیا، کہ اُسے واضح طور پر لوگوں سے بیان کریں گے اور اُسے چھپائیں گے نہیں۔)

حجاج نے کہا، ٹھیک ہے مگر اب اس کا اعادہ نہ کرنا۔

• دیگر:

عامر شعبی کا بیان ہے کہ ایک شب کو حجاج نے مجھے بلانے کے لیے آدمی بھیجا، مجھے خطرہ محسوس ہوا، مجبوراً اُٹھا، وضو کیا، اپنے گھر والوں سے وصیت وغیرہ کی، پھر حجّاج کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ چمڑا بچھا ہوا ہے اور برہنہ تلوار سامنے رکھی ہوئی ہے۔ میں نے حجّاج کو سلام کیا۔ اُس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولا:

ڈرو نہیں، میں نے تم کو آج رات سے کل ظہر تک کے لیے امان دی!

پھر اُس نے مجھ کو اپنے پہلو میں بٹھایا، اور اس کے اشارے پر ایک شخص کو جو طوق و سلاسل میں پا بجولاں تھا، حاضر کیا گیا۔

حجّاج نے مجھ سے کہا، یہ شیخ کہتا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ فرزندانِ رسولؐ ہیں، یہ اپنی اس بات کو قرآن سے ثابت کرے، ورنہ ابھی اس کی گردن اُڑا دوں گا۔

میں نے کہا، اے امیر پہلے اس کو طوق و سلاسل سے آزاد کر دے، پھر اس سے ثبوت طلب کر، تاکہ یہ آزادی سے گفتگو کر سکے۔

چنانچہ اس کو طوق و سلاسل سے آزاد کر دیا گیا۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ سعید بن جبیر تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا غم ہوا۔ میں نے دل میں کہا، سعید بھلا اس بات کو قرآن سے کیسے ثابت کریں گے۔

حجّاج نے پھر کہا، سعید! تم نے جو کچھ کہا ہے، اُس کا ثبوت قرآن سے پیش کرو، ورنہ میں ابھی تم کو قتل کرتا ہوں۔

سعید نے کہا، اے حجّاج! تھوڑی سی مہلت تو دے۔

حجّاج تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، قدرے اور مہلت دے۔

حجّاج پھر خاموش ہو گیا، پھر بولا، قرآن سے دلیل پیش کر۔

سعید نے کہا، بہتر ہے، اچھا سنو! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ..... وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ، یہاں تک سعید پڑھ کر خاموش ہو گئے اور حجّاج سے کہا،

اب اس کے آگے ذرا تم پڑھو۔

حجاج نے آگے پڑھنا شروع کیا: وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيسٰى:

سعید نے کہا، ذرا ٹھہر جاؤ۔ اب یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر اس ذیل میں کیسے آیا ہے جب کہ وہ بغیر باپ کے تولّد ہوئے تھے؟

حجّاج نے کہا، کیسے نہ آئے، آخر یہ بھی تو ذرّیتِ ابراہیمؑ میں ہیں۔

سعید نے کہا، اے حجّاج! اگر حضرت عیسیٰؑ کا شمار ذرّیتِ ابراہیمؑ میں ہے جن کے والد ہی نہیں تھے بلکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی کئی پشتوں کے بعد نواسے ہیں، اس کے باوجود وہ ذرّیتِ ابراہیمؑ کہلائے۔ لیکن حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا بدرجۂ اولیٰ حق رکھتے ہیں کیونکہ وہ حضرات تو جناب رسول اللہؐ کے بلا واسطہ نواسے ہیں۔

یہ سُن کر حجّاج نے حکم دیا، سعید کو دس ہزار دینار دیے جائیں اور یہ مال اُن کے ساتھ ان کے گھر پہونچا دیا جائے۔

پھر اُس نے سعید کو رہا کیا اور واپس جانے کی اجازت دی۔

شعبی کا بیان ہے کہ جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں کہا، میں سمجھتا تھا کہ میں قرآن کا بڑا عالم ہوں، مگر اب معلوم ہوا کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ چنانچہ میں سعید کی تلاش میں نکلا اور مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ وہ دینار اُن کے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو دس دس دینار صدقہ بانٹ رہے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں هذا كلّه ببركة الحسنؑ والحسينؑ (یہ سب حسنؑ و حسینؑ کی برکت ہے) اگر ہم نے ایک کو ناراض کیا ہے تو ہزار کو خوش بھی کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کو اپنے سے راضی کر لیا ہے۔ (کتاب مناقب قدیم)

- کتاب دلائلِ طبری میں فاطمہ کبریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کی ایک آل اور ذرّیت ہوتی رہی ہے جو اُس نبی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور میری آل و ذرّیت وہ ہے جو میری طرف منسوب ہے۔

(۳) بطنِ فاطمہؑ سے پیدا ہونے والوں کا شرف

حسن بن موسیٰ وشاء بغدادی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ خراسان میں حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، اس وقت وہاں زید بن موسیٰ بھی موجود تھے، کچھ لوگوں سے جو اُس وقت وہاں موجود تھے، فخریہ کہنے لگے کہ ہم لوگ ایسے ہیں اور ویسے ہیں وغیرہ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے زید کی باتیں سن کر فرمایا: اے زید! کیا تم کوفہ کے بقالوں کے قول پر فخر کرتے ہو کہ فاطمہؑ زہرا نے اپنے کو گناہوں سے بچائے رکھا، اس بنا پر اللہ نے اُن کی ذرّیت پر آتشِ جہنّم کو حرام قرار دے دیا ہے۔ خدا کی قسم یہ حدیث تو صرف حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ اور بطنِ جناب فاطمہؑ زہرا سے پیدا ہونے والوں کے لیے ہے۔

سنو! اگر موسیٰ بن جعفرؑ علیہ السلام اللہ کی اطاعت میں دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت کریں، اور تم اللہ کی نافرمانی کرو، پھر روزِ قیامت دونوں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمھارا مرتبہ اللہ کے نزدیک تمھارے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ یاد رکھو! حضرت علی ابن الحسینؑ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

" لمحسننا کفلان من الاجر ولمسیئنا ضعفان من العذاب "

(ہمارے نیکو کاروں کے لیے دوہرا اجر و ثواب ہے اور ہمارے بدکاروں کے لیے دوہرا عذاب ہے۔)

حسن الوشّار کا بیان ہے کہ پھر آپ میری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا، اے حسن! تم لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟

" یٰنُوحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ "

(سورۂ ھود آیت ۴۶)

میں نے عرض کیا، کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ " اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ " (اس کا عمل چونکہ غیر صالح ہے) اس لیے اے نوح! یہ تمھارے اہل سے خارج ہے اور کچھ لوگ اس کو یوں پڑھتے ہیں کہ اِنَّهٗ عَمَلُ غَیۡرِ صَالِحٍ (اے نوح!) یہ تمھاری اولاد ہی نہیں ہے۔ یہ تو ایک غیر صالح شخص کی اولاد ہے۔

آپ نے فرمایا، نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، وہ حضرت نوحؑ کی ہی اولاد تھا، مگر چونکہ اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اس لیے اللہ اس کو اُن کی ولدیت سے خارج کرتا ہے۔

بس اسی طرح جو ہم میں سے اللہ کی اطاعت نہ کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور تم اگر اللہ کی اطاعت کرو گے تو ہم میں سے ہو گے۔ (معانی الاخبار)

• نسائی نے اسدی سے اور اس نے صالح بن احمد سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(عیون الاخبار الرضا)

• محمد بن مروان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہؑ زہرا نے چونکہ خود کو

گناہوں محفوظ رکھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذریت کے لیے آتشِ جہنّم کو حرام قرار دیدیا؟
آپ نے فرمایا، ہاں، مگر اس سے مراد صرف حسنؑ وحسینؑ و زینبؑ و امِ کلثوم ہیں۔

(معانی الاخبار)

• حمّاد بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا، مولا! میں آپؑ پر قربان، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے کیا معنی ہیں کہ: "ان فاطمۃ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذرّیتھا علی النّار"۔ (فاطمہؑ زہرا نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم پر اُن کی ذریت کو حرام قرار دیدیا۔)

آپؑ نے فرمایا جہنّم سے بَری اُن کی صرف وہ ذریت ہے جو اُن کے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی حسنؑ وحسینؑ، زینبؑ اور ام کلثوم۔ (معانی الاخبار)

• حضرت امام رضا علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے بچایا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی ذرّیت کو جہنّم پر حرام قرار دے دیا۔ (عیون الاخبار الرضا)

• مصباح الانوار میں بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی سند سے اسی کے مثل روایت بیان کی ہے۔

(۴) = زید بن امام موسیٰؑ کو امام رضاؑ کی تنبیہ

ماجیلویہ، ابنِ متوکل اور ہمدانی نے اپنے اسناد کے ساتھ یاسر سے روایت کی ہے کہ زید بن امام موسیٰؑ نے مدینہ میں خروج کیا۔ لوگوں کے گھر جلائے اور انھیں قتل کیا۔ اسی بناء پر اُن کا لقب زید النار ہوگیا۔

چنانچہ مامون نے فوج بھیج کر انھیں گرفتار کرایا۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیے گئے تو مامون نے کہا: ان کو ابوالحسنؑ امام رضا علیہ السّلام کے پاس لے جاؤ۔

یاسر کا بیان ہے کہ جب زید کو امام رضا علیہ السّلام کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اے زید! کیا تم پست ذہن اہلِ کوفہ کے اس قول پر غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ: (حدیث)

"فاطمۃ احصنت فرجھا فحرّم اللہ ذریتھا علی النار"

یعنی (فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے محفوظ رکھا اس لیے اللہ نے ان کی ذریت کو جہنّم کے لیے حرام کردیا ہے۔) اس سے پوری نسلِ فاطمہؑ مراد نہیں ہے بلکہ صرف حسنؑ وحسینؑ مراد ہیں۔ اگر تمھارا

یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کرو، اس کے باوجود تم کو جنت میں داخلہ مل جائے اور حضرت امام موسیٰؑ بن امام جعفر صادقؑ اللہ کی اطاعت کرنے کے بعد جنت میں جائیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم اللہ کے نزدیک امام موسیٰ بن جعفرؑ علیہ السلام سے بھی زیادہ محترم ہو۔

خدا کی قسم، بغیر اطاعت کوئی شخص اللہ کی بارگاہ سے کچھ نہیں پا سکتا، اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کر کے جنت لے لوگے تو یہ غلط خیال ہے۔

زید نے کہا، میں آپ کا بھائی ہوں اور آپؑ ہی کے باپ کا بیٹا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا، تم میرے بھائی اسی وقت تک ہو جبتک تم اللہ کی اطاعت کروگے۔ سنو! حضرت نوحؑ نے خدا سے کہا تھا کہ: رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ • (سورہ ہود آیت ۴۵)

(پروردگارا! بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تھا کہ: یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۔ (سورہ ہود آیت ۴۶)

(اے نوح! یہ لڑکا، تمھارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل غیرِ صالح ہے)

پس دیکھو! (اے زید) خدائے عزوجل نے پسر نوحؑ کو اس کی معصیت کی وجہ سے نوحؑ کے اہل سے خارج کردیا۔ (عیون الاخبار الرضا)

تاریخ بغداد و کتاب سمعانی و اربعین موذن و مناقب فاطمہؑ ابن شاہین میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ و ابن مسعود سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "فاطمہؑ نے خود کو گناہوں سے پاک رکھا، اس لیے اللہ نے اُن کی ذریت کو جہنم پر حرام قرار دیا ہے۔"

ابن مندہ کہتے ہیں کہ یہ مخصوص امام حسنؑ و امام حسینؑ کے لیے ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بطنِ فاطمہؑ سے جو بھی پیدا ہوا اُن سب کے لیے ہے۔ اور یہ روایت حضرت امام رضا علیہ السلام کی ہے۔ اور اَولیٰ یہ ہے کہ نسلِ فاطمہؑ میں جتنے مومن ہیں ان سب کے لیے ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

باب ۱۰

جناب فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا کے اوقاف و صدقات

(۱) آپ کا صدقہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے

کتاب کافی میں ابومریم سے مروی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کے صدقے کے متعلق دریافت کیا گیا:

آپؑ نے فرمایا، وہ ہمارے لیے حلال ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت فاطمہؑ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقہ کو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ (کافی)

(۲) وقف نامے کی عبارت

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا، کیا میں تمھیں حضرت فاطمہؑ زہرا کی وصیت پڑھ کر سناؤں؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، سنائیے۔

پس آپؑ نے ایک صندوقچہ یا ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ : یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کا وصیت نامہ ہے میں (فاطمہؑ) وصیت کرتی ہوں اپنے ان ساتوں باغات کے متعلق جن کے نام یہ ہیں: العواف، دلال، برقہ، مبیت، حسنیٰ، صافیہ اور اُم ابراہیم والا باغ، کہ یہ سب علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو دیدیے جائیں۔ اور جب وہ دنیا سے گذر جائیں تو ان سب کے متولی حسنؑ ہوں گے اور جب حسنؑ گذر جائیں تو ان کے متولی حسینؑ ہوں گے۔ اور حسینؑ بھی نہ رہیں تو میری اولاد میں سے جو سب سے بزرگ ہو وہ ان کا متولی ہوگا۔ اس کا شاہد اللہ ہے، مقداد اور زبیر بن عوام ہیں اور کاتب اس کے علیؑ بن ابیطالب ہیں۔ (کافی)

• دیگر :

علی نے اپنے باپ سے، اُنھوں نے ابن ابی عمیر سے، اُنھوں نے حمّاد بن عثمان سے اور اُنھوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں فاطمہ زہرا کا وصیّت نامہ پڑھ کر سناؤں؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں سُنائیے۔

آپؑ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں یہ تحریر تھا:

"یہ وصیّت وعہد ہے فاطمہؑ بنتِ محمّدؐ کی جانب سے اپنے اموال کے متعلّق علیؑ ابن ابیطالبؑ کے لیے، پھر جب وہ مرجائیں تو یہ حسنؑ کی طرف منتقل ہوگا، حسنؑ کے بعد حسینؑ کی طرف اور حسینؑ کے بعد میرے بطن کے سلسلے کی جو اولادِ اکبر ہو اُس کی طرف (اولادِ علیؑ میں میرے بطن کی اولاد کے ماسوا کسی کی طرف نہیں) اور وہ اموال یہ ہیں: دلال، عواف، مبیت، برقہ، حسنیٰ صافیہ اور ام ابراھیم والا باغ۔ اس وصیت وعہد کا گواہ اللہ ہے پھر مقداد بن الاسود اور زبیر بن العوام ہیں۔ (کافی)

(۳) سلمانؓ کا لگایا ہوا باغ

علی نے اپنے باپ سے، اُنھوں نے ابنِ ابی نجران سے، اُنھوں نے عاصم بن حمید سے، اُنھوں نے ابراھیم بن ابی یحییٰ مزنی سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا، مبیت نامی باغ وہ ہے جو سلمانؓ نے بذریعہ مکاتبہ ادا کیا تھا، پس اس کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی معاوضہ کے اپنے رسولؐ کو عطا کردیا تھا۔ یہ باغ بھی فاطمہؑ کے صدقے میں شامل تھا۔ (کافی)

(۴) جنابِ فاطمہؑ زہرا کے باغات کے نام

محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے اور اُنھوں نے حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے ان سات باغات کے متعلّق دریافت کیا جو جناب رسول اللہؐ کی وراثت میں جناب فاطمہؑ زہرا کو ملے تھے۔

آپؑ نے فرمایا، وہ باغات دراصل وقف تھے، آنحضرتؐ ان میں سے اتنا لیتے تھے جتنا آپؐ اپنے مہمانوں و تابعین پر صرف کرتے تھے۔ بعد وفاتِ آنحضرتؐ، عباس بن عبدالمطّلب نے فاطمہؑ زہرا سے اپنا حصّہ باغات طلب کیا تو حضرت علیؑ اور دیگر افراد نے ان کے وقف ہونے پر گواہی دی جو یہ ہیں دلال، عواف، حسنیٰ، صافیہ، ام ابراہیم کا باغ، مبیت اور برقہ

ختم شد

رُوحِ الحیات

اُردو ترجمہ

عین الحیوٰۃ

فارسی زبان میں ملا باقر مجلسیؒ کی کتاب عین الحیوٰۃ کا بامحاورہ اُردو ترجمہ جناب علی حسن اختر نے کیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت ابوذر غفاریؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو نصیحتیں فرمائیں وہ نہ صرف ایمان افروز ہیں بلکہ ان کا علم رکھنا ہر مومن پر فرض ہے۔ بندہ مومن اس کتاب کے مطالعہ سے روح میں بالیدگی اور ایمان و ایقان میں تازگی محسوس کرتا ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے۔ اسی معراج پر پہنچنے کے لیے جن مراحل کا طے کرنا لازم ہے ان تمام مراحل پر تمثیلات کے ذریعے آسان زبان میں گفتگو کی گئی ہے۔ چیدہ چیدہ ابواب یہ ہیں شرائط عبادت، درجات معرفت، عصمت امام، رہبانیت خوف درجا۔ مخالفت نفس، آداب دعا و مناجات، فضیلت قرآن، حقوق رعایا و سلطان، مذمت و تحقیر مومنان، مذمت غیبت، حسد، تکبر، اصلاح باطن، اوقات اذکار مخصوصہ، وغیرہ۔

اس کے علاوہ آئمہ طاہرین سے منسوب روایات کو مومنین کرام تزکیہ نفس کی خاطر عقلی دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس کتاب کا مطالعہ آپ کے لیے سکونِ قلب کا باعث ہو گا۔

عمدہ کاغذ ——— آفسٹ طباعت   قیمت: روپئے

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی